

بناتِ رسولؐ کا تاریخی جائزہ

البتولؑ

فی وحدت

بناتِ رسولؐ

www.sirat-e-mustaqeem.net

مؤلف

مبلیغ اسلام علامہ مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ

۴
البتول

فی وحدة

بنت الرسول

مؤلف

علامہ مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ مبلغ اسلام

ناشر: اسلامیہ مشن پاکستان

مجلد سولہ

مجموعہ آثار الطیف آباد ہفت نمبر ۸-۷-۱

۱۔ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا اس جہاں میں ورودِ مسعود

نمبر شمار	صفحہ	نمبر شمار	صفحہ
۱۱۲ (۱) اسم گرامی	۹	۲۰ (۲) دوش کی نصیحت	۱۸
۳ (۲) کفایت دلقاب	۱۰	۲۱ (۳) رسول اسلام کی دعائیں	۱۸
۴ (۳) خلقت نور	۱۰	۲۲ (۵) دعوت ولیمہ	۱۹
۵ (۴) آٹھ دعوں کو خاتونِ جنت کی زیارت	۱۱	۲۳ (۶) فاطمہ زہرا کا گھوڑی پر سوار ہونا نہیں	۱۹
۶ (۵) آیہ محل میں آثار قدرت	۱۱	۲۴ (۷) علی زفاطر کا مقدور قرآن مقدس	۱۹
۷ (۶) ولادت باسعادت	۱۲	۲۵ (۸) خاتونِ جنت	۱۹
۸ (۷) مولد مطہر	۱۲	۲۶ (۹) پنجابی شاہ جہدہ کی زرتا چاچا	۲۱
۹ (۸) ماریچک ولادت	۱۳	۲۷ (۱۰) ایک مومن کا تحفہ	۲۲
۱۰۔ ایام طفولیت اور کفر و شرک کی گینار	۱۳	۲۸ (۱۱) شیخ فاطمہ زہرا	۲۳
۱۱ (۱) فاطمہ زہرا شب ابوطالب میں	۱۳	۲۹ (۱۲) گھوہند راہ خدا میں	۲۳
۱۲ (۲) حضرت خدیجہ اور ابوطالب کی رحلت	۱۴	۳۰ (۱۳) سورہ دہر اور خاتونِ جنت	۲۳
۱۳ (۳) اہل خاندان اور کینریں	۱۴	۳۱۔ آپ کے اخلاق و عادات	۲۴
۱۴ (۴) شبِ حبتہ	۱۵	۳۲۔ آپ کی عبادت	۲۶
۱۵ (۵) مدینہ منورہ اور ارام سکھ	۱۵	۳۳۔ سرور کائنات سے والہانہ محبت	۲۷
۱۶ (۶) آپ کی پرورداری	۱۵	۳۴۔ آنحضرت کی محبت سیدہ عالم سے	۲۸
۱۷۔ شادی خانہ تباہی	۱۶	۳۵۔ آیات قرآن سیدہ عالم کی شان میں	۲۹
۱۸۔ رسول خدا کا نکاح	۱۷	۳۶ (۱۴) آیہ موت اور خاتونِ جنت	۲۹
۱۹۔ محمد و عالم کا جینز	۱۸	۳۷ (۱۵) آیت تطہیر اور خاتونِ جنت	۳۰

نمبر شمار	صفحہ	نمبر شمار	صفحہ
۳۷	آیت بیوت اور خاتون جنت	۵۵	اہل بیت سے محبت مجھ سے محبت ہے
۳۸	آیت جہانم اور خاتون جنت	۵۶	اہل بیت مجھ سے درجہ بھائی ہیں
۳۹	بحرین اور علیؑ کا طائر	۵۷	رسول اسلام کا آخری پیام
۴۰	سورہ کوثر اور خاتون جنت	۵۸	ازواج نبویؑ کی گواہی
۴۱	سورہ مد اور خاتون جنت	۵۹	خاتون جنت کو تعلیق صبر
۴۲	آیت نبی و صہرا اور خاتون جنت	۶۰	سب سے پہلے رسولؐ سے غنے وال
۴۳	خاتون جنت کا حق مذکر قرآن میں	۶۱	خاتون جنت کا احترام اور اہل بیتؑ کے دل میں
۴۴	رسول اسلام کے ارشادات میں نام کی شان	۶۲	خاتون جنت اور طاعت خداوندی
۴۵	ناظر تہذیب کی سواریں	۶۳	رسول اسلام کا احترام خاتون جنت کے دل میں
۴۶	دو ناظر تہذیب اجڑے	۶۴	خاتون جنت کی خاک قبر مطہر کا طوط
۴۷	دو ناظر تہذیب ازائیدہ و مراد ہے	۶۵	خاتم النبیین کی حالت
۴۸	دو ناظر اور ان کی ذریت پر روزِ حرام	۶۶	انقلاب زمانہ
۴۹	دو ناظر تہذیب سے رسول کی محبت	۶۷	تفسیر مذکر
۵۰	دو ناظر تہذیب سے پہلے داخل جہنم ہوگی	۶۸	آپ کا گریہ و ماتم
۵۱	خاتون جنت کی سولی میں شکنجہ	۶۹	وفات حسرت آیات
۵۲	دور ازہ جنت پر کونسا کا کھنسا	۷۰	آپ کا ماتم
۵۳	علیؑ اور فاطمہؑ کی وہ خصوصیت جو رسولؐ آقا اسلام میں بھی نہیں	۷۱	اولاد امجاد
۵۴	اتم سے بچہ تم سے صلح تم سے جنگ		
	جنگ		

نمبر شمار	صفحہ	نمبر شمار	صفحہ
۴۲۔ بنات رسول کا شانہ	۴۹	۹۰۔ مذکورہ روایا کا حیرت انگیز نتیجہ	۷۲
۴۳۔ شرف و بزرگی کا قدرانی قانون	۴۹	۹۱۔ تاریخی ولادت و وفات رسول میں	۷۵
۴۴۔ بنات رسول کی تحقیق	۵۲	مسلمانوں کا اختلاف	
۴۵۔ خاتونِ جنت کی وحدت و یکسانی	۵۲	۹۲۔ اولاد رسول کی ترتیب میں شدید اختلاف	۷۵
۴۶۔ خاتونِ جنت کی وحدت و غیر عظمت	۵۶	۹۳۔ اختلاف ترتیب کا مختصر خاکہ	۷۸
۴۷۔ رسولِ اسلام کے انصاف کا تقاضا	۵۶	۹۴۔ اختلاف روایات کا نتیجہ	۷۹
۴۸۔ بعثت سے قبل نبی اکرم کا مذہب	۵۸	۹۵۔ بنات رسول کے روایات مقلد روایت	
۴۹۔ کیا بنات رسول آفرین ہیں	۶۱	کی روشنی میں	۸۱
۵۰۔ ہند کو خواہرِ فاطمہؑ ہونے پر ناز	۶۶	۹۶۔ اولاد رسول کی مشہور تعداد مشکلات کا	
۸۱۔ بنات اور بنات کی تحقیق لغت عرب اور		پیشین خیمہ ہے	۸۲
قرآن کی روشنی میں	۶۳	۹۷۔ پہلی مشکل	۸۲
۸۲۔ ابنِ دہبیت دم کا استعمال	۶۳	۹۸۔ دوسری مشکل	۸۳
۸۳۔ حضرت یعقوبؑ کے باپ ان کی اولاد	۶۳	۹۹۔ تیسری مشکل	۸۳
کی زبان پر		۱۰۰۔ چوتھی مشکل	۸۳
۸۴۔ حضرت نبی اکرمؐ کسی کے باپ نہیں	۶۳	۱۰۱۔ حضرت خدیجہؓ کا مقدار بنات رسول	۸۴
۸۵۔ مادِ حلو	۶۵	۱۰۲۔ حضرت خدیجہؓ رسول کے گھر میں بارگاہِ انبیا	۸۸
۸۶۔ ام المومنین	۶۷	۱۰۳۔ بنات رسول کے متعلق تین قسم کی روایا	۹
۸۷۔ حضرت ابراہیمؑ بھی باپ ہیں	۶۷	۱۰۴۔ امیر شام کا صہ رسولؐ ہونے کا دعویٰ اور	
۸۸۔ وہی سات قسم کے ماں باپ	۶۸	امیر المومنین کا وہاں شکیں جواب	۹۱
۸۹۔ اولاد رسول کی تعداد میں اختلاف عظیم	۷۰	۱۰۵۔ کسی اگر کی تحقیق کے چار عیسا اہلسنت کی نظر میں	۹۴

پیش لفظ

میرا عقیدہ ہے کہ ہم مسلمانوں میں وحدت نکر و عمل کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ ہم ان ذوات مقدسہ سے منسلک اور وابستہ رہیں جن کی عظمت و جلال کبھی موضوع نزاع نہیں بنی اور ہر زمانہ اور ہر گروہ میں جن کے تقدس کا اپنے اور بیگانے سب اعتراف کرتے رہے ہیں۔
مجھے افسوس ہے کہ مدت دراز سے مسلمانوں میں یہ مثلہ زیر بحث ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دست نیک آخر حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے علاوہ کیا زینب و رقیہ اور ام کلثوم بھی آنحضرت کی دختران تھیں یا نہیں۔

حالانکہ مسلمان کہہ معلوم ہے کہ بتوت و رسالت جو یا امامت و خلافت ان کا دار و مدار صرف رشتوں پر نہیں جب تک خود ذات میں صلاحیت اور قدرت کی جانب سے عطیہ و بخشش نہ ہو بلکہ بعض حضرات کو جب اپنے مقصد کے لئے کوئی مضبوط اور مستحکم دلیل نہیں ملتی تو وہ رشتوں کا سہارا لے کر اس ذریعہ سے حصول مقصد کی سعی میں مصروف رہتے ہیں۔

جہاں تک رشتوں کا تعلق ہے جو تاریخ سے بالاتفاق ثابت ہیں ان کے تسلیم کرنے میں کسی معقول انسان کو غصہ نہیں ہو سکتا لیکن وہ رشتے جن کی بنیاد کا طور پر تاریخ میں کوئی حقیقت نہیں اور جو رسول اسلام کی عظمت کا شہرہ بننے کی بجائے دامن بتوت کا دانہ بن کر رہیں اور بے بنیاد بھی ہوں تو انہیں ایک غیر متد مسلمہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا جیسے آذر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مادہ اللہ یا پکنامہ حضرت ابراہیمؑ نہیں بلکہ تمام انبیاء و مرسلین کی ان خصوصیات پر ضرب کاری ہے جو انہیں جناب اللہ حاصل ہیں اس لئے کہ انبیاء کے اباء و اجداد ہمیشہ کفر کے داغ سے پاک ہوتے ہیں

اسی طرح وہ دختران جو کافروں کو سیاحی گئی ہوں انہیں دختران رسول گناہم البتہ کی عصمت و طہارت اور ان کی علیہ المثل عظمت کے لئے داغ ہے۔ جو کچھ عوام ان کا

رشتوں ناقول کا ذکر سن کر جلد متاثر ہو جاتے ہیں اس لیے جان بوجھ کر مسلسل تقریروں بلکہ
مطلبہ و رسالوں کے ذریعہ یہ ثابت کرنے کی بار بار کوشش کی گئی ہے اور کی جاتی رہتی
ہے کہ یہ ہر سہ و فخران، فخران رسولؐ تھیں اور یہ جیلنج دیا جاتا رہتا ہے کہ اس کا جواب
کیوں نہیں دیا جاتا اور یہ اصول ہے بھی غلط کہ باطل جیلنج دیتا رہے اور حق خاموش رہے
اس لئے میں نے بحکمت اجاب کے اصرار پر یہ ضروری سمجھا کہ ان رشتوں
کے متعلق جس حقیقت تک میں پہنچا ہوں اس سے اپنے بھائیوں کو مطلع کر دوں اور
اس سلسلے میں جو شبہات پیش کئے جاتے ہیں ان کی حقیقت بھی اس طرح واضح کر دوں
کہ ہر حقیقت آفتاب نیم روز کی طرح سامنے نظر آنے لگے

میں ہرگز نہیں چاہتا اور عزیمت پسند کرتا ہوں کہ کسی کے خلاف قلم کو جنبش دوں اس لئے
میں نے ہر موقع پر پوری احتیاط سے کام لیا ہے مگر حقائق پر پردہ بھی نہیں ڈالا
سکتا اور حقیقت پر پردہ ڈالنا بھی جرم ہے۔

میں نے پورے خلوص نیت کے ساتھ صرف حقائق کو پیش نظر رکھ کر قرآن وحدیث
اور تفسیر و تاریخ و لغت وغیرہ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضور نبی اکرمؐ کی صرف ایک دختر
نیک اختر تھی بنی کانام نامی اور اسم گرامی حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا ہے ان کی
پاک سیرت مقدس زندگی، بلند کردار، عصمت و طہارت اور خدا اور رسولؐ کی نظر میں
ان کی عظمت جس کا ہر مسلمان کو اعتراف ہے۔ وہ خود شاہد ہے کہ فقید المثل رسولؐ کی دختر ہی
یگانہ روزگار ہونا چاہئے ان کا وجود ہی وجود ان کی سیرت، ان کی تربیت اور ان کی وہ
مقدس اولاد جس نے ملک اسلام میں چار چاند لگا دیے۔ خود اس کا ثبوت ہے کہ
جب ان بستیوں کی مثال مٹھوٹ سے تھیں ملتی تو جوان کا تربی و سرور مست اور
بزرگ بہن وہ رسولؐ کیسا ہوگا

اور یہ حقیقت ہے کہ جب کوئی شخص خاتونِ جنت کی سیرت لکھنا شروع کرتا ہے

تو قدرتی طور پر اس کے دماغ میں یہ تصور گردش کرنے لگتا ہے کہ اگر حضو کی اور ذمہ داران بھی تھیں تو ان کی سیرت ان کے فضائل اگر اس قدر نہیں تو کچھ تو ملتے جلتے ہونا چاہیے اور جب ڈھونڈ سے نہیں ملتے تو وہ اس کی تحقیق کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور اسے آخر اس نتیجہ تک پہنچتا ہے کہ بقول لڑتے مشور لا امل لہ۔ اس شہرت کی حقیقت تار و عنکبوت سے زیادہ مستحکم نہیں ہے۔

مجھے اس سلسلے میں جس قدر اعتراضات و شبہات کی اطلاع مل سکی ہیں ان میں نے ان سب کا حل پیش کر دیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگر اس مختصر رسالہ کا مکمل مطالعہ کر لیا گیا تو انشاء اللہ مزید کسی شبہ کا پیدا ہونے کی گنجائش ہی نہیں رہے گی۔ و ما تو نسیتق
الا باللہ العلی العظیم۔ والسلام علی رسولہ و آلہ الطاہرین علیہم السلام

مرزا یوسف حسین معتمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا اس جہان میں ورود مسعود
آپ کا نام گرامی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے حضرت عمر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا خدا سے اپنی دختر کا نام فاطمہ رکھا ہے (علل الشرائع)

انما سمیت ابنتی فاطمة لان الله قطعها ونظم بحسبها من الناس
میرزا بیٹی کا نام فاطمہ اس لئے ہے کہ خداوند عالم نے انہیں اولاد کے شیعوں کو دوزخ سے بچھڑا دیا ہے
دعوتہ القربیٰ ہوائی غرور (علل الشرائع) یہ درست ہے کہ بلند نام آسمان سے نازل ہوتے ہیں لفظ فاطمہ کی
اصل نظم ہے یعنی بچھڑانا۔ اسی لئے دو دھڑ بھائی کو نظام کہتے ہیں کسی نے آنحضرتؐ سے سوال کیا کہ آپ
کی دختر کا نام فاطمہ کیوں ہے فرمایا لا نھا قطعتم اولادھا وعلیہا من الناس
(معانی الاخبار) اسی لئے کہ وہ اپنی اولاد اور مائیں کو دوزخ سے بچھڑائیں گی۔
پس بچھڑا جب آپ کے کچھ موال اپنے اعمال بدک وجہ سے دوزخ کی طرف لے جائے جا رہے ہوں گے
تو یہ منظر دیکھ کر خاتونِ جنت بیقرار ہو جائیں گی اور بارگاہِ رب العزت میں عرض کریں گی۔

آہی و سیدی سمیتنی فاطمة قطعتم لی مع الناس ووعظک الحق وابت لا تحلفن الھیضان
میرے مہروداے میرے سید و سرورِ قوی نے میرا نام فاطمہ دوزخ سے بچھڑانے والی رکھا
اور میرے ہی لئے مجھ سے اور میری ذریت سے تو لار کھنے والوں کو دوزخ سے آزاد کیا ہے اور تیرا وعدہ
حق ہے تو کبھی وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

اہم جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ میری جدہ ماجدہ کا نام فاطمہ اس لئے ہے کہ

لا نقطاعھا عن الدنيا لی الله عند عیان تھا وانقطاعھا عن ثلاث الدنيا وشمواتھا

وہ عبادت میں اس قدر مصروف رہتی تھیں کہ دنیا اور اس کی لذتوں سے بالکل الگ ہو جاتی تھیں
لَا تَقْطَعُ عَنْهَا بِالْعِلْمِ عَنْ الْجَهْلِ اس لئے کہ وہ خدا واد علم کی وجہ سے جہالت
سے پاک تھیں۔

لَا تَهَا فُطِمَتْ مِنَ الظُّلْمَةِ اس لئے کہ ان کا ظلمت سے تاریکی سے کوئی تعلق نہ تھا
لَا تَهَا فُطِمَتْ مِنَ الرِّجْسِ اس لئے کہ وہ ہر جس سے پاک و پاکیزہ تھیں
لَا تَقْطَعُ عَنْهَا عَنِ الْفَسَادِ فَضْلًا اس لئے کہ وہ فضیلت اور حب و نسب میں
وَحَسْبًا وَنَسَبًا سب عورتوں سے الگ تھیں۔

لَا تَهَا فُطِمَتْ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ اس لئے کہ وہ ہر برائی سے منزہ تھیں
لَا تَهَا فُطِمَتْ طَمَعُهُمْ اس لئے کہ انہوں نے خلافت کے لالچ کو رک کر دیا۔

لوگ اس طرح میں آنحضرتؐ کو اپنی لڑکیاں پیش کرتے تھے کہ ان سے اولاد ہو اور اسے خلافت
مل جائے مگر خاتونِ نبوتؐ کے سوا اور کوئی اولاد نہ ہوئی اور انہی سے نسلِ رسولؐ پھل اور دینی امامت
خلافت کی سستی ہوئی اس لئے کہ انہوں نے سب کو ناپسند کر دیا۔ (بحار الانوار علی الشرائع وغیرہ)
آپؐ کی کنیت ام الحسینؑ، ام السبطینؑ، ام المومنینؑ
کنیت والقاب :- اور القاب افضل النساء - خیر النساء - سیدۃ النساء
ماتونہ جنتہ - الزہراء - البتول - الخدراء - الانسیۃ المحررات - مریم کبریٰ - صدیقہ - طاہرہ -
زکریہ - رضیہ - مبارکہ

خلقیت نورانی :- خداوند عالم نے حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کا نور حضرت
رسالتؐ تاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے خلق فرمایا۔ یہ نور شیخ و تقدس میں مصروف تھا
پھر اس نور کو جنت کے ایک درخت میں جگہ دی۔ درخت روشن ہو گیا۔ جب حضورؐ ختی ہر بیت
شب معراج عالم بالا پر تشریف لے گئے تو حسب حکم خدا اس درخت کا پھل آپؐ کو جبریلؑ
نے دیا اور کتنا ناول فرمایا۔ اس سے ایک دختر نیک اختر پیدا ہوگی۔ شکم خدیت مجتبیٰ سے

آپؐ نے نوش فرمایا جو آپ کے صلب سے منتقل ہو کر حضرت خدیجہؓ کے رحم میں آیا۔ اس نوے آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اس لئے آپ کا لقب طاہرہ مبارکہ رضیہ فرما کر اقرار فرمایا اور آپ ہمیشہ طاہرہ اور نجاست کی لاشوں سے پاک رہیں۔ آپ کی کوئی نماز کبھی فوت نہیں ہوئی، دو خائرا العقبیٰ - یشایح المؤدۃ - ینبوع المعجزات حضرتؐ فرمایا کرتے تھے کہ میں جب فاطمہؑ کا بدن سونگھتا ہوں تو جنت کے سید کی خوشبو آتی ہے۔

آدم وحواء کو خاتونِ جنت کی زیارت : جب خداوند عالم نے حضرت آدمؑ وحواءؑ کو خلق فرمایا تو انہیں اپنے حسن و جمال پر ناز ہوا۔ قدرت نے ان پر ایک ایسی حسین و جمیل دختر کو ظاہر فرمایا جس کا نورِ اقدس تھا اس کے سر پر ایک نورانی تاج اور دونوں کانوں میں نورانی گوشوارے تھے یہ دیکھ کر حضرت آدمؑ کو حیرت ہوئی۔ عرض کیا پروردگار! یہ کون ہے۔ آواز آئی یہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر نیک اختر ہیں۔ عرض کی یہ تاج کیسے ہے فرمایا کہ یہ ان کے شوہر بنی ابی طالب ہیں عرض کی کہ یہ گوشوارے کیسے فرمایا کہ ان کے خزندہ امام حسن اور حسین علیہما السلام ہیں دینا بیح المؤدۃ - روضہ اشہد ابرار۔

ایامِ حمل میں آثارِ قدرت : معراج کے بعد عین اس دور میں حضرت خدیجہؓ کو آپ کا عمل ہوا جب حضورؐ ترقی مرتبت کو دی ہوئی نبوت کے متھوڑا سرگرا تھا۔ آپ سے قسم قسم کے سوالات اور ہر طرف سے معجزات طلب کئے جا رہے تھے۔ یہ معجزہ کی عورتوں نے حضرت خدیجہؓ سے ملنا جینا چھوڑ دیا تھا اور حضرت خدیجہؓ تنہائی کی وجہ سے گھبراتی تھیں مگر زواہ تک یہ مندرہ عصمت و طہارت اپنی مادرِ گرامی کے لئے نہیں دھند رہیں اور ان سے بآئیں کیا کرتی تھیں اور حضرت خدیجہؓ نبوت کی خوشبو سے معطر رہیں۔

جب کفار نے معجزہ شوقِ فقر طلب کیا۔ تو حضرت خدیجہؓ کہنے لگیں یہ لوگ کس قدر بد نصیب ہیں جو محمدؐ کی نبوت سے انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ بہترین نبی و رسول ہیں تو ظلم

سے حضرت فاطمہؑ نے آواز دی۔ اے مادر گرامی آپ نہ ڈریں خدا میرے باپ کے ساتھ ہے
(روضہ القاتی - نیا سیح المودۃ - جلاء العیون)

ولادت باسعادت : جب آثار ولادت ظاہر ہونے لگے تو حضرت خدیجہؓ
نے خاندان کی عورتوں کو مدد کے لئے طلب کیا مگر کوئی عورت نہ آئی۔ یکا یک غیب سے
چار عورتیں ظاہر ہوئیں جو دراز قد اور گندم گون تھیں حضرت خدیجہؓ نے گھبرا کر پوچھا کہ آپ لوگ کون
ہیں۔ انہوں نے جواب دیا ہمیں خدا نے تمہارا مدد کے لئے بھیجا ہے۔ ایک نے کہا میں تمہاری
مال ہوا ہوں۔ دوسری نے کہا میں آسیہ بنت حزام ہوں۔ تیسری نے کہا میں کلثوم خواہر موسیٰ ہوں
چوتھی نے کہا میں ہرم بنت عرفان مادر علیؑ ہوں ہم سب خشت میں تمہارے رفیق ہوں گے۔
(مودۃ القربی)

انہیں سے ایک واہنے جانب دوسری بائیں جانب تیسری سامنے اور چوتھی سر ہانے
بیٹھ گئی۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو مکہ کا کوئی گھر نہ تھا جو آپ کے نور سے روشن نہ ہو گیا ہو
(روضہ القاتی - جلاء العیون - دلائل الامامت)

اتنے میں دس حوری آب کوثر سے لبریز نظروں کے کرنازل ہوئیں اس سے آپ کا غسل ہوا
اور ایک پوشاک جنت بدن پر پہنائی اور دوسری سر پر باندھی جو نہایت سفید، پاکیزہ اور عطر مٹی
اور یہ کہ حضرت خدیجہؓ کے حوالے کیا کہ بیٹے اس پاک و پاکیزہ صاحب زادی کو خدا نے اسے
اور اس کی نسل کو برکت مرحمت فرمائی ہے اس کے بعد آپ نے زبان فصیح فرمایا :-
اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان ابی محمد رسول اللہ وسیلہ الانبیاء
وان یعلیٰ سبیل الاوصیاء وولدی سائرۃ الاسباط۔

اس کے بعد آپ نے سب عورتوں کو سلام کیا اور سب نے جواب سلام دے کر بوسے دیئے
اور دیر مبارک باد پیش کئے (جلاء العیون - روضۃ الشہداء)
مولد مطہر :- آپ کی ولادت باسعادت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس

آبائی کاش نہ میں ہوئی۔ جہاں حضرت ہاشم حضرت عبدالمطلب حضرت عبداللہ حضرت ابوطالب جیسے جلیل القدر بزرگوں کے بعد سرورِ اُدوجہاں کی ولادت باسعادت ہو چکی تھی۔

تاریخ ولادت :- آپ کی ولادت آنحضرتؐ کی ۵۴ سال کی عمر میں بمشیت کے پانچویں سال ۲۰ جمادی الثانیہ کو روز جمعہ واقع ہوئی۔

آیام طفولیت

ولادت کے بعد آپؐ نشوونما عام اطفال کے برخلاف اس قدر جلد ہوتا تھا کہ ایک ہفتہ میں مینہ اور مہینہ میں سال کے برابر معلوم ہوتی تھیں۔ رسالت مآبؐ جیسے شفیق باپ کا سایہ رحمت اور حضرت خدیجہ حبیبیؓ ماں کی آنکوش عاطفت نصیب تھی۔

کفر و شرک کی بیخاری :- وقت ایسا نازک تھا کہ ایک طرف تبلیغ اسلام کا سلسلہ روز بروز افزا ہوتا تھا اور دوسری جانب ہر طرف سے کفار و مشرکین کے حملوں کا سلسلہ لگاتار جاری تھا کوئی دن نہیں جب کوئی یا حادثہ اور کوئی وقت نہیں جب کوئی تازہ واقعہ ظہور پذیر نہ ہوتا ہو۔

فاطمہ زہراؓ شعیب ابوطالب میں :- رسول کی عمر ہوئی تو آنحضرتؐ اور آپ کے خاندان کو اس قدر تنگ کیا گیا کہ شعیب ابوطالبؓ میں قیام کا انتظام کرنا پڑا۔ جہاں تو آرام تھا کہ پدر عالی مقام اور مادر گرامی اور خاندان کے شفیق اور مربیان ہر وقت نگاہوں کے سامنے تھے اور آپؐ سارے خاندان کی قلبی انس و محبت کا بلحاظ وافر ہر ایک کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور شفقتوں کا مرکز تھیں مگر شعیب ابوطالبؓ میں دشمنوں کی جانب سے رسید کر دی گئی تھی۔ ضروریات زندگی کا پسیا ہونا دشوار تھا اگر کہیں سے سامان خورد و نوش لایا جاتا تو راہ میں چھین دیا جاتا تھا ہر وقت حملہ اور خداد کے خطرے رہتے تھے۔ کئی کئی وقت ناقوں سے گزر جاتے تھے اس حالت میں ایک کسب پھی پر کیا گذرتی ہوگی ظاہر ہے۔

حضرت خدیجہؓ اور ابوطالبؓ کی رحلت: پانچ سال کی عمر تھی جب شفیعؓ مال نے داعی اجل کو لبیک کہا اور سبزی ماہ بعد حضرت ابوطالبؓ جیسے سرپرست و نگران و محافظ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور باپ کو سفر طائف اختیار کرنا پڑا۔

جب حضرت خدیجہؓ نے انتقال کیا تو آنحضرتؐ خود ان کی قبر میں اترے دفن کیا اور اس شفیعؓ دھربان اور پر مزم رفیقہ حیات کے اٹھ جانے کے غم میں اس قدر مغموم رہے کہ بار بار انہیں یاد کر کے فرمایا کرتے تھے کہ خدیجہؓ کا بدل ممکن نہیں وہ اس وقت ایمان لائیں جب ساری دنیا مخالف تھی اور اس وقت میری نبوت کی تصدیق کی جب دنیا بھر مکیذیب پر تلی ہوئی تھی۔ خدا نے اولاد بخشی تو انہی کے بطن سے اسی سال یعنی بعثت کے دسویں سال حضرت ابوطالبؓ جیسے مربی اور ناصر و محافظ کی رحلت نے غم کو دو بالا کر دیا اس سال کا نام عام الحزن ہو گیا۔

حضرت خدیجہؓ بھی شفیعؓ مال کا سایہ اٹھ جانے کے بعد رسول اسلامؐ کی مصروفیتیں کفار و مشرکین کے زرخیز اور ہر وقت کے خطرات کے باوجود فطرت کا تقاضا تو یہ تھا کہ حضرت فاطمہؓ زہراؓ گھبرا جائیں مگر قدرت نے وہ قلب صمیم اور طبع مستقیم بخشا تھا کہ کبھی اور کسی حالت میں تیر پر ہل نہیں آنے پانے اور مال کے بعد مال کی طرح باپ کی مددگار اور غم گسار ہیں اور بواسطہ کا وہ حق ادا کیا جو اپنی مثال آپ ہے۔

آٹھ سال کی عمر تک ذوالحلیفہ میں باپ کے ساتھ قیام رہا۔ جہاں اب باپ کے سوا سر پر کسی شفیعؓ بزرگ کا سایہ نہ تھا مگر خاندانی شرافت وہی طاقت اور تعلیم نبوتؐ نے وہ صلاکت بخشی تھی کہ کسی حادثہ یا انقلاب میں قدم جرات میں جنبش نہ آئی۔ جب کوئی نماز کی حالت میں حضورؐ پر ادھر جھڑی رکتا تو جھکا کر امارتیں اور امانتیں بدو عداوتی فتنیں اور جن بہن کو آپؐ نے بدو عداوتی ہے وہ بدو احدیں مارے گئے اگر کوئی حضورؐ پر خاک ڈالتا تھا تو پانی سے چھوٹی فتنیں۔

اس وقت اس گھر کی قدیم کینز ام ایمنؓ اور حضرت خدیجہؓ اہل خاندان او کینز ہیں:-
اکی پروردہ برکہ آپؐ کی خدمت گزاری میں مصروف

رہتی تھیں اور حضرت فاطمہ بنت اسد جنہوں نے حضرت آمنہؓ کے بعد ماں کی طرح آنحضرتؐ کی پرورش کی تھی اور حج کے جنازہ کے ساتھ آنحضرتؐ فرماتے تھے۔
انصا احم بعد احم۔ یہ قومی ماں کے بعد میری ماں تھی۔

اور حضرت عباسؓ کی زوجہ ام الفضلؓ جنہوں نے اپنے صاحبزادوں فضل و قثم کا دودھ پلایا اور ان کے ساتھ رہیں اور اسامہ بنت زیدؓ اور جعفر طیارؓ جو ہر ولادت کے وقت توبہ کے ذریعہ انجام دیتی تھیں وہ آپؐ کی رقیق دھم گساری تھیں اور یہ حضرت ام ہانیؓ و دختر حضرت ابوطالبؓ یا حضرت صفیہؓ و حضرت حمزہؓ۔

شب ہجرت اور خانہ رسولؐ کا محاصرہ :- آٹھ برس کی عمر تھی جب خانہ رسولؐ کا محاصرہ ہو گیا اور آنحضرتؐ حسب فرمان رب جل جلالہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو اپنے فرش پر سلا کر اپنی چادر اوڑھا کر اور کفار کی امانتیں ان کے سپرد کر کے ہجرت فرما گئے ان خطرناک حالات اور ہولناکی ماحول میں باپ کی ننگائی جدائی کے بعد یہ کس شانزادی تھی یا چند اہل خانہ ان اور ہر دم یہ فکر کہ معلوم باپ پر کیا گزری۔

جب حضورؐ نے مدینہ منورہ میں حضرت ام سلمہؓ سے عقد فرمایا تو اپنی دختر نیک اخترؓ کو ان کے سپرد فرمادیا۔

مدینہ منورہ اور ام سلمہؓ :- حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اس شانزادی میں وہ اخلاق و عادات و اطوار دیکھے ہیں کہ سچا ہے اس کے کہ میں انہیں آداب سکھاتی میں خود ان سے آداب حاصل کرتی رہتی تھی ان کے اخلاق و عادات اس قدر بلند تھے کہ تمام دنیا کی عورتیں ان سے اخلاق کے درس حاصل کریں (وجہ لاء العیون)

آپؐ کی شرم و حیا و کایہ حال تھا کہ خاندان کی عورتیں ہماریوں اور دوسرے گھروں میں آتی جاتی رہتی تھیں

مگر آپ ہمیشہ اپنے گھر میں رہیں اور اکثر گوشہ خانہ میں فروکش اور خاموش رہا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایک نابینا صحابی حضور کے پاس آیا تو فوراً دوڑ کر پردہ میں چلی گئیں۔ بلی لی عائشہ نے فرمایا کہ وہ تو نابینا ہے۔ دیکھ نہیں سکتا۔ آپ نے عرض کیا میں تو نابینا نہیں ہوں۔ فرمایا کرتی تھیں کہ بہترین عورت وہ ہے کہ نہ اسے کوئی مرد دیکھے اور نہ وہ کسی مرد کو دیکھے۔

شادی خانہ آبادی

جنگ بدر کے بعد اشراق عرب کی جانب سے آپ کی خواست گاری کی درخواستیں آنا شروع ہو گئیں جب بھی کوئی درخواست آتی تو آپ م فرماتے میری دختر کے نکاح کا فیصلہ قدرت کے ہاتھ میں ہے وہ جہاں حکم دے گا کروں گا۔

عبدالرحمن بن عوف اس قدر زرد و جواہر رکھتے تھے کہ ایک ہزار اونٹ اس کا بار اٹھا سکتے تھے تین سو مال ان کی جانب سے اس تجارت کا انتظام کرتے تھے جو مکہ مدینہ شام اور طائف میں کی جاتی تھی۔ ہزار خدام اور ایک ہزار غلام تھے۔ اونٹ گھوڑے جیسے بکری کا کوئی سبب نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے پیغام دیا کہ میری کل جائیداد آپ کی دختر کا مہر ہے یہ سن کر حضور غضب ناک ہوئے اور عاصی سے کچھ سنگریزے اٹھا کر ان کی طرف پھینکے وہ سب گویا ہر آبدار ہو گئے۔

لیکن جو نبی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے در دولت پر حاضر ہو کر دجیب آپ حضرت ام سلمہ کے گھر میں تھے، وہی زبان سے درخواست پیش کی تو حضور نے فرمایا کہ میرے پاس ابھی ابھی ایک فرشتہ آیا ہے جو تمہارے عرش پر مقرر ہے اس نے اس رشتہ کے لئے ہدیہ مبارک باد پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ جبریل امین نے عرض کی کہ خداوند عالم ارشاد فرما لے کہ میں نے فاطمہ زہرا کا عقد علی رضی اللہ عنہ سے عرش پر کر دیا ہے اور ستر ہزار ملائکہ اس کے گواہ قرار پائے ہیں آپ بھی فاطمہ زہرا کا نکاح علی سے کر دیں اور حج المطالب ص ۲۹۹

صواعق محرقة۔ مدارج النبوة جلد ۲ ص ۱۰۵۔ ذخائر المتقی ص ۲۱ کنز العمال جلد ۱ ص ۱۵۲
 اور ضوان کو حکم دیا ہے کہ درخت طربا کو جنبش دے جب جنبش دی تو اس سے اس قدر
 خوشی برآمد ہوئے جس قدر جنان اطمینت قیامت تک ہوں گے اور ان کے بیچے بیشمار
 ملائکہ خلق فرمائے ہیں جو روز قیامت وہ خوشے مومنین کے حوالے کریں گے اور وہی پروازِ نجات
 ہوں گے پھر کچھ زیر پنچا در کئے جو فرشتے اٹھائے گئے ہیں پر وہ خود مہابت کرتے اور ایک
 دوسرے کو ہیرا دیتے ہیں۔

مقول عذرا کا نکاح: فرمایا اے علیؑ مال دنیا سے تمہارے پاس کیا ہے عرض کیا
 تلوار۔ زرہ اور ایک اونٹ جس سے پانی پہنچاتا ہوں فرمایا۔
 تلوار کی جگہ میں اور اونٹ کی پانی پہنچانے کے لئے ضرورت ہے۔ زرہ فروخت کر دو۔
 آپؐ نے فروخت کر کے مہر ادا کیا۔ حضورؐ نے مال کو حکم دیا کہ خوشبو لے آئیں اور اعلان
 کریں کہ صاحبزادین و انصار مسجد میں حج ہو جائیں۔ جب سب مسجد میں جمع ہو گئے تو آپؐ نے
 جبریل الیہؑ کے آنے اور خدا کا پیغام لانے کا حال سنایا اس کے بعد آپؐ نے اور بڑا نئے آپؐ
 کے حکم سے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ السلام نے قبول فرمایا۔ اصحاب نے رواج کے مطابق یوں
 مبارک باد دی۔

بالرضاء والبنین :- آپؐ نے فرمایا میں نہ کہو بلکہ یوں کہو: علیؑ الفیء والبر :- اس کے
 بعد امیر المؤمنینؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی :-

وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْكَ اَلْحَمْدُ اَلْمُنْعَمُ عَلَیْهِ وَالْمَدْحُ وَانْ اَعْلَ صَلَاحُ تَوْضِیْهِ وَاصْلَحَ لِي وَتَقِيَّ
 خداوند! مجھے توفیق عطا کر تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو مجھے عطا فرمائی ہے اور
 میرے مال باپ کو بخش ہے اور یہ کہ میں وہ نیک عمل کروں جس سے تو راضی ہو اور میری ذریت
 کو اصلاح عطا کر۔

یہ سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ آمین۔ یا رب العالمین و یا خیر الراحمین۔ پھر دعا فرمائی

دروغہٴ الاحباب صواعق محرقة ص ۴۲ نور الابصار - ذخائر العقبیٰ ص ۲ - ینایح المودۃ
مسند امام احمد بن حنبل - جواہر العقیدین - مودۃ القربی - احصابہ - کنوز الحقائق - لیس فی الغفرۃ ص ۱۸
مخدومۃ عالم کا جہیز :- آپ کے جہیز میں جو سامان دیا گیا وہ یہ ہے ایک پوشاک
ایک مقنعہ ایک سیاہ رنگ کی چادر - ہمارے مصری کی
دو تھکیں ایک میں خرمائے پتے بھرے ہوئے اور دوسری میں دمنہ کے بال - چار
طائف کے چرمی ٹیکے جن میں گیارہ اونچے بھری تھی - اونٹ کی کھال ایک اونٹنی پر وہ - ایک
چٹائی - ایک چکی - ایک تانبے کا بادیر - ایک چمڑے کا بنا ہوا ظرف - ایک لکڑی کا کاس
ایک مشک - ایک لٹا - ایک سبز رنگا ہوا گھڑا اور چرخہ اور مٹی کے چند کوزے -
حضور خود ایک ایک شے اٹھا کر دیتے اور دعا کرتے تھے بخداوند! اسے میرے
اہلیت کے لئے مبارک فرما - آبدیدہ ہو کر سر آسمان کی طرف بلند کر کے دعا کی خداوند!
اس گروہ کو برکت دے جس کے پاس زیادہ تر مٹی کے برتن ہوں دروغہٴ الاحباب وغیرہ
سروس کی رخصتی :- اگرچہ سروس و نوشاہ کے گھروں میں خاص فاضلہ تھا مگر سروس کو
بلند شہنشاہ پر سوار کر کے روانہ کیا گیا مہارسلماں فارغی کے ہاتھ
میں تھی اور عجب میں خود سرور کائنات تھے - اصحاب کا ہجوم تھا - یہ منظر دیکھ کر سزار اہل مملکت
نازلی ہو کر شامی ہو گئے اور تکبیر کی آوازیں بلند ہونے لگیں اس لئے اس موقع پر تکبیر کہنا سنت
ہے - ذخائر العقبیٰ ص ۱۲ ص ۱۳ (جہیز طبری ترجمہ)

اس کے بعد حضور نبی اکرم ص امیر المومنین کے گھر
رسول اسلام کی دعائیں :- میں داخل ہوئے اور خاتون جنت سے پانی طلب کر
کے اس میں لعاب دہن ڈال کر ان کے سرو سینہ پر چھڑکا اور دعا کی - خداوند! ناظم اور ان
کی ذریت کو شر شیطان سے محفوظ رکھ میں تیری پناہ میں دیتا ہوں - اس کے بعد اور پانی طلب
کر کے اس میں لعاب دہن ڈال کر مٹھی ۴ کے سرو سینہ پر چھڑکا اور عرض کی - خداوند! میں

علیؑ اور ان کی ذریت کو شر شیطان سے تیری پناہ میں دیتا ہوں پھر پانی طلب فرمایا اور اس پر معوذتین پڑھ کر دونوں کو بلایا اور فریاد کیا اور دعا کی خداوندی یہ دونوں مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں جس طرح تو نے مجھ سے جس کو دور رکھا ہے اسی طرح ان سے بھی دور رکھ۔

(مدارج البیۃ جلد ۲ صفحہ ۱۱۵)

دعوت ولیمہ :- حضورؐ نے فرمایا اے علیؑ اس کے بعد دعوت ولیمہ ہونا چاہیے سعد بن جابرؓ ایک دینار لے آئے اور علیؑ کو تعظیم علیہ السلام خرے اور چھوڑے اور گھٹی اور مسکے۔ اس طرح کھانا تیار کیا گیا۔

بحار ابن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ طیب دعوت ولیمہ میں نے نہیں دیکھی۔ آپؐ نے فرمایا اے علیؑ جس جس مسلمان سے ملاقات ہو اندر لے آؤ۔ سب حاضر ہو اور انصار نے اندر داخل ہو کر طعام تناول کیا۔ حضورؐ نے مٹی کے برتن میں مالیدہ تیار کر کے فرمایا یہ علیؑ کا مالک کا حصہ ہے پھر ازواج نبیؑ میں بھی تقسیم کیا گیا۔

فاطمہ زہراؑ کا کفو علیؑ کے سوا کوئی نہیں :- اس سوچنے کے لئے نبی اکرمؐ نے فرمایا فاطمہ زہراؑ کا کفو علیؑ کے سوا کوئی نہیں :- لولا علی لما کانت بنتی فاطمہ

محفوظ آدم دمست دونه :- علیؑ نہ ہوتے تو میری بیٹی فاطمہ زہراؑ کا کوئی ہمسر نہ تھا نہ آدمؑ اور نہ ان کے علاوہ کوئی اور دمودۃ القرنی ص ۵۵۔ کنوز الحقائق ص ۱۲۴

علیؑ و فاطمہ کا عقد :- خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔

اور قرآن مقدس (صافات ۱۱) میں اللہ تعالیٰ نے علیؑ کو خلیفہ خود بنایا ہے اور فاطمہ زہراؑ کو اپنی بیٹی کے طور پر بنایا ہے اور ان کو اپنی بیٹی کے طور پر بنایا ہے۔ علیؑ کو خلیفہ کے سوا کوئی نہیں جو حضورؐ کا بیٹا (چچا زاد) بھی ہو اور اماد بھی۔

دکھانیت الطالب (انصاری) میں ہادیؑ سے مراد عرش کا پانی ہے جو فور سے غلوٹ ہے خاتون جنت کا اشارہ :- نبی اکرمؐ نے رضی کے وقت اپنی دختر نیک اختر کو

نئی قمیص بنا کر دی تھی۔ جب رات آئی تو ایک سائل نے آواز دی کہ میں بنت رسول سے ایک پرانی قمیص چاہتا ہوں آپ کو خیال آیا کہ اپنا پرانا پیرا بن اسے دیدوں پھر یہ ارشاد باری یاد آیا :- **لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ**۔ تم نیکی تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے جب تک وہ چیز راہ خدا میں نہ دیدو جو تمہیں پسند ہو۔

آپ نے اپنا پرانا پیرا بن لیا اور نئی قمیص سائل کے حوالے کر دی۔ جسٹریٹ اینٹن نے نازل ہو کر آنحضرت پر سلام کر کے عرض کیا کہ خداوند عالم نے سندس اخضر کی قمیص فاطمہ زہرا کو ہدیہ فرمائی ہے لہذا انہیں سلام اور یہ قمیص پہنچا دیں۔

یہ ترشاد ہی کے بعد پہلی رات کا واقعہ تھا۔ آپ کی ساری زندگی عطا و بخشش کے واقعات سے معمور ہے اگر انہیں جمع کیا جلنے تو کئی کتے میں مرتب ہوں گی۔ مثال کے طور پر چند واقعات درج کئے جاتے ہیں۔

ایک دن علی رضی علیہ السلام نے گھر تشریف لا کر کھانا طلب فرمایا۔ سیدہ عالم نے عرض کیا کہ گھر میں دو روز سے کچھ نہیں ہے۔ فرمایا مجھ سے کیوں نہ ذکر کیا۔ عرض کیا مجھے شرم آئی کہ آپ سے وہ چیز طلب کروں جو آپ کے پاس نہ ہو۔ آپ گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ کسی سے ایک دینار قرض لے کر واپس تشریف لا رہے تھے کہ مقدار و صوب میں سربر ہند سے پوچھا مقدار کیا حال ہے۔ جواب دیا آپ تشریف لے جائیں اور میرا حال نہ پوچھیں۔ فرمایا ضرور تبتلاؤ عرض کیا کہ اہل و عیال فاقہ سے میں کچھ تلاش کرنے گھر سے باہر نکلا ہوں آپ نے فرمایا میرے گھر میں بھی اسی حال ہے میں بھی اسی غرض سے نکلا تھا۔ ایک دینار قرض لایا ہوں۔ کویتم لے جاؤ۔ مقدار اتنے انکار کیا مگر آپ نے اصرار کر کے ان کے حوالے کر دیا اور گھر واپس تشریف لے آئے۔ دیکھا فاطمہ زہرا بچوں کو بھلا رہی ہیں زمین پر بیٹھ گئے اور سارا حال سنا دیا۔ یہ سن کر انوس کی بجائے مسرت کی لہر چہرہ پر دوڑ گئی اور نہس کر فرمانے لگیں اس سے بڑھ کر ہماری اور آپ کی خوش قسمتی اور کیا ہوگی کہ ہم نے اپنی حاجت پر اس شخص کو مقدم کیا

جو بہت عابد و زاہد اور خدا کا مقبول بندہ ہے۔ اس کے بعد آپ نے مسجد میں نماز پڑھ کر
ادائی اور وہیں ذکر خدا میں مصروف رہے۔ نماز مغربین کے بعد وہیں لیٹ گئے اتنے
میں سرور کائناتؐ تشریف لائے اور فرمایا اٹھ گھر چلیں دروازے پر پہنچے تو سنا دیا
یا علیؑ گھر میں کچھ کھانے کو ہے آپ نے سر جھکایا۔ فرمایا۔ خاموش کیوں ہو اگر کچھ ہے
تو چلوں میں کیا حیا اجازت نہیں دیتی۔ آپ امیر المومنینؑ کا ہاتھ پکڑ کر گھر میں داخل ہو گئے
دیکھا سیدہ عالمؑ ہنوز نماز میں مصروف ہیں۔ دونوں بزرگ منتظر رہے۔ نماز سے فراغت کے
بعد مڑ کر دیکھا کہ ایک لطیف طعام کار کھا ہے آنحضرتؐ کے پاس آکر سلام کی جواب سلام کے بعد
حضرتؐ نے حال دریافت کیا۔ عرض کیا نعم المولیٰ ونعم النصیر۔ فرمایا فنا کچھ کھانے کو ہو تو لاؤ
امیر المومنینؑ شرم و حیا سے خاموش تھے۔ بہت سیدہ اندر گئیں اور وہ طبعی اٹھا لائیں۔

امیر المومنینؑ نے تعجب سے سیدہ عالمؑ کی جانب دیکھا۔ سیدہ عالمؑ نے عرض کیا کہ آپ کیوں اس
قدر تعجب سے دیکھ رہے ہیں میں نے تو کوئی برائی نہیں کی فرمایا تم ہی نے تو قسم کھا کر کہا تھا
گھر میں کچھ نہیں ہے۔ یہ بہترین کھانے کہاں سے آئے آسمان کی طرف رخ کر کے کہنے لگیں
کہ خدا عالم ہے میں نے سچی قسم کھائی تھی یہ دیکھ کر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس خدا کا ہزار ہزار
شکر ہے کہ اس نے مجھے اس وقت تک زندہ رکھا ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تم
کو سن کر یا کہ اور فنا کو مثل میرے کہ۔ یہ برکت اس دنیا کی ہے جو تم نے مقادیر کو دیا تھا اور خدا
جسے چاہتا ہے بے حساب روزی عطا کرتا ہے دجلہ العین جلد اول (کشف الغم)

نجمی شاہ حبشہ کی زہرا چاؤ :-
اکرم کی خدمت میں روانگی آپ نے فرمایا چاؤ

اسے دوں گا جو خدا کا سب سے زیادہ محبوب ہو یہ سن کر ہر شخص کو شوق پیدا ہوا کہ یہ مجھے عطا ہو۔
پھر چونکہ علیؑ کہاں ہیں آپ اس وقت گھر میں تھے عمار یا سر نے آپ کو واقعہ سنایا۔ جب آپ گھر
سے روانہ ہونے لگے تو صدیقہ طاہرہؑ نے سبب دریافت کیا۔ آپ نے واقعہ سنایا۔ سیدہ عالمؑ

نے کہا میں اس چادر کی کیا ضرورت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ خدا کے ان نیک بندوں کو دکھائے
جو ہم سے زیادہ محتاج اور صاحب ضرورت ہیں۔ جب امیر المؤمنینؑ مسجد میں تشریف لائے
تو حضورؐ نے وہ چادر آپؐ کے حوالے کر دی آپؐ وہ چادر لے کر سوتھیل میں پہنچے اور اس
کے تار تار ہڈا کر کے معاجرین و انصار میں تقسیم کر دی اور ایک تار بھی گھر نہ لائے اور سیدہ عالمہؓ
سارا حال سنایا۔ اس روز بھی آپؐ کے گھر میں ناقہ تھا۔ ایک ایک آنحضرتؐ تشریف لے
آئے اور فرمایا یا علیؑ کل تمہیں خدا نے تین ہزار شعل سونا عطا کیا ہے۔ معاجرین و انصار
میرے ہمراہ آئے ہیں کہ تمہارے گھر کھا ناکیں۔ آپؐ خاموش ہو کر سیدہ عالمہؓ کے پاس آئے
تو دیکھا کہ ایک کامر میں تازہ روٹیاں اور گوشت رکھا ہے اور وہ سامان اتنا روزنی تھا کہ سیدہ
عالمہؓ نے اٹھا کر دروازے تک پہنچوایا۔ یہ دیکھ کر حضورؐ اندر تشریف لائے اور سیدہ عالمہؓ
سے پوچھا۔ یہ غذا کہاں سے آئی۔ عرض کیا اس کے سوا کیا عرض کر سکتی ہوں کہ خدا نے مجھے
ہے اور وہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔ فرمایا میں نے آج اپنی
دختر کے پاس وہ سب نعمتیں دیکھی ہیں جو خداوند عالم نے مرثم بنت عمران کو عطا کیں۔
ایک مومن کا تحفظ۔ گوشت بطور تحفہ بھیجا۔ آپؐ نے سرور کائناتؐ کی خدمت
میں روانہ کر دیا۔ حضورؐ نے دیکھ کر فرمایا۔ اسے لے چلو میں خود آتا ہوں۔ خاقانِ حنظل نے
اسے بند کر کے رکھ دیا۔ جب تشریف لائے کھول کر دیکھا تو وہ بہت زائد تھا۔ کیا کہ اس
قدر کہاں سے آیا عرض کیا من عند اللہ ان اللہ یوزق من یشاء۔ بغیر حساب
خدا کی جانب سے ہے وہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔ یہ سن کر فرید
الحمد للہ الذی جعل ابیہی کافضل نساء بنی اسرائیل۔ اس خدا کی حمد جس نے
میری دختر کو زنان بنی اسرائیل و مرثم کے مثل قرار دیا۔

پھر آپؐ نے اور اہل بیتؑ نے نوش فرمایا اور محل میں تقسیم کیا۔ تفسیر بیضاوی ذیل

آیہ کو لو اجمع الصاویق،

تبسّم فاطمہ الزہراءؑ جب بچی پیتے پیتے ہاتھ زخمی ہو گئے تو ایک مرتبہ امیر المومنینؑ نے فرمایا

کیہ تبسّم پر صبا کرو۔ اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ۔ الحمد للہ ۳۴ مرتبہ سبحان اللہ ۳۴ مرتبہ۔

کچھ دنوں کے بعد فضلہ کو آپ کے حوالہ کر دیا اور فرمایا کہ اس سے اتنا ہی کام لینا جتنا خود کرو چنانچہ آپ ایک دن خود کام تھیں اور ایک دن فضلہ سے کام لیتی تھیں۔

ایک مرتبہ آپ نے گلوبند راہ پر بنا جب حضورؑ نے

دیکھا تو دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ حضورؑ کی خاموشی دیکھ کر

دوسرے ہی دن راہ خدا میں دیدیا جب حضورؑ کو اطلاع ملی فرمایا۔ فاطمہؑ نے وہ کیا جو میں چاہتا تھا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ شاہزادہ حسنؑ اور شاہزادہ حسینؑ

بیمار ہو گئے جب آنحضرتؐ نے ان کی عیادت کی تو فرمایا

اگر کچھ نذر مانو تو بہتر ہے۔ حضرت علیؑ مرتضیٰ اور فاطمہؑ زہرا علیہم السلام نے تین روزے نذر کئے۔

قدرت نے شفا بخشی۔ روزے رکھنے کا ارادہ کر لیا مگر گھر میں افطار کا سامان نہ تھا۔ امیر المومنینؑ

شمعون یہودی سے کچھ کپاس مانگے بنانے کے لئے اور اس کے عوض کچھ جولائے۔ خاتونِ جنت نے

کپاس کے تین حصے کر کے ایک حصہ کو چرخ پر کاٹا۔ اس سے فارغ ہو کر جو کے تین حصے کئے ایک حصہ

کا آٹا پیسا روٹی پکائی۔ ماں باپ کو دیکھ کر دونوں شاہزادے بھی روزے سے عتے۔ چند دنوں کو دیکھ کر

خادم بھی جب نماز کے بعد افطار کا ارادہ کیا تو دروازہ پر آواز آئی۔

یا اہل بیت النبوت ومعدن المرسلات اناسکین وجاتبع اطعمو فی ہما تاكلون

اے اہل بیتِ نبوت و سرشارِ رسالت جو کچھ کھا رہے ہو اس میں سے کچھ مجھے بکا کھا دو۔ یہ آواز

سننے ہی سب نے اپنی روٹیاں سائل کے حوالہ کر دیں اور پانی سے افطار کیا۔ دوسرے دن کپاس

کے دوسرے حصے کے مانگے گئے پھر جو کا دوسرا حصہ بھی میں پیس کر آتا تیار کیا گیا روٹی پکائی

گئی آج فضلہ کے کام کا دن تھا جب دسترخوان بچا اور افطار کا ارادہ کیا تو پھر سائل کی آواز آئی۔

اسے اہل بیت نبوت و معدن رسالت میں تقسیم ہوں اور صبحو کا ہوں جو کچھ کھا رہے ہو اس میں سے مجھے بھی کھلا دو۔ آج پھر سب روٹیاں سائل کے حوالے کر دی گئیں اور سب نے پانی سے افطار کیا۔ اسی حالت میں پھر سب نے روزے رکھے۔ آج پھر خاتونِ جنت نے چرخہ کا کام جو کاتیسرا چھتہ میں کر آٹھ تیار کیا۔ روٹیاں پکا ئیں جب افطار کرنا چاہا تو یہ آواز آئی۔

یا اہل بیت النبوت و معدن الرسالة انا اسیر و جاتع اطعمونی عما ناکلوت۔

اسے اہل بیت نبوت و معدن رسالت میں اسیر ہوں اور صبحو کا ہوں جو کچھ کھا رہے ہو اس میں سے مجھے بھی کھلا دو۔ آج پھر سب روٹیاں سائل کے حوالہ کر دیں اور سب نے پانی سے افطار کیا۔

سورہ دہر میں اس واقعہ کی یاد دہانی کر کے قدرت نے فرمایا ہے :-

و یطعمون الطعام علی حبہ مکتباً و یطیبا و اسیر
وہ خدا کی محبت میں مسکین و یتیم و اسیر کھانا کھلاتے ہیں (تفسیر کشاف)
یہ سورہ دہر کتاب ہے جن میں دومرتبہ لفظ فضلہ آیا ہے اس سے اس گھر کی خادمہ کا اعزاز ظاہر ہوتا ہے۔

آپ کے اخلاق و عادات

باوجود اس کے کہ پانچ سال کی عمر میں مادرِ گرامی کی آنکھیں عا طفت سے محروم ہو گئیں اب ماں اور باپ دونوں کی جگہ اسی باپ کا سایہ رحمت تھا جس پر مصائب کا هجوم اور دشمنوں کی یلغار تھی۔ پھر بھی آپ کسی مصیبت سے نہیں گھبرائیں بلکہ ہر تکلیف

میں باپ کی معین و مددگار رہیں۔

شادی کے بعد ایسے گھر میں آئیں جہاں خدا کے فضل سے سب کچھ ممکن تھا مگر جو کچھ آمادہ غریب و مسکین اور محتاجوں پر تقسیم ہو جانا تھا۔ گھر میں کئی دن فائدہ سے گزر جاتے تھے۔ ایک مدت دراز بغیر خادمہ کے گزری۔ جب حضرت فاضل خدمت کے لئے میں نو گھر گایہ دستور تھا کہ ایک دن گھر میں مالک کا کام کرتی تھی اور ایک دن خادمہ کام کرتی تھی چکی پیستے پیستے باغیچوں میں چھالے پڑ گئے تھے جبکہ کبھی سو جاتیں تو ملائکہ نازل ہو کر چکی پیستے تھے۔ مخدومہ کے بھی دن رات عبادت خداوندی نمازوں اور تلاوت قرآن میں گزرتے تھے اور خادمہ کے بھی حدیث بہت کوفتہ نے ۲۰ سال آیات قرآن کے سوا کوئی کلام نہیں کیا یہاں تک کہ مشکلہ بالقرآن مشہور ہو گئیں۔

شادی کے دن حضور نے نصیحت کی تھی کہ علیؑ سے کبھی ایسی فرمائش نہ کرنا جو وہ پوری نہ کر سکتے ہوں اور دلی شکنی کا باعث ہو۔ اس لئے زندگی بھر کوئی فرمائش نہیں کی خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کی حاجت روائی سے اس گھر کا ہر فرد خوش ہوتا تھا۔ قدرت نے دو شاہزادے عطا کئے اور دو شاہزادیاں۔ ہر ایک یگانہ روزگار اور فخر زمانہ ثابت ہوا۔ دونوں شاہزادے حسب ارشاد نبویؐ رسولؐ کی آنکھیں۔ رسولؐ کے پھول اور جو انان جنت کے سردار قرار پائے ان کی سیرت سبق آموز اور سارے زمانے کے لئے قابل تقلید ثابت ہوئی۔ بڑے شاہزادہ کا علم اور چھوٹے کا صبر اور عظیم المثال قربانی مشعل راہ اور ضرب المثل بن کر رہی اور دونوں شاہزادیوں نے وہ عظیم امتحان دیئے اور اس صبر و استقلال اور حزم و عزم سے کام کیا جس پر روز محشر نانا کو بھی فخر ہو گا اور ماں باپ کو بھی۔ یہ اثر تھا خاتون جنت کے دو صحر اور ان کی آغوش تربیت اور جد نامدار اور پدر عالی مقام کی تعلیم اور درگاہ پاک سرشت کا جس سے قدرت نے انہیں خلق سنہ پایا تھا۔

دنیا میں کوئی عورت کیا کوئی مرد بھی ایسا نہیں دیکھا گیا جس کی چار اولادوں میں ہر ایک وحید و فرید اور نازش ارض و سماء بن کر رہے اور تار و زنجیر آفتاب اسلام پر شمس و قمر بن کر چمکتا رہتے۔

آپ کی عبادت

جب حسین سو جاتے تو ایک ہاتھ سے نکچا جھلتیں اور دوسرے ہاتھ سے تسبیح اور زبان پر تلاوت ہوتی تھی۔ حضرت امیر المومنین فرماتے ہیں کہ میں فاطمہ زہرا کو ہر وقت عبادت میں مصروف پاتا تھا۔ پھر بھی امور خانہ داری میں ہر کام اپنے وقت پر انجام دیتی تھیں۔ آج کا کام کل پر کبھی نہیں چھوڑا۔

ام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی مادر گرامی کو ہمیشہ عبادت خداوندی اور الحاج زاری میں مصروف پایا۔ ہمیشہ خشوع و خضوع کے ساتھ حمد و ثناء الہی میں مصروف رہیں مگر ان طویل دعاؤں میں کبھی اپنے لئے دعا نہیں فرمائی۔

جب نماز کے لئے کھڑی ہوئیں تو بدن میں ہنر عمری پڑ جاتی تھی۔ چہرہ زرد ہو جاتا تھا اور آنسو مسلسل پر گرتے رہتے تھے۔

دورات سر امجد سے متصل تھی۔ پروردگار کے وعظ اور خطبے سماعت فرمایا کرتی تھیں جب وعظ میں غدا ب دوزخ کا ذکر آ جاتا تو روتے روتے غش آ جاتا تھا۔

شاد فانی پہلی رات فاطمہ زہرا نے رونا شروع کر دیا۔ امیر المومنین نے دریافت کیا یہ رونا کیسا کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں جواب دیا کہ آپ عین میری مرضی کے مطابق ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ لیکن مجھے اپنی موت اور قبر میں اتنا یاد آگیا اس لئے کہ یہاں بھی ہمیشہ کے لئے آئی ہوں اور وہاں بھی ہمیشہ کے لئے جانا ہے آپ کو اپنے باپ کے حقوق کی قسم کہ جو میرا مقصد ہے اس تک مجھے پہنچا دیا۔ محراب عبادت میں آئیں اور رات عبادت خداوندی میں بسر کرتی تھیں۔ تین دن تک ایسا ہی ہوتا رہا دن بھر روزہ رکھتیں۔

اور رات بھر نمازیں ادا کرتی رہیں۔ چوتھے روز جبریل امین نے نازل ہو کر آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ علیؑ وفا ظمین روز سے مسلسل دن کو روزے رکھتے اور رات بھر نمازیں پڑھتے ہیں۔ انہیں یہ خبر پہنچا دی کہ خداوند عالم ان پر ملائکہ مقربین سے نغمہ مبارک کر رہا ہے اور رانا ہے کہ تم دو کون امت کے گناہگاروں کی شفاعت کرو گے داستانِ عذاب امام ابو نصر مائون جنت حصہ ۵ ص ۱۰۴۔

ایک روایت میں ہے کہ عقد کے بعد حضور نبی اکرمؐ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے دریافت کیا :-

کیف وجدت علیک تم نے اپنی زوجہ کو کیسا پایا۔ جواب دیا کہ :-
جد صفا فی معینۃ للعبادۃ میں نے انہیں عبادت کے لئے بہترین مددگار پایا۔

سرور کائناتؐ سے والہانہ محبت

دن تو ہر دین کو اپنے آپ سے محبت ہوتی ہے مگر اس قدر نہیں جس قدر آپ کو اپنی اولاد سے۔ مگر خاتونِ جنت کی محبت آنحضرتؐ سے اس عقیدت مندی اور حقیقی عظمت کے ساتھ تھی جو انہیں اسلام سے اور اسلام کو ان سے معنی اس لئے بڑے سے بڑے ظلمات میں بھی آپ باپ کی نصرت کے لئے ان کے پاس پہنچ گئیں۔ جب مردوں کے دل بھی جل جاتے تھے۔

ابھی چلنا پھرنا شروع کیا تھا کہ باپ کو مبتلائے مصائب دیکھا جب کوئی مصیبت تھی تو اسے دور کرنے کی کوشش کی۔ سر پر خاک ڈالی گئی تو رد کر دیا۔ سر دھویا۔ سجدہ کی حالت میں کاہیوں پر اونٹ کی اوچھڑائی رکھی گئی تو اس کمسنی میں خود جاکر اوچھڑائی اتاری۔ دروغی و غضب کے ساتھ ظالموں کو بدو عادی۔

جنگ احد کے وقت کان میں یہ آواز آئی۔ افاقۃ قتل محمدؐ تو روتی ہوئی

بے نیابت گھر سے چلاؤ اور نہ لگیں اور زبان بنی ہاتھ کے ساتھ سر پٹیشی ہوئی میدانِ احد میں پہنچ گئیں۔ باپ کو زندہ دیکھ کر شکر خدا ادا کیا۔ زخم دھوئے، چہرہ اقدس کو صاف کیا اور جب خون نہ تھا تو ریشم جلا کر زخم پر رکھا اور وضو الا حجاب سے ۲۰ بطیمری وغیرہ

مزدہ اجزا میں جب قریش یہود و منصفان وغیرہ کے چوبیس ہزار کے لشکر نے یہ طرف سے مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ منافقین اسلام رسولی اسلام کی عداوت میں عریاں پکے تھے۔ مدینہ میں تھک چکا تھا۔ دشمنوں کے جاسوس بہ طرف پھر رہے تھے اور مسلمانوں کے کارِ عالم تھا کہ لوگ پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے تھے۔ رسول اسلام نے پیٹ پر دوپٹہ باندھے تھے۔ یہ خبر اڑتے اڑتے مدینہ میں پہنچی۔ سیدہ عالم کی سبقت راجہ گئیں۔ روٹیاں جو بکوں کے لئے پکائی تھیں اور کچھ بیچ گئی تھیں پادریوں میں رکھ کر اس دار و گیر کے در میدان میں پہنچ گئیں۔ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: بچوں کے لئے روٹیاں پکائی تھیں کچھ بیچ گئی ہیں۔ اور حاضر ہیں۔ فرمایا تین دن کے بعد یہ پہلی نذر ہے۔ یہ سے منہ میں جا رہی ہے دوزخ اور البقی انجب طبری شافعی سیرت الہی مولانا شبلی نعمانی

آنحضرت کی محبت سیدہ عالم سے :- یا کسی مزدہ کی طرف روانہ ہو

تو سب سے آخر میں سیدہ عالم سے رخصت ہوتے اور جب واپس آتے تو دو در کوٹہ نماز مسجد میں ادا کر کے سب سے پہلے سیدہ عالم کے گھر میں آتے بچوں کی خیریت درجہ کرتے تھے اور آیہ مودت نازل ہونے کے بعد مسجد سے سیدہ عالم کے گھر آکر فرما تھے۔ اسلام علیکم یا اہل البیت (روضۃ الاحباب منہام احمد بن حنبل)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے رفتار و گفتار میں فاطمہؑ سے زیادہ کسی کو رسول اسلام سے مشابہ نہیں دیکھا اور جب آپ رسولؐ کے پاس آئیں تو کھڑے ہو جاتے اور پیشانی کے بوسے لیتے تھے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھا۔

و صحیح ترمذی۔ مطالب السؤل نمبر ۲۲ طبقات ابن سعد، المکاب المفضیلة ص ۹۷۔
 مالک السالکین جلد اول ص ۲۷۷)

حضرت سیدۃ عالم اور حضرت عائشہ کے مکان کی درمیانی دیوار میں ایک کھڑکی
 تھی ایک دن حضرت عائشہ اس کھڑکی سے سیدۃ عالم کے گھر میں آکر کچھ ناظم باتیں کرنے
 میں جس سے آپ کو حدیث ہوا حضورؐ نے وہ کھڑکی بند کرادی۔

(حنیب القلوب ۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی)
 جمیع ابن عمر نے اپنی چھوٹی کے ساتھ حضرت عائشہ سے جاکر پوچھا کہ حضورؐ کو طور پر
 سب سے زیادہ کس سے محبت تھی کہا ناظم زہرائے ۔ پوچھا مردوں میں کون زیادہ
 محبوب تھا۔ کہا ان کے شوہر علی ابن ابی طالبؑ (مشکوٰۃ ۔ اصح المطابع ص ۵۷)

آیات قرآن سیدۃ عالم کی شان میں

ایہ موت اور خاتونِ جنت :- خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے :-
 لا اسالکم علیہ ابدال الا المودۃ فی القربیٰ فرمادیں کہ میں تبلیغ رسالت پر کوئی اہرت
 میں مانگتا سوا قرابت و اولی کی عزت کے ۔

ایماں رسول اللہ من حوالہ الذین امرنا اللہ بمودہتم قال علی وفاہمہ وایہا الحسن وحبیب
 صحاب نے دریافت کیا کہ وہ کون بزرگ ہیں جن کی موت کا خدا نے ہمیں حکم دیا ہے ۔ فرمایا
 وہ علیؑ اور فاطمہؑ اور ان کے فرزند حسنؑ و حسینؑ ہیں ۔

سب کا اتفاق ہے کہ یہ آیت ان چار ہستیوں کی شان میں نازل ہوئی جن میں ایک
 حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام ہیں تفسیر کشاف علامہ عسکری ۔ تفسیر علامہ غفر الدین رازی
 تفسیر بیہقی ۔ مسند امام احمد بن حنبل ۔ معجم الکبیر طبرانی ۔ صواعق محرقة ص ۱۱۰ ۔ ترمذی ص ۲۷۷
 ذرات مکیہ محمد بن علی بن محمد ۔ ابن ابی حاتم ۔ تفسیر قبلی امام داہدی ۔ متدرک حاکم بکلا (اصولی)

اسی کے ذیل میں مفسرین اہل سنت نے اس مفہوم کے متعدد احادیث و صحیح
ہیں مثلاً یہ دو حدیثیں :-

الامن مات علی حب ال محمد مات شهیداً
محبت میں مراد وہ شہید مرا۔

الامن مات علی بغض ال محمد مات کافراً
پر مراد کفر کا موت مرا۔ تفسیر کشاف بخاری - تفسیر کبیر فیروز الدین لازمی - منہاج احمد بن
حنبل - مطالب السؤل (۱) (۲)

آیت تطہیر اور خاتونِ جنت :- (۲) خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :-
انما یزید اللہ تبتدھب عنکم الذبیس اهل البیت ویطہرکم تطہیراً
پس خدا کا یہ ارادہ ہے کہ اے اہل بیت تم سے ہر جس کو دوسرے کے اور ایسا پاک رکھے
جو پاک رکھنے کا حق ہے۔

اس آیت میں حضرت علی مرتضیٰ، فاطمہ زہرا، امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کے داخل ہونے
میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ازواجِ نبی کے داخل ہونے پر بعض اہل سنت کا اصرار ہے
دوسری ذمہ ان کے داخل ہونے کا کسی نے دعویٰ نہیں کیا۔ دلائل و تفسیر ابن کثیر جلد ۳
صفحہ ۴۸، ۴۹ - تفسیر کبیر جلد ۳، صفحہ ۴۸، تفسیر کشاف جلد ۲، صفحہ ۲۵۶
مسلم جلد ۲، صفحہ ۲۸ - تفسیر خازن جلد ۵، صفحہ ۲۱۳ - تفسیر ابن جریر جلد ۲۲، صفحہ ۵ - مشکوٰۃ
اصح المطالب جلد ۴، صفحہ ۵۵ - صواعق خرقہ - اسعاف الراغبین جلد ۱، صفحہ ۱۰ - تفسیر درخشور سیوطی
جلد ۵، صفحہ ۱۹۹ - مستدرک حاکم - منہاج احمد بن حنبل جلد ۲، صفحہ ۲۲۲، ۲۹۲ - طبقات
ابن سعد - اشعۃ المعانی معاشیہ کوکب دری نور الابصار - شیعینی صفحہ ۱۰ - مژدۃ القم
صفحہ ۲۲ - الرجح المطالب صفحہ ۱۲ - معجم کبیر طبرانی

آیہ بیوت اور خاتونِ جنت :- (۳) ارشاد رب العزت ہے

فی بیوت اذن اللہ ان ترفع یسبح لہ فعبادہ العز والاصال رجال لاتصلیہم بخادف ولا یسبح من ذکرہ
ان گھر وال میں جن کے لئے خدا کا حکم ہے کہ انہیں بلند کیا جائے ان میں وہ مرد صبح و شام
خدا کی تسبیح کرتے رہتے ہیں جنہیں نہ تجارت بے پردہ کرتی ہے نہ خدا سے اور نہ
بے پردہ

حضور اکرم سے نزول آیت کے بعد جب یہ سوال کیا گیا کہ اس سے کون سے گھر مراد
ہیں تو فرمایا کہ بیوت انبیاء و سائل نے خاتونِ بنت کے گھر کی طرف اشارہ کر کے دریافت کیا کہ
کیا یہ گھر بھی ان میں داخل ہے فرمایا:۔۔۔ بل من افاضلہا۔۔۔ ان میں افضل ترین
گھروں میں سے ہے (تفسیر درمنثور)

ظاہر ہے کہ اس آیت میں گھر بلند کرنے کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ اسے دو منزلہ
سہ منزلہ چوبی منزل بنایا جائے بلکہ یہی مطلب ہے کہ گھر اور گھر والوں کی شان بلند کی جائے
اور ان کے رفعت کا اعتراف کیا جائے اسی وجہ سے حکم باری سے حضور نے صحن مسجد
سے تمام دروازے لہک کر دیے مگر وہی و ناظر کے گھر کا دروازہ صحن مسجد میں کھلا رکھا۔
دو نا اوفاء فی اخبار دار المصطفیٰ ص ۲۲۹ طبع مصر ۱۳۲۲ھ تاریخ الخلفاء ص ۱۱۱ ابرار نامہ ص ۲۱۱
چنانچہ نزولِ آیتِ تطہیر کے بعد چھ ماہ یا نو ماہ تک آپ پر نماز کے وقت خاتونِ بنت
کے دروازے پر اکثر فرماتے تھے۔

الصلاة، تعالیٰ ید اللہ لیبذہب عنکم الدوس اهل البیت تطہروا
حافظہ زہرا صاحبہ مترجم و مفسر قرآن مجید خاتونِ بنت کو داخل اہل بیت سمجھتے ہیں چنانچہ
تقریر فرماتے ہیں سخت افسوس کی بات ہے کہ اہل بیت نبوی کو پیغمبر صاحب کی وفات
کے بعد ہی ایسے نا ملائم اتفاقات پیش آئے کہ ان کا ادب و لحاظ جو بونا چاہیے تھا اس میں
ضعف آگیا اور شدہ شدہ منہج ہوا اس ناقابلِ برداشت واقعہ کو لاد کی طرف جس کی لیلیر
ہمارے میں ملتی مشکل ہے (روایہ نے مصادقہ)

حضرت علی رضی فاطمہ زہرا عن عقیلی اور امام حسین سید الشہداء کا آنحضرتؐ کے ساتھ مہینہ چادر کے نیچے لیٹنا اور یہ تفسیر کا نزول یہ حضرت ام سلمہؓ سے بھی مروی ہے اور حضرت عائشہؓ سے بھی اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

ایک شخص نے زید سے دریافت کیا۔ کیا ازواج بنی اہل بیت میں داخل ہیں انہوں نے جواب دیا کہ اگر نکاح ہو جائے تو زجر گھر والی ہے مگر حب طلاق ہو جائے تو وہ اپنے گھر چلی جاتی ہے گھر والی نہیں رہتی۔ اہل بیت انہیں کہتے ہیں جو کسی حالت میں گھر سے جدا نہ ہو سکتے ہوں صحیح مسلم جلد ۲ باب التفسیر

آیہ مباہلہ اور خاتونِ جنت : کہ یہ مباہلہ کا نزول پھر مباہلہ کا واقعہ مشہور ہے۔ قد تعادلت عا بنام نا و ابنا کم و نسام نا و نساکم و الفساد انفسکم ثم یقول یقول لعنت اللہ علی الکاذبین ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو ہم اپنے لہسن کو بلائیں اور تم اپنے لہسوں کو پس ہم مباہلہ کریں اور چھوڑوں پر خدا کی لعنت صحیحین۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضور بیٹوں کی جگہ حسن و حسین کو اور نساء کی جگہ خاتونِ جنت کو اور انفس کی جگہ امیر المومنین کو لے گئے تھے اور کھلے میدان میں ہاتھ اٹھا کر عرض کیا تھا اللہم ہوا لاء اہل بیاتی۔ خداوند ای میرے اہلبیت میں تفسیر کشن جلد اول ص ۹۴ تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۶۹ صحیح مسلم صحیح ترمذی صحیح نسائی۔ مستدام احمد بن حنبل۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۱۱۔ مشدک حاکم ص ۱۱۱ ح ۱۱۱ ح ۱۱۱ کنز العمال۔ جامع ترمذی۔ سنن نسائی

اس آیہ کے ذیل میں مباہلہ کا واقعہ ہر تفسیر و تاریخ میں موجود ہے۔ ابناؤ کی جگہ حسن و حسین، نساء کی جگہ خاتونِ جنت، انفس کی جگہ امیر المومنینؑ کے سوا حضورؐ نے کسی کو ساتھ نہیں لیا۔ پھر یہ بھی اعلان فرمایا کہ یہی میرے اہلبیت ہیں یعنی ان کے

سوا ال بیت نہیں ہیں۔

بحرین او علی وفا طمہ (۵) مسرج البحرین یلتقیان۔ وودیا ایک دوسرے سے مل رہے ہیں۔

حضورؐ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں بحرین سے فراوانی و فاطمہؑ ہیں۔
در حج المطالب ص ۳۹ اظہار ہے کہ حضرت علیؑ و فاطمہؑ پانی کے سمندر نہیں بلکہ علم و فضل طہارت و عفت و عصمت کے وہ سمندر ہیں جن کی حد صرف خدا جانتا ہے۔

سورہ کوثر اور خاتونِ جنت :- (۶) کفار کو آخر میں تھاکہ آنحضرتؐ کی کوئی اولاد نہیں۔ وہ مقطوع النسل ہے۔
یہ قدرت نے جواب دیا ہے۔

انا اعطیناک انکوثر۔ اے رسولؐ میں نے آپؐ کو کثیر اولاد دیا ہے۔
جو لوگ کہتے ہیں کہ آپؐ بے اولاد ہیں ان سے کہہ دیں۔

ان شاتک ہوالابتر۔ خدا فرماتا ہے تمہارا دشمن بے اولاد ہے تم نہیں۔
رسول اسلامؐ کی وہ کثیر اولاد جس کا خدا نے وعدہ کیا ہے وہ خاتونِ جنت کی اولاد کے سوا اور کہاں ہے۔ جب کہ حضورؐ نے بھی فرما دیا کہ میری نسل علیؑ و فاطمہؑ سے چلے گی۔ دکنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۲۔ صواعق محرقة ص ۵۳۔ ریاض النفرہ عجیب طری جلد ۲ ص ۱۰۷۔ تاریخ بغداد خطیب بغدادی جلد اول ص ۳۱ مجمع الزوائد بیہقی جلد ۲ ص ۲۰۲ براہین قاطعہ ص ۲۰۲ معجم البلدان طبرانی مسند ابوسعید

سورہ دہر اور خاتونِ جنت :- (۷) یہ امر متفق علیہ ہے کہ جن ہستیوں کی شان میں سورہ دہر نازل ہوا۔ ان

ہیں خاتونِ جنت نہ نقطہ شامی بلکہ اس کی رکن رکین ہیں۔ حدیث کہ ان کی خادمہ فضہؑ بھی اس میں شامل ہے۔

آیہ نسباً و صہراً اور خاتونِ جنت : (۸) جن کی وجہ سے امیر المومنین علیہ السلام نسب رسول کے علاوہ

صہر رسول بھی قرار پانے وہ خاتونِ جنت کی ذات ہے۔

علامہ السنن بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ آیت امیر المومنین کی شان میں نازل ہوئی ہے اس رسالہ میں اس کا حوالہ موجود ہے۔

خاتونِ جنت کا حقِ فدک قرآن میں : (۹) قرآن مجید میں تفصیل سے بیان حاصل ہو رہا ہے کہ خاتونِ جنت کا مال ہے جب حضورؐ کو فدک ایک معاہدہ کے ذریعے ملا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

وات، ذی القربی حقہ صاحبِ قرابت کو اس کا حق ویدر۔

یہ حکم نازل ہونے کے بعد خاتونِ جنت کے پاس تشریف لاکر فدک خاتونِ جنت کو بہرہ کے تحریک و ردی و تفسیر و مشورہ علامہ جلال الدین سیوطی

حضرت خدیجہؓ جو دولت و ثروت کی وجہ سے مکہ عرب کہلاتی تھیں ان کی تمام دولت خدمتِ اسلام میں اس طرح صرف ہو گئی کہ ان کی رحلت کے بعد کچھ بچا ہی نہیں جو خاتونِ جنت کو میراث میں ملے۔ غالباً یہ حق تھا جو قدرت دینا چاہتی تھی۔

رسولِ اسلام کے ارشادات
سیدۃ عالم کی شان میں
(۱۱) ناظرِ نساء جنت کی سردار ہیں۔

حضورؐ فرماتے ہیں: یا فاطمہ اما المؤمنین ان تكون سیدۃ نساء العالمین اوسیدۃ نساء هذه الامة
اے فاطمہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ عالمین کی سورتوں کی سردار ہو یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو

پھر فرماتے ہیں

فاطمہ سیدتہ نساء اہل الجنة والحی سید (شاب اہل الجنة -
فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار میں اور حسن و حسین جنت کے جوانوں کے سردار میں
(مشکوۃ طبع اصح المطابع ص ۵۷۱)

پھر فرماتے ہیں -

فاطمہ سیدتہ نساء اہل الجنة - فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں -
دبجاری کتاب بدر الخلق ص ۲۴۰ خصائص نسائی ص ۲۲۰ - مسند امام احمد بن حنبل جلد ۶
ص ۲۸۲ - طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۴ - مسند الخاری جلد ۵ ص ۵۲۲
پھر فرماتے ہیں -

شبک من نساء العالمین الاہر ب - تمیز مالین کی عورتوں میں چار کافی ہیں -
مریم بنت عمران - آسیہ بنت مریم - آئیہ بنت مریم
وغد یحہ بنت خویلد و خدیجہ بنت خویلد اور میری و خدیجہ
فاطمہ زہرا - فاطمہ البقی -

(مطالب السؤل ص ۳۳۷، ۳۳۸)

فاطمہ میراجز ہے :- حضور فرماتے ہیں -

فاطمہ بقضۃ منی فی غضبہا غضبنی -

فاطمہ تراحد ہے جس نے انہیں غضب ناک کیا اس نے مجھے غضب ناک کیا -

- دبجاری باب مناقب فاطمہ جلد ۲ ص ۱۰۹ مطبوعہ مصر مشکوۃ طبع اصح المطابع ص ۵۹۵

مسلم جلد ۲ ص ۲۹ - کنز العمال جلد ۶ ص ۲۲۰ - مسند امام احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۲۲۵

شرح فقہ اکبر ص ۱۳ - حلیۃ الاولیاء البیہیم جلد ۲ ص ۲۴۰ ترجمہ مودۃ القربی ص ۱۰۳

پھر فرماتے ہیں :-

ان الله يغضب بغضب فاطمة ويغضب بسواها

یقیناً خدا فاطمہ کے غضب سے غضب ناک اور ان کی رضا مندی سے راضی ہوتا ہے
ترمذی جلد ۲ ص ۳۱۹۔ مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۵۰۔ تراز البصار شبلینی نزول الابرار
بخاری۔ اسد الغابہ۔ ابن اثیر جلد ۵ ص ۲۲۵۔ اصابہ جلد ۵ ص ۵۹۰۔ کنز العمال جلد ۱۹
میزان الاعتدال ذہبی جلد ۲ ص ۷۲۔ ذخائر العقبیٰ ص ۲۹۔ تفسیر کبیر تفسیر آیہ مؤت
وایہ وفصلتہ المتی قودیہ۔ معجم البلدان طبرانی
پھر فرماتے ہیں :-

فاطمۃ بضعة منی یوینی ما ابراہما ویوینی ما اذاھا

فاطمہ میرا حصہ ہے مجھے وہ شے شک میں ڈالتی ہے جو انہیں شک میں ڈالے اور وہ شے
اذیت دیتی ہے جو انہیں اذیت دے۔
صحیح بخاری کتب النکاح۔ ابو داؤد جلد ۱۲۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۳ حلیۃ اولیاء
ابن قیم جلد ۲ ص ۴۸۸) پھر فرماتے ہیں

فاطمۃ بضعة منی یوینی من اذاھا

فاطمہ میرا حصہ ہے جو انہیں اذیت دے وہ مجھے اذیت دیتا ہے۔
والامات والیات ص ۴۸۸ اصوالی محررہ ص ۱۰۷۔ خصائص نسائی ص ۳۹۰ مستدرک
جلد ۳ ص ۱۵۰۔ ترمذی جلد ۲ ص ۳۱۹
فاطمہ زہرا الشیخہ سحر ہے :- حضور نبی اکرم فرماتے ہیں :-

ان انبی فاطمة مولد۔ آدمیۃ لم تحض لم تطبت ولذا لکم سمیت الزهراء

ای الطاہرۃ فانہا لم تر و ما فی حیض ولا فی ولادۃ

میرکی بیٹی سحر ہے آدمی کی شکل میں انہیں کسی وقت ایام کی عادت نے مصلیٰ نماز
سے نہیں روکا اس لئے ان کا نام زہرا یعنی طاہرہ رکھا گیا اس لئے کہ وہ ایام میں اور ولادت

میں بھی اس نجات سے ہمیشہ پاک رہیں۔
 (صواعق محرقة - معجم طبرانی)

فاطمہ اور ان کی ذریت پر دوزخ حرام ہے :- حضور فرماتے ہیں کہ

ان فاطمة اعصمت لغنمها فغنمها الله وغریتها من الناس

فاطمہ نے اپنے آپ کو ہر نقص سے محفوظ رکھا اس لئے ان پر اور ان کی ذریت پر دوزخ حرام ہے

دکنز العمال جلد ۱ ص ۲۱۹ - ذخائر العقبیٰ ص ۴۴ - حلیۃ الاولیاء ابو نعیم حلیہ ص ۱۸۸ -

ستر رک حاکم جلد ۲ ص ۱۵۲

فاطمہ زہرا سے رسول کی محبت :- حضور فرماتے ہیں

احب اہلی فاطمة اہل بیت میں مجھے سب سے زیادہ محبوب فاطمہ ہے۔
 (صواعق محرقة)

علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں :-

یا علی فاطمة احب الی منک وانت اعز علی منھا

اے علی مجھے فاطمہ تم سے زیادہ محبوب ہے اور تم فاطمہ سے زیادہ عزیز ہو (معجم طبرانی)

پھر فرماتے ہیں کہ جو فاطمہ زہرا کو نہیں پہچانتا وہ پہچان لے کہ فاطمہ میرا حصہ ہے۔

میرا دل ہے - میری روح ہے - جس نے اسے ازیت دی اس نے مجھے ازیت دی
 اور جس نے مجھے ازیت دی اس نے خدا کو ازیت دی۔

(نور الابصار شبلبنی صحیح مسلم جلد ۲ ص ۱۹۰)

پھر فرماتے ہیں :-

یا سلمان من احب فاطمة اہل بیتی اے سلمان جو میری بیٹی فاطمہ سے محبت رکھے وہ جنت میں

نہونی الجنة معی ومن البتھما میرے ساتھ ہوگا اور جو ان سے عداوت رکھے وہ

فَنُفِى النَّاسِ - يَا سُلَاطَنَ عِب فَاطِمَةُ وَه دُورِخِمْ جَايِگَا اے سلمان
 نِیْفَعِ فِی مَآئِةٍ مِنَ الْمَوَاطِنِ اَلِیْسَ مِنْ تِلْكَ الْمَوَاطِنِ الْمَوْتُ وَالْقَبْرِ وَالْمِیْزَانُ
 وَالْحِجَابَةُ ثُمَّ رَضِیَتْ عَنْهُ اَبْتُقِی فَاطِمَةُ رَضِیَتْ عَنْهُ وَمِنْ رَضِیَتْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمِنْ
 غَفَضَتْ اَبْتُقِی فَاطِمَةُ عَنْهُ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ (مُوَدَّةُ الْقُرْبَانِ - سید علی ہمدانی)
 فَاطِمَةُ سَے مَحَبَّتِ سَوْمَقِ مَوں پَر نَفِیْعِ دے گی جَن میں سَب سے آسان مَقَامِ مَوْتِ وَ قَبْرِ
 وَ مِیْزَانِ وَ حِجَابِ ہے جس سے میری بیٹی راضی ہو اس سے میں راضی اور جس سے میں
 راضی اس سے خدا راضی ہوگا۔ اور جس پر میری بیٹی فَاطِمَةُ غَضِبِ ناک ہو اس پر خدا
 غَضِبِ ناک ہوگا۔

فَاطِمَةُ سَب سے پہلے جَنّت میں داخل ہوں گی۔

آگے آگے حضور نبی اکرم ان کے پیچھے سَب سے پہلے فَاطِمَةُ زہرا علیہا السلام
 جَنّت میں داخل ہوں گی وکنز العمال جلد ۶ ص ۲۱۹ - میزان الاعتدال ذی ہی جلد ۲ ص ۱۳۱

کشف الغمہ
 انبیاء و مرسلین کی سواریاں :- حضور نے فرمایا کہ سر نہی اپنی اپنی سواری
 پر سوار ہو کر آئے گا۔ حضرت صالح
 میدانِ حشر میں

اپنے ناقہ پر سوار ہوں گے۔ حسن و حسین ناقوں پر سوار
 ہوں گے۔ علی میرے ناقہ پر سوار ہوں گے۔ میں براق پر سوار ہوں گا۔ بلال ناقہ
 پر سوار ہو کر اذان دیں گے۔ و مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۱۵۲، ۱۵۳ - کنز العمال
 جلد ۹ ص ۱۵۳ - اسد الغابہ - ابن زبیر جلد ۵ ص ۵۲۳ - ذخائر العقبیٰ ص ۴۴

معجم کبیر
 خاتونِ جَنّت کی سواری میدانِ حشر میں :- سرور کائنات ارشاد

فرماتے ہیں کہ جب میری بیٹی عشرت میں آئے گی تو اس کے جسم پر حلقہ کرامت ہوگا جسے دیکھ کر لوگ حیرت میں ہوں گے پھر جو جنت کے حلقے انہیں پہنانے جائیں گے ان پر بخاطر سبزیہ تحریر ہوگا۔ کہ اے بنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سے کوہِ قاف اور شان و شوکت سے داخل جنت ہوں۔ اور اس طرح روانہ ہوں گی جیسے عروسِ روانہ ہوتی ہے۔ آپ کے داہنے بائیں ستر ہزار عورتیں ہوں گی و ذخائر العقبیٰ (ص ۴۷) جب آپ کی سواری روانہ ہوگی تو عرش سے منادی آواز دے گا۔

یا اهل البیت فکسوا وکسوا وکسوا وکسوا حتی تنفوا طمۃ بنت محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ علی الصراط فتم مع سبعین المۃ جات کسوا البرق
اے اہلِ عشرت اپنے سر جھکا لو اور آنکھیں بند کر لو تاکہ دخترِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رجا میں پس آپ ستر ہزار عورتوں کے ساتھ صراط پر سے برق کی طرح گذر جائیں گی و ذخائر المال جلد ۶ ص ۲۱۷ - صوائی مخترہ ص ۱۱۳ - ذخائر العقبیٰ محبوب طبری ص ۴۲

و روازہ جنت پر کونسا کلمہ لکھا ہے :- معراج عالم بالا پر تشریف لے گئے تو دروازہ جنت پر یہ کتبہ ملاحظہ فرمایا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی حب اللہ والحسن والحسین صفوۃ اللہ وفاطمۃ خیرۃ اللہ علی بیاعضہم لعنۃ اللہ

کوئی خدا نہیں سوائے خدا کے وحدہ لا شریک کے محمد اللہ کے رسول ہیں علی خدا کی حب ہیں حسن و حسین خدا کے منتخب ہیں فاطمہ اللہ کی محبی ہوئی ہے ان کے دشمنوں پر خدا کی لعنت ہے۔

علی وفاطمہ کی وہ خصوصیات جو رسول اسلام میں بھی نہیں
قال لعلی او تلیت مثلاً شارح نے علی مرتضیٰ سے فرمایا تمہیں تین شرف ایسے ملے

لم یوتہی احد ولا انا اذ تیت صہوا مثلی واوتیت نرو فہ صلیقہ شل ایلتی ولیم اوت
 یثلمنا نرو فہ واوتیت الحسن الحسن من صلیک ولیم اوت من صلیی مثلمنا وکککم منا وانا منکم
 جو کسی کو نہیں دے دیر کہ مجھے بھی نہیں ملے تیں پھر ایسا خبر ملا جو مجھے نہیں ملا۔ میری شاہزادی
 ایسی صدیقہ زوجہ ملی ایسی زوجہ مجھے نہیں ملی اور اپنے صلب سے حسن و حسین جیسے شاہزادے
 ملے ایسے مجھے اپنے صلب سے نہیں ملے لیکن تم تم سے ہوا اور تم سے ہیں۔
 (ریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۰۲ اور ج المطالب ص ۸۰)

تم سے صلح ہم سے صلح تم سے جنگ ہم سے جنگ۔
 حضور فرماتے ہیں :-

انا سلم لمن ساءکم وحب لمن عاں بکم
 جس کی اے اہل بیت تم سے صلح ہے اس کی مجھ سے صلح ہے اور جس کی تم سے جنگ ہے
 اس کی مجھ سے جنگ ہے (مشکوٰۃ ص ۵۷۷)

اہل بیت سے محبت مجھ سے محبت ہے :- حضور فرماتے ہیں :-
 احبوا اللہ لما یرزقکم و احبوا لی حب اللہ و احبوا اہل بیتی لحب
 خدا سے محبت رکھو وہ خالق و رازق ہے۔ مجھ سے محبت رکھو۔ خدا کے لئے اہل بیت
 سے محبت رکھو میرے لئے (مشکوٰۃ ص ۵۷۷ - ترمذی)
 اہل بیت ہی ذریعہ نجات ہیں
 حضور نبی اکرم کا ارشاد ہے :-

مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ نوح من کبسا نخی او مہتلف عھا غرق و ذلک مشکوٰۃ ص ۵۷۷
 میرے اہل بیت کشتی نوح کی مانند ہیں جو اس کشتی پر سوار ہو جائے نجات پانچائے گا اور جو اسے

ایں مقام پر یہ کہ وہ اہل بیت کون ہیں اس پر ذات خداوندی گواہ ہے۔

ہم نافعہ و ابوها و بعلہا و بنوہا
رسول اسلام کا آخری پیغام

اینی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و
عترتی اہل بیتی ما ان تسکم بہا لن
تضلو بعدی لن یقترونا حتی
یسروا علی الخوضی

دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک
کہ میرے پاس عورت کو شہر وارد ہوں۔

از رواج نیکی گواہی -

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے فاطمہؓ سے زیادہ کسی کو سچا نہیں دیکھا۔ ان کی رفتار و گفتار رسولؐ کے مانند تھی۔ (اسد الغابہ، ابن حجر، حیات اسلام لاہور)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے خاتونِ جنت سے زیادہ کسی کو سچا نہیں دیکھا۔ ان کی رفتار و گفتار رسولؐ کے مانند تھی۔ میں گو اہی دیتی ہوں کہ حضورؐ کو سب سے زیادہ فاطمہؓ زہراؓ اور علیؓ مرتضیٰؓ سے محبت تھی وہ فرمایا کرتے تھے کہ اسے فاطمہؓ کی اتم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم اس امت کی سب عورتوں کی سردار ہو۔

مخاتونِ جنت کو ملحقینِ صبر :-
دنیا کی مخلوق کی خبر دے کر آنحضرت نے
اپنی شانِ برادری سے فرمایا :-

یَا فَاطِمَةُ اصْبِرِي عَلَى مَوَاسِئِهِ الدُّنْيَا
اُسے فاطمہؑ دنیائی تکلیفوں پر صبر کرنا۔
(کنوز المحقق)

سب سے پہلے رسولؐ سے ملنے والی ۔

حضورؐ نے اپنی رحلت کی خبر دے کر اپنی دختر کو یہ خبر بھی دیدی ۔

یا فاطمة انت اول المحقباتی اے فاطمہ تم سب سے پہلے میرے پاس

آؤ گی دشکوة اصحاب المطابق ص ۵۹

طبقات ابن سعد ص ۳۹ - طبرانی

خاتونِ جنتؑ کا احترام امیر المومنینؑ کے دل میں ۔

جب تک حضرت خدیجہ زہراءؑ نہیں آنحضرتؐ نے دوسرے عقیدہ نہیں کیا اور جب

تک خاتونِ جنتؑ زہراءؑ میں علیؑ نے کسی سے عقیدہ نہیں کیا ان کی رحلت کے بعد ان کی

وصیت کے مطابق امام زین العابدینؑ سے عقیدہ فرمایا ۔

خاتونِ جنتؑ اور طاعتِ خداوندی ۔

آنحضرتؐ نے حضرت سلمان فارسیؑ سے فرمایا ۔

ان ابنتی فاطمة ملاء الله قلبها وجوارحها ایسا نہ فرغت لطافۃ الله

خدا نے میری بیٹی فاطمہؑ کو ہر اکے دل اور اعضاء و جوارح کو ایمان سے مہر دیا ہے اب وہ

سب سے ناریز ہو کر صرف طاعتِ خداوندی میں مصروف ہیں ۔

(مناقب علامہ شہر آشوب جلد ۲ ص ۱۲)

رسول اسلامؐ کا احترام خاتونِ جنتؑ کے دل میں ۔

خاتونِ جنتؑ آنحضرتؐ کو ہمیشہ یا رسول اللہؐ کہہ کر پکارا کرتی تھیں حضورؐ نے فرمایا

بیشک تم مجھے باب کہہ کر پکارا کرو ۔

علامہ اقبالؒ کے دل میں طوائفِ خاک قبرِ خاتونِ جنتؑ کی حسرت

علامہ اقبالؒ نے اس بارگاہ میں مصیقت کے جو پھول پش کئے ہیں وہ بہت ہیں ان میں سے

ایک شعر یہ ہے ۔ درز گرد و تیش گردیدے ۔ سجدہ ہا برخاک ادا نشیدے ۔

خاتم النبیین کی رحلت

جب مرض موت عارض ہوا تو یہ خبر سن کر سیدہ عالم نورؓ اباب کے پاس پہنچ گئیں اور بیمار داری و خدمت گزاری میں مصروف ہو گئیں۔ آنحضرتؐ نے کچھ ایسا کلام فرمایا کہ رونے لگیں مگر اس کے بعد کوئی ایسی بات کہی کہ مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔ جب وہاں سے اٹھیں تو لوگوں نے سبب دریافت کیا۔ فرمایا۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جبریلؑ امین مجھے ہر سال ایک قرآن مجید پڑھاتا تھا اس سال اس نے دو مرتبہ سنایا ہے۔ اب میرا آخری وقت قریب ہے۔ اس پر آپؐ رو پڑیں۔ کچھ دیر بعد فرمایا کہ میرے اہلبیت میں سے جو سب سے پہلے میرے پاس پہنچے گا وہ تم ہوگی۔ اس لئے خوش ہو گئیں۔ پھر فرمایا کیا تم راضی نہیں کہ جنت کی عورتوں کی تم سرور ہوگی اور عالم کی عورتوں میں سے کوئی ایسی نہیں جس کی ذریت اس قدر بزرگ ہو جیسے تمہاری ذریت۔ لہذا تمہارا حیر کسی سے کم نہ ہونا چاہیے اس کے بعد آپؐ کو سینے سے لگالیا اور اتنی دیر لگائے رہے کہ لوگ سمجھے کہ روح مفارقت کر گئی۔ پھر خاتون جنتؓ نے آواز دی تو آنکھیں کھول دیں اور سیدہؓ کو رو دتا کہ کھڑے ہو کر فرمایا کہ فاطمہؓ کہہ نہ کر و تمہارے رونے سے حالان عرشِ برور ہے ہیں۔ یہ کہہ کر خود آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آنسو پونچھ کر دعا کی کہ خداوند فاطمہؓ کو میری جلدائی پر صبر کرامت فرما۔ پھر فرمایا جب میری روح قبض ہو تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا۔ فاطمہؓ زہراؓ نے منہ پر آنکھیں رکھ دیں اور کہا لا اکسبہ اباء۔ آپؐ نے فرمایا۔ آج کے بعد تیرے باپ کو کوئی کرب نہ ہوگا۔

اس کے بعد آپؐ ازواج سے رخصت ہوئے۔ سب کے آخر میں حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کا سراپے بازو پر رکھ کر فرمایا۔ فلاں یہودی کا گھوڑا قرص ہے جو حبش اسلمہ کی تیاری کے لئے لیا تھا وہ ادا کر دینا۔ تم پہلے شخص ہو گے جو عین کوثر پہنچے سے ملو گے۔

اور میرے بعد پرست سے مصائب گزریں گے مگر ان پر صبر کرنا اور تحمل نہ ہونا اور جب کبھو کو گونے
 دینا کو اختیار کر لیا ہے تو آخرت کو اختیار کرنا درودۃ الاحباب (۱)
 انقلاب زمانہ : آنحضرت کی رحلت ہونا معنی کہ اصحاب سقیفہ بنی ساعدہ میں مجمع ہو کر خلافت
 کے فیصلوں اور آپس کے جھگڑوں میں اس طرح مصروف ہو گئے کہ رسول اسلام کے دفن و کفن کی بھی فکر نہ ہو سکی
 براہین قاطعہ ص ۱۱ اور شرح فقہ اکبر طائلی تارخ اعداء میں ہے ۔ اس پر سب نے اجماع کیا ہے کہ زمانہ نبوت
 منقطع ہونے کے بعد قرآن کا نصب کرنا واجب ہے بلکہ اسے ام واجباً سے شمار کیا ہے اسی وجہ سے اصحاب بن
 رسول پھر ان کا انتخاب علیؑ میں مصروف ہو گئے اور شرح مواقف ص ۱۱۷ میں ہے کہ اصحاب نے تمنا یہ کی تھی کہ علیؑ سب سے ام
 کام یعنی دفن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترک کر دیا ۔ اور کتاب الامت والایمان میں تیسرے ص ۱۱۷ میں ہے کہ
 میں نے کہ حضرت فاطمہؑ نے اپنے حضرت ابو بکرؓ سے یہ شکایت کی ہے کہ تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کا جنازہ ہمارے سامنے چھوڑ دیا ۔ و قطعتم احکم حکمکم اور درودۃ الاحباب جلد اول
 ص ۱۱۷ میں ہے کہ جب حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے بیعت کا مطالبہ کیا گیا اور آپ نے جواب دیا
 کہ میں خود خدا و خلافت ہوں اور اس پر وہیں پیش فرمائیں تو پیش کرنے کا آپ بھی کچھ سقیفہ میں نہیں فرمایا
 آپ نے جواب دیا کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو عمل میں لائے اور تم نے یہ کھنڈن اور فتنے مصلحت
 کے بغیر جنازہ چھوڑ کر چلا آنا اور طلب حکومت کی نحو میں مشغول ہونا ۔ چنانچہ سنت علیؑ نے فراموشی و
 تعمیز و تخفیف و تدبیر اور ان کے بیعت قبول و مذاکرات کے بعد فرزند اور نواسہ و چند اصحاب آپ کے ساتھ شریک
 رہے جنہوں نے دفن کے بعد خاتون جنت کے دروازے پر آکر کرم تعزیت ادا کی ۔
 خلافت (حکومت) کے فیصلے کے بعد خاتون جنت علیہا السلام پر بیعت طلبی کے پیغام آنے لگے جب آپ نے بیعت
 سے انکار کیا تو دروازہ پر کھڑوں کے انبار لگا دیے گئے اور آگ لگانے کا انتظام کیا جانے لگا جب
 کسی نے پوچھا : اخرجوا عن البيت وفيه بنت من رسول الله ۔ کیا اس گھر کو جلا دے گا حالانکہ اس میں
 دختر رسول موجود ہیں ۔ تو جواب دیا گیا وہاں ۔ برا کریں کتاب الامت والایمان میں تیسرے ص ۱۱۷ میں ہے کہ
 قضیۃ فداک : آنحضرت کا انکسار بندہ ہونا تھا کہ دنیا خاتون جنت کو اٹار کر چل گئی اور گولے انکسار فضائل مساند

اور ان کے خصوصیات اور آنحضرت کی شفقت و محبت و عظمت و احترام اور ان کے حقوق کا کوئی علم ہی نہ تھا۔ دنیا کی نگاہیں پھر گئیں۔ رخ بدل گئے اور آپ پر مصائبِ آلام کے پہاڑ ٹوٹنے لگے۔

بجائے اس کے کہ سلمان غسل و کفن و جنازہ و دفن میں شامل ہوتے دمِ عزت اور ان کے خاتونِ جنت سے اظہارِ ہمدردی کرتے۔ تسلی اور دلاسا دیتے۔ آپ کے حقوق پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔

جب کہ حافظ خان بہادر نذیر احمد صاحب فرماتے ہیں :-

جو شخص وفات رسولی سے سب سے زیادہ فتادی ہر ادہ فاطمہ عین والدہ پہلے انتقال فرما چکی تھیں اب ماں اور باپ دونوں کی جگہ پیغمبر صاحب تھے اور باپ بھی کیسے دین و دنیا کے بادشاہ ایسے باپ کا سر سے سایہ اٹھ جاتا۔ اس پر حضرت علی کا خلاف سے محروم رہنا نیک برجواحت تھا۔ ترکہ پوری باغ ذک کا دعویٰ کرنا اور مقدمہ کا ہا جانا۔ کسی دوسرے کو ایسے بہیم صدقات پہنچتے تو نہ کھا کر مر رہتا مگر ان کے صبر و ضبط ان ہی کے ساتھ تھے۔ پیغمبر انہیں ریحوں میں گھل گھل کر چھڑھ مینے کے اندر اندر انتقال فرما گئیں اور جتنے دن زندہ رہیں ان لوگوں سے جتنوں نے رنج و غم تھے نہ بولیں نہ بآ کی۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کو اپنے جنازہ پر آنے کی سنادی کر دی اور شب کے وقت مدفن ہوئیں۔ (اناللہ وانا الیکہ راجعون) درو یائے صادقہ ص ۱۰۲

نتیجہ پیغمبر کے بعد مذک کے یہودیوں نے آنحضرت سے اس طرح مصالحت کی تھی کہ انہیں قبولِ اسلام پر مجبور کیا جائے ان کے جان و مال کی حفاظت کی جائے زمین میں وہ دفن کرتے رہیں گے۔ نصرت آمدنی دہ لیں گے اور نصف حضور نبی اکرم کو ادا کریں گے۔ جب آیہ دامت و القربیٰ حصہ نازل ہوئی تو حضور نے یہ زمین فاطمہ زہرا علیہا السلام کو بہرہ کے قبضہ دے دیا اور وثیقہ تحریر فرما دیا۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے فیصلہ کے دوسرے

دنِ مذکر پر قبضہ کر کے خاتونِ جنت کے کازندوں کو نکال دیا گیا آپ نے مطالبہ کر کے وثیقہ پیش کیا تو گواہ طلب کئے گئے۔ امیر المومنین اور جنتیں اور ام المومنین نے گواہی دی تو اسے رد کر دیا گیا۔ آپ نے میراث کا مطالبہ کیا تو سخت معاشرہ الانبیاء کی خود ساختہ حدیث جس کا صرف ایک گواہ تھا پیش کر کے میراث کے قرآنی قانون کو بدل دیا گیا کہ انبیاء نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ کسی کو وارث بنتے ہیں۔ آپ نے قرآن مجید کی متعدد آیات پیش کر کے ثابت کیا کہ انبیاء وارث ہوتے بھی ہیں اور وارث بناتے بھی ہیں۔ میرے باپ کی کوئی حدیث قرآن کے خلاف نہیں ہو سکتی مگر کوئی شوافعی نہیں ہوتی۔ آخر آپ غضب ناک ہو گئیں اور ان سے کسی کلام نہیں کیا بلکہ جب انہوں نے صفائی مانگی تو صاف فرمایا کہ میں تم دونوں سے ناراض ہوں اور تا حیات ناراض رہوں گی۔ ہر نماز کے بعد بد دعا کریں گی اور مرنے کے بعد آنحضرتؐ سے تمہاری شکایت کروں گی۔

(الامامت والیاست ابن قتیبہ جلد اول طبع مصر)

آپ کا گریہ و ماتم : یہ وہ اندھنک واقعات تھے۔ جن سے متاثر ہو کر آپ ہر لمحہ غمگین اور شب درو در گریہ و زاری میں مصروف رہتی تھیں کوئی دقت نہ تھا جب باپ کی یاد تازہ نہ ہو کبھی بچے رو رو کر آپ کو رلا دیتے تھے کبھی بچوں کو دیکھ کر فرمائیں تم سارے مانا ناں کیا جو غم نہیں کا نہ صوں پر چڑھنا، سینہ پر سلاتا اور بیا کر کیا کرتا تھا۔ آپ کے نالہ فریاد سے سننے والوں کے دل ہل جاتے تھے۔ امیر المومنین نے جنت البقیع کے قریب بیت الاحزان بنوا دیا اور آپ دن بھر وہاں گریہ و بکا فرمایا کرتی تھیں۔

وفاتِ حسرتِ آیات

رحلت سے قبل آپ رضی اللہ عنہا رسول پر تشریف لے گئیں۔ قبر و مہر کے درمیان دو

رکعت نماز ادا کی اور قبر مطہر کو سینہ سے لگایا اور قبر کی خاک سر و سینہ پر ملی۔ زیارت سے مشرف ہو کر دولت سرا واپس آئیں۔ اسماؤ نبیت علیہیں ہر وقت خدمت گزاری میں مصروف تھیں۔ آپ نے غسل فرمایا۔ آنحضرتؐ کی چادر اور طوی اور فرمایا کہ میں حجرہ میں جاتی ہوں کچھ دیر بعد آواز دینا۔ اگر آواز نہ آئے تو سمجھنا کہ میں اس دنیا سے رخصت ہو کر اپنے باپ کے پاس چلی گئی ہوں۔ روز خاتم العقبیٰ حب طبری ص ۵۵ مسترک امام احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۱۶۴۔ اسد الغابہ۔ ابن اثیر جلد ۵ ص ۵۹۔

کچھ دیر بعد اسما نے حجرہ کی طرف رخ کر کے آواز دی یا ام الحسن و یا حسین یا بنت رسول اللہ۔ میں مرتبہ آواز دی کوئی جواب نہیں آیا۔ اندر داخل ہوئیں تو دیکھا آپ رحلت فرما چکی ہیں۔ اثناء گریباں چاک کر کے باہر نکلیں تو حسن و حسین نظر آئے۔ مادر گرامی کی بابت انہوں نے دریافت کیا تو اسما کوئی جواب نہ دے سکیں۔ اندر داخل ہوئے تو دیکھا رحلت فرما چکی ہیں۔ مسجد میں امیر المومنین کو خبر پہنچی تو غشش کھا کر گر پڑے پانی چھڑکا گیا تو ہوشیار ہوئے۔ گھر میں داخل ہو کر چادر اٹھائی تو سر کے قریب ایک رقعہ ملاسن پر تحریر رضا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ ناطقہ زہرا کی وصیت ہے اور وہ گواہی دیتی ہے کہ خدائے وحدہ لا شریک کے سوا کوئی خدا نہیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ یقیناً جنت حق ہے۔ نار حق ہے۔ بلا ریب قیامت آنے والی ہے اور خدا سب کو محصور کرے گا۔ اے علیؑ میں ناطقہ نبیت رسول اللہ ہوں۔ خدانے میری تم سے تودیکھ کی تاک میں دینا و آخرت میں تمہاری رحول اور تم میرے لئے سب سے بہتر ہو۔ لہذا تم مجھے غسل دینا۔ جنوط و کفن دینا اور نماز کے بعد رات کو مجھے دفن کرنا اور کسی کو خبر نہ کرنا جب رات آئی تو آپ نے غسل دیا۔ کفن پہنایا اور نماز ادا کی۔ جب دفن کرنا چاہا تو بقیع کے ایک مقام سے آواز آئی میری طرف لے آؤ

اور قبر کھدی ہوئی نظر آئی اس طرف تابوت لے گئے اور قبر میں مصور کو دفن کر دیا۔
 امیر المومنین نے قبر کے کنارے بیٹھ کر زمین سے خطاب فرمایا۔ اے زمین
 میں اپنی امانت میرے سپرد کرتا ہوں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر ہیں
 زمین سے آواز آئی۔ اے امیر المومنین تم مطمئن رہو میں تم سے زیادہ ان پر مہربان
 ہوں۔ پھر آپ نے قبر بند کر کے زمین برابر کر دی (مودۃ القربی)
 نور الایضار شبلنجی میں ہے کہ جب آخر وقت سیدہ عالم قبر رسول پر تشریف لے
 گئیں تو قبر کی خاک آنکھوں پر اور چہرہ پر ملی کر فرمانے لگیں۔

ما ذا اعلى من شمم ترمية احمد بن ان لا يشم مدح النرمان بنو ايبا
 حببت على مصائب لوانها بن حببت على الايام صون ليا ليا
 کرمانی کہتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ نے غسل دیا اور غار پر چھائی اور حسب وصیت
 رات کو دفن فرمایا۔ (یعنی شرح بخاری)

حضرت سیدہ طاہرہ رسول اسلام کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں اور جب وفات
 پائی تو ان کے شوہر علی مرتضیٰ نے رات کے وقت دفن کیا۔ حضرت ابو بکر کو اجازت
 نہیں ملی۔ حضرت علی بھی نے ان پر غار پر چھی (صحیح بخاری) صحیح مسلم (۱۰۰)
 بعض روایات میں ہے کہ حضرت عائشہ نے شرکت کی خواہش کی مگر اسمائہ نے
 انہیں روک دیا اور کہا کہ خاتون جنت نے منع فرما دیا ہے۔

آپ کا مدفن :- آپ کے مدفن کے متعلق چار قسم کے روایات ہیں۔
 اولے :- پشت قبر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اب مسجد نبوی کے اندر ہے
 جہاں بیچلہ دروازہ بنا ہوا ہے۔

دوم :- قبر مطہر اور منبر رسول کے درمیان۔ جہاں شدید زیارت پڑھتے ہیں۔
 سوم :- بیت الحزن۔ جو جنت البقیع سے قریب ہے جہاں خاتون جنت

روزانہ جاکر اپنے باپ پر گریہ و زاری کیا کرتی تھیں امیر المومنینؑ نے وہاں مسجد بنوادی
 چھارم،۔۔۔ بخت البقیع میں جو دروضہ موجود تھا اور منہدم کر دیا گیا۔

اولاد احماد :- آپ کی پانچ اولادیں ہوئیں۔ سب سے بڑے حضرت
 امام حسنؑ جو سترہ میں پیدا ہوئے۔ دوسرے حضرت
 امام حسینؑ جو سترہ میں پیدا ہوئے۔ تیسری حضرت زینب علیہا السلام جو سترہ
 میں متولد ہوئیں اور جن کا نکاح عبداللہ بن جعفر طیار کے ساتھ ہوا۔ چوتھی حضرت ام کلثوم
 علیہا السلام جو سترہ میں پیدا ہوئیں۔ جن کا نکاح محمد بن جعفر طیار سے ہوا۔ پانچویں
 حضرت عسکؑ کا حمل ہوا اور شکم میں شہید ہوئے اس فرزند کا نام حضور ختمی مرتبتؐ نے
 اپنی حیات میں مقرر فرما دیا تھا۔

بنات رسولؐ کا شاخسانہ

مسلمانوں کا ایک گروہ مدت سے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے کہ کبھی طرح یتیم کر لیا
 جائے کہ آنحضرتؐ کی بیٹیاں چار تھیں۔ سب سے زیادہ اس پر زور دیا جاتا ہے کہ
 زینبہ ام کلثوم آنحضرتؐ کی سبکی بیٹیاں تھیں جو یکے بعد دیگرے حضرت عثمان کو بیاہی
 گئیں اور اس بنا پر حضرت عثمان کو خنی سے بھی زیادہ ذوالنورین کے لقب سے یاد کیا
 جاتا ہے یعنی دونوں والے۔ تاکہ اگر حضرت علیؑ ایک رشتہ سے داماد رسولؐ مانے
 جائے ہیں تو حضرت عثمان دو رشتوں سے داماد رسولؐ قرار پائیں۔ لفظ یہ ہے
 کہ اس امر میں وہ حضرات بھی شامل ہیں جو ہنوز خود رسولؐ مقبول کو تسلیم کرنے کے
 لئے تیار نہیں ہیں۔

شرف و بزرگی کا قرآنی قانون :- جو شرف و بزرگی قانون قرآن و سنت
 سے ثابت ہو جانے۔ اس کے تسلیم کرنے

میں کسی مسلمان کو پس پیش نہیں ہو سکتا مگر تعجب ہے کہ اس پر اصرار ان لوگوں کا ہے جو اپنے مذہب کے عالم اور شیوا کے جاتے ہیں اور قرآن و انی اور حدیث انہی کے دعوے کے علاوہ اپنے آپ کو قرآن و سنت کا پابند سمجھتے ہیں۔ وہ آنا بھی نہیں سمجھتے کہ رسول کی پستی سے کوئی فائدہ بدست نہیں ہو جاتا اور بنی سے کوئی پرست بالا نہیں ہو جاتا۔ رشتہ عارضی ہی کے مانند ہوتا ہے جب باندھ دی جائے تو رشتہ جڑوٹتا ہے اور جب طلاق و فیرہ کے ذریعہ کھول دی جائے تو رشتہ پیکر کرنے والا دین نظر آتا ہے یہاں پہلے تھا قرآن مستند نے اس کے لئے کھلے ہوئے اصول تعلیم فرمائے ہیں۔

من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ
جو ذرہ برابر نیکی کرے گا اس کا انوار ہائے گ
ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ
اور جو ذرہ برابر بدی کرے گا اس کی ہزار پائے کا
پھر فرماتا ہے۔

ان لیسلو لک نشان الاما سی
انسان کے لئے نہیں مگر وہ جس کی خود
کوشش کرے۔

پھر فرماتا ہے۔

ان اکو مکن عند اللہ اتقا کم
خدا کے نزدیک تم میں بزرگ ترین وہ ہے جو
سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔

اس کے علاوہ قرآن مجید میں اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور پڑھتے سنے ہیں کہ فرعون جیسے کافر کی زوجہ حضرت آسیہ کیسی مومنہ اور بلند کردار اور حضرت نوح اور حضرت لوط جیسے پاک پیغمبروں کی بیبیاں ایسی کہ زوجہ نوح کے تنور سے طوفان کی ابتدا ہوئی۔ وہ غرق ہوتی رہی اور نبی دیکھتا رہا۔ بیٹے کو غرق ہوتا دیکھ کر فسر یا دجی کی عمتی مگر زوجہ کے غرق ہونے پر کوئی انتہا نہیں فرمائی اور زوجہ لوط پر چھروں کا میزہ برسا یا گیسیاں تک کہ وہ ہلاک ہو گئی۔ پھر خداوند عالم نے ایک ہی آیت میں یہ رشتہ بھی ظاہر کر دیا اور عذاب کی وجہ

جیسی بتلاوی ۔

سماں تا تحت عیدیں میں عبادنا یہ دونوں ہمارے ایک بندوں کی گھر والی تھیں
 صالحیں فحشا نہ تھا مگر دونوں نے اپنے شوہروں کی خیانت کی۔
 کیا اس کے بعد بھی کسی ثبوت کی ضرورت ہے کہ نجات اخروی کا دار مدار رشتہ
 نامہ پر نہیں بلکہ کردار پر ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ تکلف سے بری ہے حسن ذاتی
 اسی مفہوم کو رب العزت نے اس آیت میں ظاہر فرمایا ہے۔

لا تَجْعِدْ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
يُؤَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا
آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ
أَوْ عَشِيرَتَهُمْ (پ ۳)

جو قوم خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہے
وہ ان لوگوں سے محبت نہیں رکھتی جو خدا
کے مخالف ہوں اگرچہ وہ ان کے باپ دادا
یا بھائی یا اہل خاندان کیوں نہ ہوں۔

اسی طرح اس آیت میں آخرت کی تصویر کشی فرمائی ہے۔

یوم یفر المؤمن الخیہ واملہ وابیہ وصاحبہ وبنیہ
تیمارت کا دن وہ دن ہوگا جب بھائی بھائی سے اولاد ماں باپ سے بھاگ ہے ہوگی
ان آیات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ کسی شخص کی رفعت و بلندی
کا سبب حسنِ عمل اور بلندی کر دار ہے نہ کہ رشتے وغیرہ۔

حضرت امیر المومنین کے مدارج کی بلندی اس لئے نہیں کہ ان کا عقد خاتون جنت سے ہوا بلکہ ان کی ذات اور صفات و کمالات کے تقدس کی بنا پر ہے جس کی وجہ سے وہ عہدِ قیام کے ہم وزن قرار پائے جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لِوَالِدَيْهِ إِذَا طَاعُوا مَا كَانَتْ لِابْنَيْهِ فَاطِمَةً كَفَوَادِهِمْ وَمِنْ دُونِهِ

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے۔

بنات رسول کی تحقیق

کتاب و سنت و روایت و روایت کی روشنی میں

چونکہ بار بار یہ تقاضے کئے جاتے رہے ہیں کہ اگر آنحضرت کی دختران چار نہیں ہیں تو اس کی تردید کی جائے اس لئے مجبوراً اس کی حقیقت و اسخ کی جاتی ہے تاکہ اس سلسلے میں جو غلط فہمیاں ہیں وہ دور ہو جائیں۔

مگر اس پہلے مجھے قائلین بنات رسول سے خصوصاً یہ دریافت کرنے کا بہر حال حق حاصل ہے کہ وہ کم از کم اپنی ہی کتب سے یہ فیصد کراویں کہ جنہو زنی اکرم کی اولاد کس قدر تھی۔ بیٹے کس قدر تھے اور بیٹیاں کس قدر تھیں ان لوگوں اور لڑکیوں کے نام کیا آیا تھے اگر لڑکیوں کی تعداد میں اتفاق ہے تو میں ہدیہ مبارک باد پیش کروں گا۔ اور اگر اختلاف ہے تو کیوں اس لئے کہ انہیں اصحاب دیکھتے رہتے تھے اسی طرح لڑکیوں کی تعداد میں اتفاق ہے یا اختلاف۔ اگر لڑکیوں کے بارے میں جو پردہ نشین تھیں۔ اتفاق ہے تو پھر لڑکیوں کے بارے میں جنہیں سب دیکھتے تھے اتفاق کیوں نہیں۔ اسی طرح لڑکیوں کے ناموں میں اختلاف ہے یا اتفاق ہے۔ اگر اتفاق ہے تو یہی اتفاق لڑکوں کے ناموں میں کیوں نہیں جو گھر سے باہر بھی آسکتے تھے۔ کیا اولاد رسول کی کوئی حتمی اور آخری تعداد بھی بتلائی جاسکتی ہے جس کے خلاف کوئی روایت نہ ہو یا نہیں اگر بتلائی جاسکتی ہے تو وہ کیا ہے اگر نہیں بتلائی جاسکتی تو کیوں۔ اسی طرح ترتیب ولادت پر اتفاق ہے یا اختلاف۔ اگر اختلاف ہے تو کیوں جن راویوں کو ترتیب نبی کا علم نہ ہو انہیں تعداد کا علم کیوں کر ہو سکتا ہے اور جنہیں اولاد و ذکر کی تعداد معلوم نہیں وہ اولاد انات کی حتمی تعداد کیوں کر بتا سکتے ہیں کیا کوئی یقین کے ساتھ بتا سکتا ہے

کر کون کونسی اولاد قبل بیشت متولّد ہوئی اور کون کونسی بعد بیشت۔ اس پر اتفاق ہے یا اختلاف اگر اختلاف ہے تو کونوں۔ دختران کے عقد کب ہوئے اور کس کس سے ہوئے اور کس کس سے کس کس کو طلاق ملی۔ اور کب اور کیوں۔ کس کس لڑکے یا لڑکی نے کب کب انتقال کیا اور کس کس کے کیا کیا خصوصیات تھیں۔ ہجرت حبشہ کب ہوئی اور حضرت رقیہ حبشہ گئی تھیں یا نہیں۔ کب گئیں اور کب واپس آئیں۔ آنحضرت کی سب سے بڑی اولاد کونسی تھی اور سب سے چھوٹی اولاد کون سی تھی۔ سب سے بڑی اولاد کی ولادت کب ہوئی۔ جب تک ان حقائک کا فیصلہ تاریخ کی روشنی میں نہ کر لیا جائے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اموی حکومت کی قراردادوں یعنی سرکاری دختران کو دختران رسول تسلیم کرنے پر مجبور کرے۔

حضور نبی اکرم کی ولادت کی تاریخ میں اگر اختلاف ہو تا تو تعجب خیز بات نہ تھی اس لئے کہ اس وقت نبی باختم کے سوا اس گھر سے کسی کا شمار ہونا ضروری نہ تھا مگر جو قوم حضور کی وفات کی حتمی تاریخ نہیں بتلا سکتی اور آج تک تاریخ میں اختلاف موجود ہے اس سے دختران رسول کے متعلق حتمی فیصلہ کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔

چنانچہ یکم ربیع الاول سے بارہ ربیع الاول تک وفات کی متعدد تاریخیں بتلائی جاتی ہیں۔ جن کی آخری ۱۲ ربیع الاول ہے اس لئے اسے بارہ وفات کہتے ہیں۔

بعضہ الرسول نبوی عذرا حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام علیہا السلام کی مقدس اور پاکیزہ سیرت عظیمہ مثال سوانح حیات عقل و بصیرت رکھنے والے مضمحل مزاج کے سامنے ہیں۔

آیہ موت :- آیہ تطہیر آیہ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع آیہ مرجع البحرین
آیہ اب ذالقرنیہ حنفہ آیہ ان شانک ہوا لا یتر آیہ نسا و صبرا
آیہ مابلہ سورہ دہرا و ان کے تغایر پکار کر نشان دہی کر رہی ہیں کہ انکا تعلق

صنعت نساء میں صرف خاتون جنت سے ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ سیدۃ نساء اہل الجنۃ کا خطاب دیتے ہیں تو خاتون جنت کو بضعۃ منیٰ فرماتے ہیں تو خاتون جنت کو۔ اپنی اور خدا کی رضا مندی اور ناز و اشگی کا معیار قرار دیتے ہیں تو خاتون جنت کو۔ انسیر و عکرا کے لقب سے ملقب فرمائی جاتی ہیں تو خاتون جنت۔ مروت کا اعلان کیا جاتا ہے تو خاتون جنت سے۔ حضور کو سب سے زیادہ مروت ہے تو خاتون جنت سے۔ دوزخ کی آگ حرام ہوتی ہے تو خاتون جنت اور ان کی ذریت پر۔ بتول عذرا قرار پاتی ہیں تو خاتون جنت رسول مقبول معراج پر تشریف لے جاتے ہیں اور دروازہ جنت پر خیرۃ اللہ کا لقب کندہ ہے تو خاتون جنت کے لئے نساء رسول سے مراد ہیں تو خاتون جنت۔ اہل بیت میں داخل ہیں تو خاتون جنت۔ نہبات کا ذریعہ ہیں تو اہل بیت۔ سفینہ نہبات ہیں تو اہل بیت۔ ذریعہ رسول اور قرآن کے ہم وزن ہیں تو اہل بیت۔ حضور پر نور مذکور ہے کہ یہ ہیں تو خاتون جنت کو۔ حضور کے نور سے خلق ہوئی ہیں تو خاتون جنت۔ بڑے بڑے سرمایہ داروں کی درخواستیں روک کر عرض بریں پر خداوند عالم ملائکہ کو گواہ کر کے خود نکاح فرماتا ہے اور حضور کو علی سے نکاح کا حکم دیتا ہے تو خاتون جنت کے لئے۔ حضرت عمر علی سے نکاح کو آپ کا طرۃ امتیاز قرار دیتے ہیں تو خاتون جنت سے۔ حضرت ام سلمہ اور حضرت عائشہ صادق اور صدیقہ کہتی ہیں تو خاتون جنت کو۔ رسول کی رفتار و گفتار کی گواہی دیتی ہیں تو خاتون جنت کیلئے۔ امام شافعی علی سے نکاح کو قابل فخر قرار دیتے ہیں تو خاتون جنت سے۔ روزِ محشر ستر ہزار عرووں کے درمیان ناثہ نور پر سوار ہو کر سواری گوریگی تو خاتون جنت کی۔ اہل محشر کو حکم ہوگا کہ سر جھکا لو اور آنکھیں بند کر لو کیونکہ دُختر رسول کی سواری گز رہی ہے تو خاتون جنت کے لئے۔ آنحضرت کے بعد سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گی تو خاتون جنت۔ سورہ دہر نازل ہوا تو خاتون جنت

اور ان کے شوہر اور بچوں اور کثیر کی شان میں۔ جس پر وہ دار کا آدم سے قیامت تک علی کے سوا کوئی ہم وزن نہیں ہو سکا وہ خاتون جنت ہیں۔ جو شکم مادر میں ماں سے کلام کر کے ان کا دل بھلائی رہیں وہ خاتون جنت ہیں۔ جس کے لئے اسید و حوا و خواہر موسیٰ اور حضرت مریم و ایہ اور خاد مر بنیں وہ خاتون جنت ہیں۔ جس نے باپ کے کانہ و حل سے ادھر طری اتاری وہ خاتون جنت ہیں۔ جو احد میں باپ کی خبر سن کر میدان میں پہنچ کر باپ کے زخم و صوٹی رہی وہ خاتون جنت ہے۔ جس نے غزوہ خندق میں میدان میں جا کر باپ کی فاقہ شکنی کرائی وہ خاتون جنت ہے۔ جس کے گھر جنت سے کھلے آتے رہے وہ خاتون جنت ہے۔ جس کی خادمر فقہ نے بیس سال تک قرآن کے سوا کوئی کلام نہیں کیا وہ خاتون جنت ہیں۔ جو رسول کے آخری وقت سر ہانے بیٹھ کر روتی رہی وہ خاتون جنت ہے۔ جس کو رسول نے خبر دی کہ تم سب سے پہلے مجھ سے ملو گی وہ خاتون جنت ہیں۔ جن کے گھر ملا کر چکی پیستے رہے وہ خاتون جنت ہیں۔ جن سے حسن و حسین اور زینب دام کلثوم جیسی اولاد پیدا ہوئی جن پر انسانیت کو ناز بلکہ خلق کر کے توحید کو خضر ہے تو وہ خاتون جنت ہیں جن کا جنازہ رات کو اٹھا یا گیا وہ خاتون جنت ہیں۔ جن کے جنازہ کے لئے تابوت تیار کیا گیا کہ جن پر بھی پر وہ شب میں کسی کی نظر نہ پڑے وہ خاتون جنت ہیں۔ جن کو باپ وصیت کر گئے کہ اسے خاطر دنیا کی تعلیموں پر صبر کرنا وہ خاتون جنت ہیں۔ جن سے محبت رکھنے والے شہید مرتے ہیں وہ خاتون جنت ہیں۔ جن کے روضے کے طواف کی علامت اقبال تیار کھتے ہیں وہ خاتون جنت ہیں جن کی تعظیم رسول اسلام کیا کرتے تھے وہ خاتون جنت ہیں۔

مرب کے ایک شاعر نے اپنے حریف جوڑ سے خطاب کر کے کہا ہے۔

اولئك الیائی فلفنی بمشافہ اذا جمعتنا یا جدید الجماع

یہ میں میر سے باپ دادا اے جوڑ جب جمع ہیں مجھ کرے تو ہم بھی ان کے ایسے لے آؤ تو جہاں گز نہیں گئے

ہم نے خاتونِ جنت کے چند خصوصیات کی فہرست پیش کر دی ہے اب اگر کسی اور کو بھی ان کی ہمسری کا دعوے ہے تو بیشک انہیں پیش کر دیں مگر یہی خصوصیات اور صفات پیش کرنا ہوں گی جو خاتونِ جنت کے لئے ثابت ہیں۔

اگر اتنا آنحضرت کی چار بیٹیاں
خاتونِ جنت کی وہید و فرید عظمت :- حقین - زینب - رقیہ - ام کلثوم -

فاطمہ زہرا علیہا السلام تو پھر کیا وجہ ہے کہ سب سے چھوٹی شاہزادی کے یہ خصوصیات یہ کمالات یہ کرامات یہ عظمت یہ عزت و احترام یہ انتہائی انجامِ کرم و کرامتِ عالم میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ حضرت پریم و آسید و خدایہ بھی یہ منزلت حاصل نہ کر سکیں باقی تین بیٹیاں جو سن میں ان سے بزرگ بھی تھیں وہ کمرِ شرف اور فضیلت سے اس طرح محروم رہیں کہ ان کی سیرت پر کسی نے قلم اٹھایا نہ ان کے مراتب و درجات کسی کو معلوم۔ نہ ان کے فضائل و مناقب کا کسی کتاب میں ذکر اور نہ قرآنِ مقدس میں ان کی عظمت و شان کا تذکرہ نہ رسولِ اسلام کی زبان پر ان کی مدح۔ نہ کتبِ حدیث میں ان کے مدارج کا بیان۔ یا تو یہ بیان کر دیا جائے کہ سداۃً وہ مسلمان نہیں ہوئیں مشرک رہیں یا وہ نیک کردار نہ تھیں یا ان پر کوئی الزام عائد کیا جاسکتا ہے اس لئے ان کا ذکر حدیث اور تاریخ سے حوتِ غلط کی طرح محو کر دیا گیا اور جب ایسا نہیں اور یقیناً نہیں ہے تو یہ فرق بلکہ لحاظِ مزید ترجیح مروج علی الراجح بلکہ ترجیح بلا مرجح کیوں روا رکھی گئی اور یہ ایسا جرم ہے جس کی توبہ ممکن کسی نے فریاد بھی نہ کی اور خاتونِ جنت کے فضائل و مناقب سے صحاحِ مست کے باب کے باب چمک رہے ہیں۔

رسولِ اسلام کے انصاف کا تقاضا :- جب کتبِ اہل اسلام پر نظر

ملیٰ جس میں کم یا بیش خاتونِ جنت کے فضائل مذکور نہ ہوں۔ کتبِ حدیث نے تو پورا پورا باب آپ کے فضائل میں درج کیا ہے وہ کتب اس کے علاوہ ہیں جو صرف آپ ہی کی شان

میں تالیف کی گئی ہیں اور ظاہر ہے کہ فضائل و مناقب کسی نے اپنے دل سے نہیں
لکھے بلکہ جو کچھ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا اسے نقل کیا ہے۔

حدیث: بے کو بخاری نے کتاب بدر الخلق میں اور مسند احمد بن حنبل جلد ۷ ص ۲۸۲ میں امام
احمد بن حنبل نے اور صاحب کوکب مضیئہ نے ص ۷ پر یہ حدیث بھی درج کر دی ہے کہ
فاطمة سیدۃ منساہ اهل الجنة فاطمة جنت کے عورتوں کی سردار ہے

اسی طرح حدیث

فاطمة بصفة منی من فاطمة میرا حصہ ہے جس نے انہیں غضب ناک کیا
اس نے مجھے غضب ناک کیا۔

اغضبها اغضبی

کو بخاری میں جا بجا صحیح مسلم مشکوٰۃ ترمذی غرض ہر محدث بلکہ مفسرین نے بھی درج کر
کے تسلیم کیا ہے۔

تعب ہے کہ وہ رسول جو اخلاق کا مجسمہ انصاف کا پیکر عدل کی جیٹی جاگتی تصویر
تھے وہ اپنی چھوٹی دختر کی شان میں تراحدیث کے اس طرح دریا بھادیں کہ اگر آج کتب
اہل اسلام سے منتخب کر کے جمع کر لیا جائے تو ان کا بارادش نہ اٹھا سکے اور ان کی بڑی
بہنوں کی شان میں کوئی بھی ایسی بات ارشاد فرمائیں جسے محدثین درج کرتے۔ کیا وہ
رسول جو :-

انک لعلی خلق عظیم آپ یقیناً عظیم خلق والے ہیں۔

کا مصداق ہو گیا اس سے یہ انصافی اپنی اولاد کے حق میں ہو سکتی ہے اور جو اپنے
گھر میں انصاف نہ کر سکے وہ کائنات کو عدل و انصاف کا کیا درس دے گا۔

ماں ہو یا باپ کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی اولاد میں لاویہ تعزیر برتے۔ پھر جانیگے
چھوٹے کو بڑھا دے اور بڑوں کو گھٹا دے یہ نا انصافی کسی گھر میں کی جائے تو اسے ضرور
عکس کیا جاتا ہے خاص کردہ اولاد ضرور عکس کرتی ہے جس سے نا انصافی کی گئی ہو

بلکہ وہ شکایت کئے بغیر نہیں رہتی۔ بالفرض اگر باپ کا ادب ان دختران کو مانے مٹا تو کیا انہوں نے اپنی ماں حضرت خدیجہ یا کسی اور رشتہ دار سے اس نا انصافی کی شکایت کی ہے مجھے معلوم ہے کہ اس کا جواب دینا نئے تاریخ میں لغتی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حد ہے کہ ان دختران کی شادی ابوالعاص کا فر عبدہ عتیق پسران ابولہب جیسے کافر سے کر دی جائیں اور چھوٹی دختر کے لئے بڑے بڑے دو مہندہ اصحاب کی درخواستیں رد کر کے فیصلہ خدا پر چھوڑا جائے۔ خدا عرش پر نکاح کا فیصلہ کرے اور نبی فرش پر عقد پڑھیں۔ عرش پر ملک گواہ ہوں اور فرش پر اصحاب رسولؐ۔

ظاہر ہے کہ جب خاتون جنت کے عقد کا فیصلہ خدا پر چھوڑ دیا گیا تو خدا کسی کا فر یا مشرک سے عقد تجویز نہیں کر سکتا تھا۔ جہاں مسلمانوں میں ان اصحاب کبار کی درخواستیں رد کرنے کے قابل سمجھی گئیں وہاں اسی بزرگ سے عقد تجویز ہو سکتا تھا جس کا شل رسولؐ کے بعد کائنات میں کوئی مرد نہ ہو۔ اس لئے فرما دیا کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو آدمؑ سے لے کر قیامت تک نا طمہ کا ہم تپہ پیدا ہی نہیں ہوا جس سے ان کا عقد کیا جاتا۔

اسی لئے فرمایا تھا کہ تین آدمی کبھی کافر نہیں رہے۔ ایک مومن اہل یسین دوسری آسیہ بنت مزاحم تیسرے علی بن ابی طالب و تفسیر درمشورہ سیوطی) پھر زمانے میں کہ علی مرتضیٰ نے کبھی بتوں کی پرستش نہیں کی اسی لئے انہیں کم اللہ جہنہ کہتے ہیں (استیعاب علامہ ابن عبد البر۔ مسند امام ابو حنیفہ)

بعثت سے قبل حضور نبی اکرم کا دین و مذہب
 کون کہہ سکتا ہے کہ حضور نبی اکرم بعثت سے قبل مسلمان نہ تھے آپ فقط مسلمان نہیں بلکہ کائنات میں سب سے پہلے مسلمان تھے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے :-

قلامت ان کو ان اول من اسلم۔ اگر وہ کہہ دے کہ نبی محمدؐ دیا گیا ہے کہ میں پر اسلام لے آئی ہوں۔
پھر فرماتا ہے قل ان صلوٰۃ فی سبیل اللہ و صلاۃ فی سبیل اللہ و صلاۃ فی سبیل اللہ و صلاۃ فی سبیل اللہ
امت و انما اول اسلمین (پہلے رسولؐ ان لوگوں سے کہہ دو کہ میری نماز میری عبادت
میرا جینا میرا مرنا سب خدا ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے اس کا کوئی شریک
نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہوں۔

ظاہر ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ حضورؐ کی ولادت سے ہم برس تک کوئی شریعت موجود
ہی نہ ہو۔ قدرت نے کوئی زمانہ اپنی شریعت سے خللی نہیں رکھا اور نہ متواتر بعثت انبیاء
بیکار ہوئی۔ جس طرح بنی اسرائیل کے لئے موسیٰ و عیسیٰ شریعت تھی اسی طرح بنی ہمال
میں ملت ابراہیم جاری تھی اور حضورؐ کی بعثت تک جاری رہی۔ اولاد اسماعیل ان شریعت
کی مکلف تھی۔ بنی اسماعیل میں خدا کے نیک بندے خصوصاً حضورؐ کے آیا و ابدا و اس کے
پیرو تھے وہ حضورؐ کے پاک اور مقدس نور کے امانت دار تھے۔

کیا یہ ہو سکتا ہے کہ جو رسولؐ دیا جائے کہ اس نے آیا ہو۔ وہ تبلیغ سے قبل خود کسی دین
کا باندہ کسی شریعت پر عمل نہ ہو۔ اب ہاں کہ وہ ملت کیا تھی اس کا اندازہ مذکور ذیل آیات سے ہو جائے
ملکہ ایما ابراہیم تمہارے باپ ابراہیم کا دین و اتباع ملت ابراہیم حنیفا ابراہیم کے دین حنیف کی پروردگار
بعثت کے بعد حضورؐ کو حکم یا حجاب ہے کہ ملت ابراہیم کی بڑی کہ معلوم ہوا کہ ملت ابراہیم بالکل ہی تھی جس کا نام
اسلام ہے جبکہ خداوند عالم نے خود تصریح فرمادی ہے کہ وہاں ابراہیم یہود وہ نصرانی و مومن حنیفا
مسلم و ماکان من المشرکین۔ ابراہیمؑ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ وہ بچے مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے تھے۔
حضرت ابراہیمؑ بارگاہ رب العزت میں دعا کرتے ہیں و اجنبی رقیق ان عندا صنیام اور مجھے اور میری اولاد
کو توں کی پرورش سے محفوظ رکھ۔ جب خلیل و اسماعیل عبادت کعبہ تعمیر کر رہے تھے تو حضرت ابراہیمؑ یہ دعا کر رہے تھے
واجعلنا مسلمین کفر من ورتنا امة مسلمة کہے خداوند عالم دو لوگوں کو براہِ درست سرت اپنا تاجدار
رکھ اور عارفانہ ذریعہ سے بھی ایک گروہ براہِ راست اپنا تاجدار خلق فرماتا رہ۔

یہ غلط فہمی نہ ہو کہ حضور کو حضرت ابراہیم کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ عالمین کا رسول ان انبیاء کا تابع نہیں ہو سکتا
 بن کی حقیقت ان کے نزدیک پسینہ سے برقی ہو خدا نے یہ حکم نہیں دیا کہ ابراہیم کی پیروی کرو یہ حکم دیا ہے کہ ملت ابراہیم کی
 پیروی کرو دین و ملت رسول نہیں بلکہ خداوند عالم تر از مانتا ہے جب کہ ارشاد فرماتا ہے۔
 شرع حکم الدین دین کا قانون خدا نے بنایا ہے پھر فرماتا ہے۔ ان اولیٰ اناس بابراہیم للذین اتبعوا و
 خدا انہما (پیت ۱۵) ابراہیم سے زیادہ خصوصیت قرآن کو بھی جو خاص انہی پیروی کرتے تھے اور اس پیغمبر کو
 اس آیت سے واضح کر دیا کہ ابراہیم کا اتباع کرنا ہے اور میں اور عوامی اور ہے ان آیات کے مطالعہ کے بغیر کسی کو فہم
 کو بھی نہیں ہو سکتا کہ نبوت سے قبل بھی حضور کا دین اسلام تھا۔ یہاں تک کہ اس وقت ابراہیم تھا ابراہیم کے مسلمان تھے
 حضرت ابراہیم کے چچا اور کے ذکر میں خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ فلما تبیین لہ اندھ عود اللہ تبارک و تعالیٰ
 جب یہ ظاہر ہو گیا کہ آپ کا چچا اور خدا کا دشمن ہے تو انہی نے اس سے تبرک کیا۔ گئے چچا کو کہہ دیا کہ حضرت ابراہیم اس سے
 تبرک کر رہے ہیں تو بتائے ہی اپنے چچا ابولہب اور اس کے فرزندوں کو کہ فرور دشمن اسلام دیکھ کر انہی لوگوں کا نہیں بیاہریا
 یہ کہ یہ ممکن ہے اگر خدا واللہ رسول نے ایسا کیا ہو تو ملت ابراہیم کی پیروی کہاں گئی۔ اس پر طوطہ یہ ہے کہ خداوند عالم
 نے براہ راست قرآن مجید میں حکم نازل فرمایا ہے۔ ولا ان تنکحوا المشکین مشرکین سے نہ بیاہرنا۔ ایک طرف ملت ابراہیم
 ہے کہ حضرت ابراہیم بت پرست سے تبرک کرتے ہیں دوسری جانب خداوند عالم غیر مسلم الفاظ میں حکم دیتا ہے کہ مشرکوں
 کو راکھیاں وغیرہ نہ دینا ان دونوں مادیوں کے برخلاف کہ حضور سے ملنا فرمایا اور اپنی بیٹیاں مشرکوں کو دینا تو قرآن الہی کی
 مخالفت کرنا اور رسول نہیں ہو سکتا اگر مسلمان یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضور رسول برحق ہیں تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ جن لوگوں کو
 رسول کی جانب منسوب کیا جا رہا ہے وہ ان کی راکھیاں نہیں ہیں۔ اس لئے کہ یہ ممکن نہیں کہ نبوت کے قبل والد رسول
 اسلام نے خداوند عالم کے کسی نرمان پر لڑائی لڑ کیا ہو یا اس کے فرمان کی مخالفت کی ہو حضور کا یہ ارشاد امری مشہور ہے
 کہنت نبیاء و اولاد بنی الماد الطین ہیں اس وقت بھی تھا جب آدم شی اوپانی کے دیریاں تھے جو خلقت ظاہری سے
 قبل عالم نور میں نبوت پر فائز تھا کیا وہ ولادت کے بعد چالیس برس تک نبی نہیں بن سکتا بلکہ جب نبی تھا تو عالم قرآن تھا۔
 جیسے کہ ارشاد باری ہے۔ المؤمن علم القرآن خلق الانسان علیٰ علیان۔ قرآن نے پہلے قرآن پڑھا یا پھر انسان
 کو خلق فرمایا اسے بیان کھلا دیا۔ تو یہ کہ یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ حکم قرآن کے خلاف اپنی دستور کا خدا کا فردا سے کرے

جب کہ قرآن مجید کے دوسرے پارہ میں ہے۔ دلائل مشکوٰۃ میں بھی بیسیوں کا نکاح مشرکوں سے نہ کرنا۔ اگر آپ کو کسی کو شک ہو تو پشت سے نکل آپ کا کوئی ایسا عمل دکھا دے جو آیت قرآن کے خلاف ہو اگر آپ نکل سے عالم قرآن نہ تھے تو خداوند عالم کیوں فرماتا ہے دلائل القرآن میں نکل ان یقضیٰ ایک وحید۔ قرآن پڑھنے میں جملہ لایا کیا کہ جب تک ہی پوری نہ ہو جائے کہ اس لئے کاجی جو نکل پڑی دجی نہ کرنا تھے قطعاً سے نکل آپ قرآن پڑھ رہا کرتے تھے جس کی نشانی ہے مشکوٰۃ القرآن جو اس کے متعلق اس قسم کا شک نہ ہو مٹیم ہے۔

بڑی باتوں کا نکاح ان سے کیا جائے جن کے باپ کے لئے یہ آیت نازل ہوئی
تبت پیدا ابی مہب و تب الخ اور چھوٹی دختر کا نکاح
اس سے کیا جائے جس کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی
انما یدعیہ اللہ لئذ ھب عنکم الذمبی الخ

کرم در عدل والنصاف کے خلاف ہے کہ نص صریح قرآن کے خلاف تین
لڑکیوں کا نکاح وہ رسول مشرکین سے کر دے جو منقریب اس آیت کی تبلیغ
کرنے والا ہے اور چھوٹی دختر کے لئے اصحاب کی درخواستیں بھی رو کر دی
جائیں اور خداوند عالم عقد کا فیصلہ کرے۔ حالانکہ حضور نبی اکرم نے قبل از بعثت
بھی کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو آنے والے احکام کے خلاف ہو۔ ملاحظہ ہو۔

(مکتوبات احمد سرہندی جلد ۳ ص ۳۶)

کیا بات رسول اقرین میں ہیں :- جب آیت

واستدر عشیرتک لا تقربین الخ اور اپنے زیادہ قریبوں کو

نازل ہوئی تو رسول اسلام نے فرمایا کہ اے نبی بندہ مناف میں تم کو خدا سے غنی نہیں
کر سکتا۔ اے عباس میں تم کو خدا سے بے پرواہ نہیں کر سکتا۔ اے میری چھوٹی بیٹی
میں آپ کو خدا سے مستغنی نہیں کر سکتا۔ جو مال چاہے

مجھ سے طلب کرو مگر میں تم کو خدا سے غسنی نہیں کر سکتا۔ (صحیح بخاری المجلد ۲ ص ۲۰۷)
اس آیت کا خصوصاً اقربین سے تعلقی ہے یعنی آنحضرت کے زیادہ قریبیوں
سے اور بیٹیوں سے زیادہ قریبی کون ہو سکتا ہے۔

صفیہ چچو بھی اور عباس چچا ہیں۔ ان کا نام بھی اقربین میں آگیا مگر ان بنات کا کیوں
ذکر نہیں جنہیں بنات رسول کہا جاتا ہے۔

سند نامی ایک لڑکی جس نے حضرت خدیجہ
بند کو خواہر فاطمہ ہونے پر ناز :- کے گھر پرورش پائی تھی وہ اکثر بطور غفر
کہا کرتی تھی کہ میری برابر ہی کون کر سکتا ہے اس لئے کہ میری ماں خدیجہ الکبریٰ، باپ
رسول خدا، بھائی قاسم اور بہن فاطمہ زہرا ہیں (صحاح ابن قتیبہ ص ۴۳)

ہند نے اس منہ بولے اور عارضی رشتہ پر حضرت فاطمہ کو بہن کہہ مگر جو ان کی
بڑی بہنیں کہی جاتی ہیں ان میں سے کسی کا نام نہیں لیا۔ آنا بھی نہیں کہا کہ فاطمہ وغیرہ

بنت اور بنات کی تحقیق لغت عرب قرآن کی روشنی میں

سب سے زیادہ اس اشتباہ کا سبب زینب، ام کلثوم اور رقیہ کے ناموں کے
ساتھ کتب اہل سنت میں سو فیصدی اور کتب شیعہ میں کہیں کہیں لفظ بنت
رسول اللہ کا اندراج ہے اس لئے اس کی تحقیق ضروری ہے کہ بنت و بنات کی
حقیقت کیا ہے اور ان کا استعمال کہاں ہوتا ہے اور مذکورہ لڑکیوں کو بنت یا
بنات رسول کیوں کہا گیا۔

بنت اور بنات کسی کا نام نہیں بلکہ یہ الفاظ نسبت ظاہر کرتے ہیں۔ ماں باپ
کی طرف منسوب کر کے لڑکے کو ابن اور لڑکی کو بنت کہا جاتا ہے اسی طرح اولاد کی

کی طرف منسوب کر کے باپ کو اب - اور ماں کو ام - کہا جاتا ہے مگر عرف عام بلکہ قرآن مجید سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اب دام یا ابن و بنت ایک ہی قسم کے ماں باپ یا اولاد کے لئے بولے جاتے ہوں اور اگر یہ ثابت ہو جاوے تو یہی مذکورہ دختران کے حقیقی دختران رسول تسلیم کر لینے میں کیا عذر ہو سکتا ہے لیکن اگر قرآن مقدس اور عرف عرب سے یہ ثابت کر دیا جائے کہ اب دام اور ابن و بنت حقیقی ماں باپ اور صلیبی اولاد کے علاوہ بھی بولے جاتے ہیں - تو پھر لفظ بنت کے استعمال سے کوئی لڑکی صلیبی لڑکی ثابت نہ ہو سکے گی بلکہ یہ ہم محتاج تحقیق رہے گا - روایت و روایت سے جو صحیح ثابت ہوا اسے تسلیم کیا جائے گا -

(ابن و بنت و اب و ام کا استعمال)

ان الفاظ کا استعمال صلیبی رشتہ کو کیا انسان میں بھی منحصر نہیں ہے بلکہ حیوانات، نباتات، جمادات، فلکیات پر بھی اپنی مناسبت سے کیا جاتا ہے جیسے گھاس سس کو بنت سے لاریں - انجور کی شراب کو بنت سے الغنیہ - اونٹ کے شیر خوار بچہ کو ابن لبون - اونٹ کو ابوا یوبہ - زبے کو ابن العرس سے اور قطب شمالی کے قریب سات ستاروں کو بنات النقیش اور جو وقت کا ساتھ دے اسے ابن الوقتہ بولتے ہیں اور جب کسی کی مرضی ہو کرنا ہو تو کہتے ہیں صوابن کذا اور مسافر کی کینت قرآن مجید میں ابن السبیل سے ہے اور مکہ معظمہ کی کینت ام العقیل سے ہے - اسی طرح ایک مناسبت سے حضرت علی رضی کی کینت ابو ترابہ ہے - آنحضرت ام ابن کو جنہوں نے آپ کی تربیت کی عقی ماں کہا کرتے تھے سالانہ ان میں سے کوئی بھی نہ کسی کی ماں ہے نہ باپ راستیغاب علامہ ابن عبد البر حاشیہ اصحاب فی تہذیب الصواب ص ۲۵ طبع مصر

حضرت یعقوب کے باپ ان کی اولاد کی زبان پر۔

ماں باپ یا
بیٹا بیٹی

لئے ملاحظہ ہو ارشاد رب العزت :-

ام كنتم شهداء افحصر يعقوب الموت
اذ قال لبيبة يا بني ما تعبدون من بعدى
قالوا نعبد الهك والها اباك ابراهيم
واسماعيل واسحاق الهما واحد
ونحن لى مسلمون

کیا تم لوگ اس وقت حاضر تھے جب یعقوب
کی موت کا وقت آپنہا جب یعقوب نے
اپنے فرزندوں سے سوال کیا۔ اے میرے بچو
میرے بعد کس کی عبادت کرو گے۔ سنبھ
عرض کیا اس خدا کی عبادت کریں گے جو آپ کا
اور آپ کے باپوں ابراہیم و اسماعیل و اسحاق
کا خدا ہے اور سر تسلیم ان کے اگے خم ہے

اسی آیت میں یعقوب کے فرزندوں نے اپنے باپ سے اقرار کیا ہے کہ ہم آپ
کے باپوں کے مذہب پر رہیں گے اور وہ باپ ابراہیم و اسماعیل و اسحاق ہیں۔ حالاں کہ
یعقوب کا باپ ایک ہی ہو سکتا تھا جس کے صلب سے وہ تھے۔ اس کے بعد انہوں
نے یعقوب کے باپوں کے نام اس طرح لئے ہیں۔ پہلا باپ ابراہیم جو حضرت یعقوب
کے دادا تھے۔ دوسرا باپ اسماعیل جو حضرت یعقوب کے چچا تھے۔ تیسرا باپ اسحاق
جو ان کے والد ماجد تھے اور جن کے وہ صلیبی فرزند تھے۔ لفظ ابا کی فہرست میں
فرزندان یعقوب نے پہلے دادا کا نام لیا پھر چچا کا اور سب کے آخر میں اہل باپ کا۔
حضور نبی اکرم کسی کے باپ نہیں :- نبی کے لئے یہ ارشاد ہے۔

وما كان محمد اباً احدا من رجاك وكفى
خدا کا رسول اور سب نبیوں کا آخر ہے۔

رسول الله وخاتم النبيين

یہ اعلان اس لئے فرمایا گیا کہ آنحضرت نے زید کو بالامتنا اور لگ رواج کے مطابق آپ کو اس کا باپ اور اسے آپ کا بیٹا کہتے تھے اور قریش میں یہ رواج تھا کہ وہ پروردہ فرزند کو صلیبی اولاد کی طرح پالنے والے کا وارث سمجھتے اور اس کی زوجہ کو موت یا طلاق کے بعد واقعی بہو کی طرح ہمیشہ کے لئے پالنے والے پر حرام سمجھتے تھے حالانکہ یہ دونوں رسیں غلط تھیں اس کی تردید کے لئے جب زید نے زینب کو طلاق دی تو حکم فرمایا کہ آپ زینب سے نکاح کر لیں تاکہ غلط رسم مٹ جائے اور لوگ سمجھیں کہ حقیقی اولاد اور پروردہ میں کیا فرق ہے اس لئے اعلان فرمادیا کہ محمد تم میں سے کسی کا باپ نہیں ہے۔

زید غیر خاندان کا فرد تھا۔ جب غیر کے بچہ کو متبنیٰ بنالیا جیسے تو اسے مادرِ حلو :- فرزند اور پالنے والے کو باپ سمجھنے لگتے ہیں تو جب جانتے ہیں کہ وہ لڑکا یا لڑکی جو اپنی زوجہ کے پہلے شوہر سے ہوا اور دوسرے شوہر کے گھر آکر پلے بظاہر ہے کہ وہ بچے اپنی ماں کے دوسرے شوہر کو باپ اور یہ انہیں بیٹا یا بیٹی کہتے ہیں حالانکہ زید صلیبی اولاد اور نہ وہ ان کا حقیقی باپ ہے۔

اسی بنا پر عزیز مصر نے حضرت یوسف کے بارے میں کہا تھا کہ

عنقوان یفبعنا اذ اتخذنا ولدًا
قريب ہے کہ یہ ہیں نفع دے یا ہم اسے
سند زند بنالیں۔

وردہ کہاں عزیز مصر اور کہاں حضرت یوسف حضرت یعقوب کے فرزند اکابرنا
پر آیا میں ہوں میں حکم یہ تھا کہ

ہم اپنے فرزند لے آئیں اور تم اپنے فرزند لے آؤ
مگر حضور فرزندوں کی جگہ ام حسن اور ام حسین علیہما السلام کو لے گئے جو ان جیسی
فرزند نہیں ان کی دفتر کے فرزند تھے۔

اسی طرح جب جنگ موتہ میں حضرت جعفر طیار شہید ہو گئے اور سرور کائنات
نے ان کے گھر جا کر تعزیت کی۔ اسامہ بنت عیس اور فرزندوں کا گریہ دیکھا دیکھ کر
ان کے بچوں اور امیر المؤمنین کی پیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

نباتنا بنینا ہمارے لڑکیاں ہمارے لڑکوں کے لئے ہیں

(حیات القلوب)

حالانکہ وہ جعفر طیار اور امیر المؤمنین کی اولاد تھی کہ آنحضرت کی۔ جعفر طیار کے
بچے آپ کے بھتیجے تھے اور امیر المؤمنین کی شاہزادیاں تو اسیاں تھیں۔
یہی وجہ ہے کہ جب صلیبی اولاد کی خصوصیت مفقود ہو تو اس کی تشریح کر دی جاتی
ہے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے۔

وَعَلَّاسِلْ اِبْنَاءَكُمْ الَّذِيْنَ مِنْ اَمْلَاقِكُمْ تَمَارِے اَنْ يَّبْطُوْا كِيَّوْرِيَّاءٍ حَرَامٍ مِّمَّنْ يَّجُوْءُكُمْ
(پ م ۱۵) صلب سے ہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ بیٹے اور بیٹیاں صلیبی بھی ہوتی ہیں اور غیر صلیبی
جیسے پوتیاں، نواسیاں، بھتیجیاں، بھانجیاں، منصفی، ریسر، مادر جلو وغیرہ۔
نبی کے ماں باپ بت پرست یا بت تراش نہیں ہو سکتے مگر قرآن مجید میں ہے۔

واذ قال ابراهيم لابنيه آذر اور جب ابراہیم نے اپنے باپ آذر سے

کہا حالانکہ آذر آپ کا باپ نہیں بلکہ چچا تھا آپ کے والد ماجد کا نام تارخ تھا۔

جیسا کہ کتب تفسیر و تاریخ میں موجود ہے۔

اسی طرح قرآن مجید میں ہے۔

وفادى لزوج ابنه يابنى اركب معنا اور نوح نے اپنے بیٹے کو اواز دی اے فرزند

ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔

حالانکہ وہ حضرت نوح کا فرزند نہ تھا آپ کی زوج کا پہلے شوہر سے فرزند تھا

آپ کے گھر میں پرورش پاتا رہا رابعین علامہ فخر الدین رازی ص ۳۳۳ جمع حیدر آباد وکن
مذکر التنبیہ وحقائق التاویل علامہ محمود نسفی ص ۳۳۳ تفسیر بیضاوی۔ تفسیر کشف

ز مختصری

فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ پسر نوح ان کی اولاد میں ہر کسی طرح شمار ہونے لگا جیسے
ابلیس ملائکہ میں۔

ہر ملکان جب ازواج بنی میں سے کسی کا نام لیتا ہے تو کہتا ہے۔

ام المؤمنین :- ام المؤمنین ام سلمہ یا ام المؤمنینہ عائشہ وغیرہ (یعنی مومنوں کی ماں)
مگر کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ وہ کس لحاظ سے سب مومنوں کی ماں ہیں اور مومن ان کے بیٹے
ہیں۔ انہیں اس لئے ماں کہا گیا ہے کہ ازواج بنی ہیں۔ جو شہر باپ کے تحت ان سے ہمیشہ
عقہ اسی طرح حرام رہے جیسے ماں سے۔ اور شادوب العزت ہے۔

البنی اولی بالمؤمنین من انفسہم۔ نبی مومنوں کے نفسوں کا حاکم ہے اور ان
دائرہ راجعہ امہاتہم کی بیٹیاں ان کی بائیں ہیں۔

بد حال اس سے :- اندازہ تو سوچا کہ رسول اسلام کی زوجہ ہونے کے لحاظ سے نبی
ماں کہا جاسکتا ہے اور جب مومنین ان کے بیٹے اور سب مومنات ان کی بیٹیاں ہیں تو
اگر اسی لحاظ سے زینب ورقیہ و ام کلثوم بھی بیٹیاں تھیں تو اس پر کسے اعتراض ہو
سکتا ہے۔ اسی لئے ازواج بنی کو ام المؤمنین کہا گیا ہے ام المومنات نہیں کہا گیا اس لئے کہ مومنات
سے عقیدہ کا سوال ہی پیدا ہوتا۔

ملت اسلام میں کوئی ایسی ذرہ نہیں

حضرت ابراہیم بھی باپ ہیں :- چاہے کسی نسل کسی قوم کسی خاندان
سے اور کسی ملک کا باشندہ ہو ان سب کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔
جیسا کہ انشاء رب العزت ہے۔

ملتہ ابیکم وبراہیم اسلام تمہارے باپ ابراہیم کا مذہب ہے۔

ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مرت بنی اسماعیل و بنی اسرائیل کے جد اعلیٰ ہونے کی وجہ سے ان کے باپ ہیں۔ مگر قرآن مجید نے انہیں سب مسلمانوں کا باپ کہا ہے اس لئے کہ انہوں نے دین حق تعلیم دیا تعلیم دینے والا بھی روحانی باپ ہوتا ہے۔

یہ سات قسم کے ماں باپ قرآن مجید سے
سات قسم کے ماں باپ :- ثابت ہیں، جتنے قسم کے ماں باپ ہو سکتے ہیں۔ اتنی قسموں کے لئے اور ٹوکیاں ہو سکتی ہیں۔ لہذا صرف لفظ نباتات سے یہ سمجھ لینا کہ وہ ضرور صلیبی نبات ہیں یہ لغت و قرآن و حدیث سے ناواقف ہونے کا نتیجہ ہے۔

لہذا اگر زینب درقیہ و ام کلثوم کو تاریخ میں بنت رسول لکھا گیا ہے تو اس سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضور کے گھر ملیں۔ مگر یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کی صلیبی اولاد تھیں۔ اسلام کے ابتدائی دور میں انہیں اس لئے نبات رسول کہا گیا کہ وہ آپ کے گھر میں پرورش پاتی رہیں۔ بالکل اس طرح جیسے زید کو ابن رسول کہا جاتا رہا۔

اس کے بعد جب بنی امیہ کے دور میں احادیث رسول کی کاپیاں پلٹ دی گئی اور وضع احادیث کے لئے حکم قائم کر دیا گیا اور درہم و دینار کی تقسیم کے لئے توڑوں کے منہ کھول دیئے گئے۔ جیسا کہ اس کی تفصیل شرح ابن ابی الحدید متحرری میں درج ہے۔

تو ان پروردہ ٹوکیوں کو صلیبی ٹوکیاں بنانے میں کیا دیر لگتی تھی۔ اپنا ملک اپنی حکومت اپنے راوی، اپنے قاضی، اپنی دولت اور انعام اپنے مورخ، اپنے مولف، اپنے کاتب اپنا پریس۔ روایت سازی کی مشینیں چل رہی تھیں۔ ایسے دور

میں ان لوگوں کو نبات رسول بنا دینے میں کیا دیر لگتی تھی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔
اصلی حدیثیں پر بندش لگا کر وضعی احادیث حسب فتواء تیار کی گئیں۔
صحیح مسلم جلد اول مطبوعہ مصر ص ۱۳۰۔ تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی ص ۱۹۷
نصائح کافیہ ص ۶

اقتدار کے شوق میں کسی کو آنحضرت کی یہ حدیث یاد نہ رہی۔
من کذب علی متعمداً املیتہ آ۔ جو شخص مجھ پر عمدتاً جھوٹ باندھے وہ
مقعد من الناس۔ دوزخ کے لئے تیار ہو جائے۔

رعصمت رسول ص ۱۱۰ بحوالہ فجر الاسلام ڈاکٹر احمد امین مصری ص ۲۱۱
اموی حکومت نے نبات رسول کو صلیبی ثابت کرنے پر اس لئے زور دیا کہ
امیر شام اپنے آپ کو حضرت عثمان کا وارث سمجھتے تھے کہ میری عظمت ان کی
عظمت ثابت کرنے پر موقوف ہے۔ اس لئے رسول کی پروردہ لوگوں کو ان
کی صلیبی لوگیاں مشہور کر کے حضرت عثمان کو دانا و رسول اور ذوالنورین کے لقب سے
ملقب کر کے حضرت امیر المومنین کے مقابلہ میں ان کی فوقیت ثابت کرنا چاہتے
تھے۔ انہوں نے یہ نہ سوچا کہ حکومت کا زور اور جبر و قہر ایک محدود وقت تک چل
سکتا ہے۔ واقعات پر قیامت تک پروردہ نہیں ڈالا جاسکتا۔

یہ لوگیاں جو یکے بعد دیگرے حضرت عثمان کے عقد میں آئیں یہ وہی لوگیاں تو نہیں
جو اس سے قبل عقبہ و عقیق پسران ابولہب کے عقد میں رہیں۔ اگر یہ لوگیاں ان کے
ذوالنورین ہونے کا سبب ہیں تو یہی لازم آتا ہے جن کے چراغ ابولہب کے گھر
روشن رہے کیا انہیں ذوالنورین کہا جاسکتا ہے اسی طرح جو شرف انہیں دامادی
رسول سے حاصل ہے وہی شرف عقبہ و عقیق کو حاصل رہا ہے۔ بلکہ انہیں تقدم
حاصل ہے۔ پھر ایسے شرف کے ذکر سے کیا فائدہ جو خود داغدار ہو۔

اولاد رسول کی تعداد میں اختلاف عظیم

تیرہ ہوسال سے زیادہ مدت گزر گئی۔ مگر آج تک مسلمان یہ فیصلہ نہ کر سکے کہ آنحضرت کی اولاد کی تعداد کیا تھی۔ کوئی چھ بتلاتا ہے کوئی آٹھ کوئی دس کوئی بارہ کوئی اس سے بھی زیادہ اس پر طرہ یہ ہے کہ چار لوگوں میں کسی کو اختلاف نہیں۔ زینب، ام کلثوم، رقیہ، فاطمہ زہرا علیہما السلام حالانکہ لوگیاں پر وہ نشین تھیں جنہیں صرف گھر والے دیکھ سکتے تھے۔ جس قدر اختلافات ہیں۔ وہ صرف لوگوں میں ہیں جنہیں دن رات سب دیکھتے رہتے تھے۔ اس کا سبب دور اموی کی روایت ساز بیوں کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ چار لوگیاں سرکاری تعداد تھیں۔ اس لئے اس میں اختلاف نہیں ہو سکتا تھا۔ اور لوگوں کی تعداد سے حکومت کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ مگر ان روایت سازوں کو ان کے متعلق بھی کچھ نہ کچھ کتنا ضرور تھا۔ اس لئے جس نے جیسا سن پایا لکھ دیا۔ یہاں تک کہ اولاد رسول کی تعداد ۱۷۰ سے بھی بڑھ گئی۔

علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ ابراہیم کے علاوہ آپ کی سب اولاد حضرت خدیجہ الکبریٰ سے تھی۔ زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ زہرا علیہما السلام میں کوئی اختلاف نہیں البتہ لوگوں میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ چار ہیں قاسم، عبد اللہ، طیب، طاہر اور کوئی کہتا ہے کہ نہیں عبد اللہ کا نام طیب ہی ہے کیونکہ وہ بعثت کے بعد پیدا ہوئے۔

(استیعاب علامہ ابن عبد البر حاشیہ اصباح فی تفسیر الصحابہ جلد اول صفحہ ۳۸ طبع مصر)

اصباح میں ہے کہ حضرت خدیجہ کے بطن سے اولاً برکہ پیدا ہوئی پھر

زینب پھر رقیہ پھر فاطمہ زہرا پھر اسم کلوٹوم (اصحابہ فی تہذیب الصحابہ جلد ۴ ص ۱۵۷ طبع مصر)

اس کے بعد یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ برکہ کا نام غلط فہم ہو گیا ہے روایات سے اس کی توثیق نہیں ہوتی۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ گھر کی خادمہ تھی اور وہی زینب کی خدمت کرتی رہی۔ اس لئے اسے بھی آنحضرت کی دختر سمجھ لیا گیا اور درج ہو گیا (اصحابہ فی تہذیب الصحابہ جلد ۴ ص ۲۲ طبع مصر)

روضۃ الاحباب میں ہے کہ آپ کی چار لڑکیاں اور تین لڑکے تھے۔ قاسم عبد اللہ، ابراہیم اور طیب طاہر عبد اللہ کا لقب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ پانچ فرزند تھے۔ قاسم، عبد اللہ، ابراہیم، طیب، طاہر۔ (روضۃ الاحباب جلد اول ص ۴۷۸)

علامہ شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ حضور کے فرزندوں میں قاسم عبد اللہ طیب، طاہر اور عبد مناف کے علاوہ آپ کے ایک فرزند کا نام عبد العزیٰ بھی تھا یہ روایت خود امام بخاری کی تاریخ صغیر میں موجود ہے۔ لیکن یہ روایت اگر صحیح بھی ہو تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیونکر استدلال ہو سکتا ہے۔ حضرت خدیجہ اسلام سے پہلے بت پرست تھیں انہوں نے یہ نام رکھا ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک غضب ارشاد پر مامور نہیں ہوئے تھے۔ آپ نے تعرض نہ فرمایا ہو گا۔ (رسیدۃ النبی جلد اول ص ۱۲۹)

شاہ عبدالحق دہلوی فرماتے ہیں کہ جن پر اتفاق کیا گیا ہے وہ پھر ہیں دو فرزند قاسم و ابراہیم اور چار لڑکیاں زینب، رقیہ، اسم کلوٹوم، فاطمہ زہرا باقی میں اختلاف ہے۔ بعض نے طیب و طاہر کو بھی آپ کا فرزند ظاہر کیا ہے لہذا

یہ آٹھ ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ قاسم و ابراہیم کے علاوہ عبداللہ بھی تھے جو مکہ معظمہ میں کم سنی میں فوت ہوئے انہی کو طیب طابہ کہتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ دور اسلام میں پیدا ہوئے تھے۔ اکثر علماء انساب کا یہی خیال ہے اور دارقطنی کہتے ہیں کہ یہی قول ثابت ہے لہذا سات اولادیں ہوئیں تین لڑکے اور چار لڑکیاں اور اسی دارقطنی کی روایت مواہب لدنیہ میں یہ ہے کہ طیب و طاهر دونوں فرزند عبداللہ کے علاوہ ہیں۔ لہذا پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں کل نو ہوئے۔ اور بعض راویوں کا بیان یہ ہے کہ طیب و مطیب ایک حمل سے اور طاهر و مطہر ایک حمل سے پیدا ہوئے ہیں۔ لہذا گیارہ اولادیں ہوئیں ایک روایت میں ہے کہ بعثت سے قبل ایک اور لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام عبد مناف تھا۔ ابواسحاق کہتا ہے کہ یہ لڑکے قبل از بعثت ابراہیم کے علاوہ انتقال کر گئے۔ شیرخوارگی کی حالت میں۔ حالانکہ باقی راوی یہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بعثت کے بعد پیدا ہوئے۔ اس لئے اسے طیب و طاهر کہتے تھے اگر یہ سب اقوال درست ہیں تو آپ کی چار لڑکیاں اور آٹھ لڑکے ثابت ہوتے ہیں جن میں قاسم، ابراہیم و دو پراتفاق ہے اور عبد مناف، عبداللہ، طیب، مطیب، طاهر مطہر ان چھ میں اختلاف ہے۔ یہ سب ابراہیم کے علاوہ حضرت خدیجہ سے تھے یہ تمام ذکر مواہب لدنیہ سے لیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ نئی بات ضرور ہے۔

(مدارج النبوة جلد ۲ ص ۵۳)

یہ چند روایات صرف بطور
مذکورہ روایات کا حیرت انگیز نتیجہ :- نمونہ پیش کی گئی ہیں۔ ان کے مطالعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بنات رسول کے لئے جن علماء کرام کا فیصلہ اہل سمجھا جاتا ہے کہ اس پر آفتاب نیم روز سے زیادہ یقین ہے۔

ان کی نظر میں راہبر و کائنات کے دو فرزند بھی ہیں۔ قاسم، ابراہیم اور تین فرزند بھی ہیں۔ قاسم و ابراہیم و عبد اللہ اور پانچ فرزند بھی ہیں۔ قاسم، ابراہیم، عبد اللہ، طیب و طاہر اور سات فرزند بھی ہیں۔ قاسم، ابراہیم، عبد اللہ، طیب و مطیب، طاہر و مطہر اور نو فرزند بھی ہیں۔ قاسم، عبد العزیز، عبد مناف، عبد اللہ، طیب، مطیب، طاہر و مطہر۔ ابراہیمؑ۔

(۲) اور یہ بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ کی اولاد کے نام عبد اللات، عبد العزیز وغیرہ بھی ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، اس سے رسالت کے ماننے پر شک نہیں آتی۔ اگر بغرض محال یہ مان لیا جائے کہ یہ نام خدیجہ نے رکھا ہوگا تو بھی اولاد یہ کمال سے ثابت ہوا کہ حضرت خدیجہ بت پرست تھیں۔ جب تک کہ ان کی بت پرستی ثابت نہ کر دی جائے حالانکہ بعثت رسولؐ سے قبل ملت ابراہیمی موجود تھی اور حضرت ابراہیمؑ کی دعاء

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا حَقَّ مُسْلِمَةٌ لَكَ
ہماری اولاد میں سے امت مسلمہ قرار دے۔

کا بھی یہی تقاضا تھا کہ ہر زمانہ میں حقہ مسلمہ کا وجود رہے اور وہ حضرت عبد المطلب، حضرت عبد اللہ، حضرت آمنہ، حضرت ابوطالب، حضرت فاطمہ بنت عبد المطلب، حضرت حلیمہ اور حضرت خدیجہ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے جن کی بت پرستی کسی کتاب سے ثابت نہیں ہے۔

اس کے علاوہ وہ کون سی اولاد ہے جس کا نام مان اپنی مرضی سے رکھ لے اور باپ کی رائے کا اس میں دخل ہی نہ ہو۔ حالانکہ حضورؐ کے جد امجد حضرت عبد المطلب نے جب آپؐ کا نام محمد رکھا اور قریش حقیقہ کے لئے جمع کئے گئے۔ تو وہ شکایت کرتے رہے کہ پوتے کا نام عبد العزیز یا عبد اللات کیوں

نہیں رکھا۔ مگر عبدالمطلب نے جواب دیا کہ مجھے یہی حکم ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے یہ نام گوارا نہ کئے حالانکہ وہ نہ نبی تھے اور نہ امام اور نہ کسی ایسے منصب پر فائز ہونے والے تھے۔ مگر وہ بھی یہ جرأت نہ کر سکے۔ اور رسول اسلام کے فرزند کا نام عبدالعزیٰ رکھ دیا جائے اور انہیں اس کا احساس بھی نہ ہو۔ کس قدر حیرت ہے۔

رس، اور یہ بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ بروکہ "نامی لڑکی جسے زینب کی خدمت کے لئے گھر رکھا گیا تھا، مورخین کرام اسے بھی دفتر رسول فرمایا۔ جب ایک خادمہ پر دفتر ہونے کا شبہ ہو سکتا ہے، تو کیا ان پروردہ لڑکیوں پر نہیں ہو سکتا کہ جو بالذوالخوامر حدیجہ کے شوہر کے مرنے کے بعد اول سے آخر تک اسی گھر میں پلنی رہی ہوں۔ اور اس گھر میں پرورش پائی ہو جہاں اپنی اولاد اور پروردہ لڑکیوں کے درمیان تربیت کے معاملہ میں کوئی فرق نہ برتا جاتا ہو۔ بلکہ جہاں خلقِ محرم رسول کفار کے لئے بھی جب کسی ملک سے آتے ہوں تو اپنی روادار بلور فروش بچھا دیتے ہوں اس گھر میں یتیموں کی پرورش کس انتہا تک کی جاتی ہوگی۔

رس، پھر معزز ناظرین نے یہ بھی اندازہ فرمالیا ہوگا کہ تاریخ کے یہ سارے اختلافات صرف اولاد کو ریس ہیں جن کو سب نے دیکھا بھالا تھا۔ مگر پروردہ نشین بیٹیوں کی تعداد میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ جنہیں صرف گھر والے ہی دیکھ سکتے تھے۔ کیا اب بھی یہ سمجھ میں نہیں آسکتا کہ کچھ دال میں کالا ہے۔ دختران میں صرف بروکہ کا اضافہ ہو گیا تھا مگر فوراً اس کی تردید کر دی گئی۔ مگر فرزندہین کے لئے نہ کسی راوی نے اور نہ کسی عالم نے نہ اس طرح تائید فرمائی اور نہ تردید۔

جو امت آج تک یہ فیصلہ نہ کر سکی کہ اولاد رسول کی تعداد کس قدر تھی۔ اسے یہ کہنے کا کیا حق حاصل ہے کہ زینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ زہرا یہ چاروں ضرور آنحضرت کی صلبی بیٹیاں تھیں۔

تاریخ ولادت و وفات رسول میں مسلمانوں کا اختلاف

یہ تو اولاد کا ذکر ہے مسلمان تو آج تک یہ فیصلہ بھی نہیں کر سکے کہ حضور کی ولادت با سعادت کس تاریخ ہوئی اور رحلت کس تاریخ فرمائی حالانکہ حضور نے جنگل میں نہیں اپنے شہر مدینہ منورہ میں اور اپنے گھر میں انتقال فرمایا تھا ۲ ربیع الاول سے لے کر ۱۲ ربیع الاول تک ولادت کی روایات بھی ہیں اور رحلت کی بھی اس لئے ۱۲ ربیع الاول بارہ وفات مشہور ہو گئی۔ حالانکہ جب ایک ہی گھر میں ایک ہی دن ولادت بھی ہو اور وفات بھی تو غم کو ترجیح دی جاتی ہے خوشی نہیں منائی جاتی کوئی پوچھے کہ یہ حضور کی ولادت کی خوشی ہے یا وفات کی یا کسی اور بات کی جہاں تک مذہب شیعہ کا تعلق ہے ان کے یہاں حضور کے ولادت کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول ہے جس دن وہ میلاد اور محفل مسرور منعقد کرتے ہیں اور رحلت کی تاریخ ۸ صفر ہے جس دن وہ مجلس عزاء منعقد کرتے اور جلوس تابوت نکالتے ہیں بچے بھی دیکھ کر سمجھ جاتے ہیں کہ ولادت کس دن ہوئی اور رحلت کس دن فرمائی۔

اولاد رسول کی ترتیب میں شدید اختلاف

حضور نبی اکرم کی اولاد امجاد میں کوئی ایسا بیٹا یا بیٹی نہیں جس کے بڑے میر یا چھوٹے ہونے میں اختلاف نہ ہو اور جس کا آج تک فیصلہ ہو سکا ہو۔

علامہ ابن عبد البر تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی اولاد میں بلا اختلاف زینب اکبر اولاد میں پچرام کلثوم پھر رقیہ اور پھر ایک روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سب میں چھوٹی ہیں (استیعاب ابن عبد البر بر حاشیہ اصحابہ فی تمیز الصحابہ جلد اول ص ۳ طبع مصر)

اصحابہ میں ہے کہ آپ کی اولاد کی ترتیب یہ ہے قاسم پھر برکہ پھر زینب پھر رقیہ پھر فاطمہ زہرا۔ پچرام کلثوم راصحابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۲ ص ۲۵ طبع مصر) اسی اصحابہ میں ہے کہ زینب اکبر بنات نبی ہیں۔ بلا اختلاف مگر ان کے بعد رقیہ ام کلثوم اور فاطمہ زہرا میں اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ ام کلثوم اصغر بنات ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ فاطمہ زہرا (اصحابہ جلد ۲ ص ۳۰ و ص ۳۱) اسی اصحابہ میں ہے کہ اس امر میں اختلاف ہے کہ قاسم پہلے پیدا ہوئے یا زینب۔ ماں اس پر اتفاق ہے کہ لڑکیوں میں زینب بڑی تھیں۔ راصحابہ جلد ۲ ص ۳۱ استیعاب ابن عبد البر حاشیہ اصحابہ جلد ۲ ص ۱۱۱ طبع مصر) روضۃ الاحباب میں ہے کہ آنحضرت کی لڑکیوں میں زینب سب سے بڑی ہیں (روضۃ الاحباب جلد اول ص ۲۵)

علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ رقیہ اصغر بنات رسول میں۔ جب جانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔

(استیعاب ابن عبد البر ص ۶۷)

اصحابہ میں ہے کہ زینب بلا اختلاف اکبر بنات رسول ہیں۔ البتہ رقیہ فاطمہ زہرا اور ام کلثوم میں اختلاف ہے اکثر اس ترتیب کے قائل ہیں۔ جب جانی کہتے ہیں کہ رقیہ اصغر بنات ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ فاطمہ زہرا اصغر بنات رسول ہیں۔

علامہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ترتیب یہ ہے۔ زینب، رقیہ
 ام کلثوم، فاطمہ زہرا و مدارج النبوة جلد ۲ ص ۵۲۳
 روضۃ الاحباب میں یہ ترتیب بیان کی گئی ہے۔ قاسم، عبد اللہ، ابراہیم
 زینب، رقیہ۔ ام کلثوم، فاطمہ زہرا۔
 روضۃ الاحباب ص ۴۱۱

علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ ترتیب یہ ہے۔ زینب، قاسم، ام کلثوم
 رقیہ، عبد اللہ، المشتبر، طیب طاہر۔
 الاستیعاب ابن عبد البر ص ۴۲۹
 اسی استیعاب میں ہے کہ ام کلثوم بنت رسول خدا جن کی والدہ خدیجہ
 میں مصعب کے بیان کے مطابق فاطمہ اور رقیہ سے قبل پیدا ہوئیں۔ مگر
 اکثر اہل علم انساب و اخبار نے اس سے اختلاف کیا ہے اور ایک گروہ
 نے ان کا ساتھ دیا ہے۔ اور اکبر نبات زینب میں اختلاف کم اور اصغر
 نبات میں اختلاف کم ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ اکبر نبات زینب میں اور اس
 میں بھی اختلاف نہیں ہے کہ عثمان بن عفان نے رقیہ کی وفات کے بعد ام کلثوم
 سے عقد کیا ہے۔ اور مصعب کے مخالفوں نے یہی دلیل پیش کی ہے کہ عرف عام
 میں پہلے بڑی بہن سے اس کے بعد چھوٹی بہن سے شادی کی جاتی ہے۔
 الاستیعاب ابن عبد البر جلد ۲ ص ۴۹

ابو غنم لوط بن یحییٰ اندلی متوفی ۱۵۷ھ مفضل امیر المومنین میں کہتے ہیں کہ
 زینب مصعب رسول سے نہ بھیتی۔

اصابہ میں ابن سعد سے روایت ہے کہ رقیہ و ام کلثوم کا عقد ابوہب کے
 دو بیٹوں کے ساتھ بعثت سے دس برس پہلے ہوا تھا۔ حضرت رسالت مآب

صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عقد خدیجہ سے بعثت سے پندرہ سال قبل ہوا تھا۔
 لہذا یا تو یہ تسلیم کیا جائے کہ ان لڑکیوں کا عقد پسران ابولہب سے تین تین
 چار چار سال کی عمر میں ہوا تھا اور یا یہ تسلیم کیا جائے کہ وہ مالہ کی دختران تھیں
 جو مالہ کے ساتھ حضرت خدیجہ کے گھرانے میں اور یہیں پلیں اس لئے دختران
 رسول مشہور ہو گئیں۔

اختلاف ترتیب کا مختصر خاکہ

۱. استیعاب ابن عبد البر جلد اول ص ۳۳ زینب۔ ام کلثوم۔ رقیہ۔ فاطمہ زہرا
 زینب۔ رقیہ۔ ام کلثوم۔ فاطمہ زہرا
 زینب۔ ام کلثوم۔ فاطمہ زہرا۔ رقیہ

۲. استیعاب ابن عبد البر ص ۷۹ زینب۔ قاسم۔ ام کلثوم۔ رقیہ۔ عبد اللہ
 زینب۔ رقیہ۔ ام کلثوم۔ فاطمہ

۳. استیعاب حاشیہ اصحاب ص ۱۱۱ زینب۔ قاسم یا قاسم۔ زینب
 رقیہ و غیرہ
 ۴. اصحاب جلد دوم ص ۱۲۷ قاسم۔ برکہ۔ زینب۔ رقیہ۔ فاطمہ
 ام کلثوم
 ۵. اصحاب جلد سوم ص ۳۰۴ زینب۔ رقیہ۔ ام کلثوم۔ فاطمہ زہرا
 زینب۔ رقیہ۔ فاطمہ زہرا۔ ام کلثوم

(۷) روضۃ الاحباب جلد اول ص ۲۱۹ زینب - رقیہ - ام کلثوم - فاطمہ زہرا
(۸) روضۃ الاحباب ص ۴۱ فاطمہ - ابراہیم - عبداللہ - زینب - رقیہ

ام کلثوم - فاطمہ زہرا

(۹) مدارج النبوۃ علامہ عبدالحق محدث دہلوی - زینب - رقیہ - ام کلثوم - فاطمہ زہرا
(۱۰) ابو نعیم نواد بن یحییٰ یزدی زینب عجب رسول خدا سے نہ تھیں
(۱۱) اصحاب روایت ابن سعد رقیہ و ام کلثوم کا عقد پیران البواہب
سے بعثت سے دس سال پہلے ہوا۔

اس امر پر اکثر کا اتفاق ہے کہ اگر بنات رسول جناب زینب ہیں اور

اختلاف روایات کا نتیجہ - اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ جب زینب کی ولادت ہوئی تو آنحضرت کی عمر
شرعیہ ۳۳ سال تھی یعنی بعثت سے دس سال قبل زینب کے علاوہ کسی کا
سنہ ولادت معلوم نہیں ہے اور اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ حضرت فاطمہ
زہرا علیہا السلام کی ولادت باسعادت بعثت کے بعد ہوئی۔ مگر ترتیب اولاد
کے مسئلہ میں کسی امر میں بھی اتفاق نہیں ہے۔

اس پر بھی اتفاق ہے کہ حضرت عثمان کا عقد پہلے رقیہ سے ہوا ان کی رحلت
کے بعد ام کلثوم سے ہوا۔

جن راویوں کو آج تک یہ نہ معلوم ہو سکا کہ ان میں جڑی کو ہم سے اور چھوٹی
کون ہے۔ وہ یہ کیونکر سمجھے کہ یہ تینوں بھی واقعاً آنحضرت کی صلبی بیٹیاں تھیں۔
جن راویوں کی سمجھ کا یہ حال ہے کہ ام کلثوم کو بڑی اور رقیہ کو چھوٹی ٹاہن بتلاتے
ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ بھی یقین ہے کہ حضرت عثمان کا پہلا عقد رقیہ سے ہجرت
حبشہ سے قبل ہوا تھا۔ اور ام کلثوم سے احد کے بعد پھر یہ کیونکر توقع کی جاسکتی ہے

کہ رقیہ چھوٹی اور ام کلثوم بڑی ہوں اور یہ کوئی عقل تسلیم کر سکتی ہے۔ کہ حضرت عثمان کا عقد چھوٹی بہن سے ہو جائے اور بڑی بہن تقریباً ۱۳ سال تک گھر بیٹھی رہی ہو۔ یہاں تک کہ جب چھوٹی بہن فوت ہو جائے تو بڑی کا عقد اپنی حضرت عثمان سے کیا جائے حالانکہ اس طویل مدت میں اصحاب کی کسی دور میں بھی کمی نہیں رہی جن سے ان کا عقد کیا جاسکتا تھا۔ آپ کی چھوٹی دختر حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے بالغ ہوتے ہی بڑے بڑے اصحاب کی درخواستیں آنے لگیں اور ام کلثوم تیرہ سال تک گھر بیٹھی رہیں اور کسی نے درخواست نہیں کی کہ اسے کوئی عقل تسلیم کر سکتی ہے ایسے راولوں سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ صلیبی اولاد اور پردہ میں فرق کرنے کے اہل ہیں۔ دنیا جانتی ہے اور قرآن مجید شاہد ہے کہ زید آنحضرت کے پردہ و درہ تھے۔ اور عرب میں پردہ اولاد کو صلیبی اولاد کے مثل سمجھا جاتا تھا حدیث ہے کہ وہ پردہ اولاد کو مرنے کا وارث سمجھتے اور پردہ کی بیوی کو اس کی موت یا طلاق کے بعد مرنے پر اسی طرح حرام سمجھتے تھے۔ جیسے صلیبی فرزند کی زوجہ بیٹھنے کے لئے باپ پر حرام ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے جب زید نے زینب کو طلاق دی تو خداوند عالم نے حکم دیا کہ رسول اسلام زینب سے نکاح کر لیں تاکہ یہ غلط فہمی دور ہو جائے کہ مرنے والی باپ کے مانند ہوتا ہے۔ جیسا کہ یہ آیت اس پر شاہد ہے۔

فلما قضی زید منہا وطراً جب زید نے اپنی مدت پوری کر لی تو
زوجتکسھا ہم نے زینب سے تمہارا نکاح کر دیا۔
اس کے بعد یہ آیت نازل کر کے اس غلط عقیدہ کی مزید تردید فرما دی۔

وما کان محمد اباً احد من محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کا
سر جاسکے۔ باپ نہیں ہے۔

جب زید کو پرورش کرنے سے آپ کو حقیقی باپ سمجھا جانے لگا تو زینب
درقیہ و ام کلثوم کی پرورش کے بعد اگر انہیں باپ سمجھا جانے لگا تو اس پر
کیا تعجب ہے۔

یہ تھا ترتیب بنات کا ذکر بہا ترتیب اولاد ذکر کا ذکر قاسم اور عبد اللہ
کے سوا ترتیب کے ذکر میں کسی نے نہ طیب و مطیب کا ذکر کیا اور نہ طاہر و
مطہر کا۔ اور نہ عبد مناف اور عبد العزی کا کسی راوی نے اس کے ذکر کی ضرورت
ہی نہیں سمجھی۔ جب کہ مندرجہ روایات سے واضح ہے۔ اس لئے کہ حضور کے فرزندان
کا حکومت نبی امیر کے نظریہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ ان کا تعلق صرف بنات اور
وہ بھی درقیہ و ام کلثوم سے تھا۔ اس لئے اس پر ہر کتاب میں عقل آزمائی کی جاتی
رہی ہے۔ تاکہ میری خلافت کی عزت میں کچھ تو چار چاند لگ جائیں۔

بنات رسول کے روایات عقل و روایت کی روشنی میں

اس پر سب کا اتفاق ہے کہ آنحضرت کی عمر پچیس سال کی اور حضرت خدیجہ
کی عمر چالیس سال کی تھی جب ان سے آپ کا عقد ہوا۔ اس پر بھی سب کا
اتفاق ہے کہ جب آنحضرت کی عمر تیس سال کی ہوئی تو پہلی اولاد زینب یا قاسم
کی ولادت ہوئی اس پر بھی اتفاق ہے کہ ابراہیم کے علاوہ آپ کی سب اولاد
حضرت خدیجہ کے لہجے سے پیدا ہوئی۔

(اصحاب - استیعاب)

یہ بھی سب تسلیم کرتے ہیں کہ زینب کا نکاح ابولہب سے اور درقیہ و
ام کلثوم کا نکاح عقبہ و عتیق پسران ابولہب سے ہوا۔
(اصحاب - استیعاب)

اور جب سورہ ثبت میں ایسی نص نازل ہوا تو ابوبہب نے خطا ہو کر بیٹوں کو حکم دیا کہ ان کو طلاق دیدیں۔ اور انہوں نے طلاق دے دی۔

(اصابہ - روضۃ الاحباب - مدارج النبوة)

اس کے بعد آنحضرتؐ نے رقیہ کا نکاح عثمان سے کر دیا جو ہجرت حبشہ کے موقع پر ان کے ہمراہ گئیں اور یقیناً ہجرت حبشہ بیعت البیثرہ کے بعد واقع ہوئی ہے۔ رجبہ کی بیعت میں نسائی - منہ امام احمد بن حنبل - کامل بن اشیر - طبری - تفسیر معالم التنزیل (

مسلمہ میں جب رقیہ نے وفات پائی تو ام کلثوم کا عقد حضرت عثمان سے ہوا۔ (اصابہ علامہ عسقلانی جلد ۸ صفحہ ۸۳)

اولاد رسول کی مشہور تعداد

مشکلات کا پیش خیمہ ہے

اولاد رسولؐ کی تعداد اور ترتیب کے متعلق مذکورہ روایات کو پیش نظر رکھ کر جب اس کے نتائج پر نظر ڈالی جاتی ہے تو کسی قسم کی حقدہ کشی کے بجائے ایک ناقہ بصیر ایسی بھول بھلیاں میں پھنس کر رہ جاتا ہے جس کا حل قیامت تک ممکن نہیں ہے۔

اگر بروک کو الگ کر کے رسولؐ اسلام کی اولاد حسب ذیل پہلی مشکل کا حل تسلیم کر لی جائے۔

قاسم ازینب - عبدالعزیز - رقیہ - عبد مناف - ام کلثوم - عبداللہ اور بقولے طیب و مطیب اور ظاہر و مظهر اور وسطے سے کہ یہ سب حضرت خیر سے تھے اور

کم از کم، بچہ بعثت سے قبل پیدا ہوئے۔ تو ہر دو بچوں کے درمیان ڈیڑھ سال سے بھی کم فاصلہ ثابت ہوتا ہے۔ یعنی کوئی بچہ نو دس ماہ سے زیادہ اپنی ماں کا درد دھ نہیں پی سکا۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ بہترین بچوں کے درمیان ڈیڑھ ہی سال کا فاصلہ رہا ہو۔ اس سے کم یا بیش بھی ہو سکتا تھا۔ اگر کسی دو بچوں کے درمیان اس سے زیادہ فاصلہ ہو گیا ہو تو دوسرے دو بچوں کے درمیان نو دس ماہ سے بھی کم فاصلہ رہ جاتا ہے۔ اگرچہ یہ عقلاً ناممکن نہیں مگر دستور کے خلاف ضرور ہے۔

مندرجہ صورت میں ام کلثوم اور رقیہ کی عمریں بعثت دوسری شکل ۲ کے وقت تقریباً دو چار سال کی ثابت ہوتی ہیں۔ اس عمر کی لڑکیوں کا عقد ابولہب جیسے کافر کے فرزندوں عقبہ و عقیق سے کسی محفل آدمی کی سمجھ میں نہیں آ سکتا کہ کس ضرورت نے اس عمر میں اس عقد پر مجبور کر دیا تھا۔

دولابی کا بیان ہے کہ رقیہ کا عقد حضرت عثمان سے قبل بعثت ہوا۔ (مدارج النبوة ص ۵۵)

اگر یہ صحیح ہے تو دو یا چار سال کی عمر میں عقبہ و عقیق پیران ابولہب سے نکاح پھر طلاق پھر حضرت عثمان سے نکاح کا قصہ ایک افسانہ بن کر رہ جاتا ہے۔

اور جن روایات میں اس پر زور دیا گیا ہے کہ رقیہ اصغر بنات ہے یا ام کلثوم اصغر بنات ہے۔ حالانکہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی ولادت بعثت کے بعد متفق علیہ ہے۔ اس صورت میں تو رقیہ یا ام کلثوم کی ولادت بھی بعثت کے بعد عہد اسلام میں تسلیم کرنا پڑے گی۔ پھر عقبہ و عقیق سے انکا

عقد پھر ابولہب کی ناراضگی اور ان کا طلاق پھر حضرت عثمان سے ان کا نکاح ایک طلسم نہیں تو اور کیا ہے۔

کیا ان حالات میں بقول ابن سعد کے اصابہ میں اور بقول لوط بن یحییٰ کے یہی روایت درست نہیں مانی جائے گی کہ یہ لڑکیاں صلیب رسول سے نہ تھیں بعثت سے دس سال قبل ان کے عقد ہو چکے تھے۔ اور یقیناً حضرت خدیجہؓ سے حضورؐ کے عقد سے قبل پیدا ہو چکی تھیں۔ اس لئے وہ بعثت سے دس سال قبل عقد کے قابل ہو گئیں۔ بعثت کے بعد جب پسران ابولہب نے طلاق دی تو حضرت عثمان سے عقد ہوا۔

ان روایات کی وجہ سے ہے جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ پسران ابولہب کے طلاق دینے کے بعد حضرت رقیہ کا جو چھوٹی لڑکی تھی حضرت عثمان سے عقد کر دیا گیا اور جب سترہ میں انہوں نے وفات پائی تو ام کلثوم کا جو ان سے بڑی تھیں حضرت عثمان سے عقد کیا گیا ہے پہلے چھوٹی بہن سے حضرت عثمان کا عقد اور ۱۳ سال بعد بڑی بہن سے عقد اور اس طویل مدت تک جو ان لڑکی کا بیٹھا رہا سمجھ سے باہر ہے جبکہ اکابر اصحاب موجود تھے۔ بلکہ حضرت عثمان سے بہتر خود حضرت ابوبکر اور حضرت عمر موجود تھے۔

اگر یہ کہا جائے کہ انہیں ضرورت نہ ہوگی تو یہ غلط ہے اس لئے کہ اگر انہیں ضرورت نہ ہوتی تو خاتونِ عینت سے عقد کی درخواست نہ کرتے۔
 (کنز العمال جلد ۳ ص ۳۳ تذکرہ خواص الامۃ ص ۱۴۸)

تاریخ میں رقیہ کے انتقال کا واقعہ ایک حادثہ کی شکل میں بیان کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ معیزہ بن عاص جنگ احد کے بعد فخر یہ کہا کرتا تھا کہ میں نے رسول اسلام کے دندان مبارک

زخمی کئے ہیں۔ حضرت حمزہؓ کو یسے قتل کیا ہے۔ وغیرہ اور سرور کائناتؐ نے یہ اعلان فرمایا تھا کہ وہ جہاں مل جائے، اسے قتل کر دیا جائے۔

وہ غزوہ اُخزاب رخصتی میں کفار کے لشکر میں شامل تھا۔ جب وہاں سے کفار فرار ہوئے تو وہ سو گیا اور اس وقت آنکھ کھلی جب دن ہو چکا تھا اس نے اپنے سر پر دھاتیوں کی طرح کا کپڑا لپیٹا اور پوچھتا ہوا حضرت عثمانؓ کے گھر پہنچ گیا۔ عثمانؓ نے اسے دیکھ کر گھبرا کر کہا کہ تم کیسے یہاں آ گئے تم تو کہا کرتے ہو کہ میں نے حمزہؓ کو شہید کیا ہے۔ رسول اسلامؐ کے دندان مبارک زخمی کئے ہیں۔ رسولؐ نے تمہارے قتل کا حکم دیا ہے یہ باتیں جب رقیہؓ نے سیں تو بچہ متاثر ہوئیں۔ مگر عثمانؓ نے سختی سے انہیں روکا اور کہا کہ یہ جبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہ پہنچے پائے جبکہ جیتہ کسی نے اسحضرت کو یہ خبر پہنچا دی اور آپؐ نے تلاشی کے لئے آدمی بھیجے۔ مگر عثمانؓ نے اسے کرسی کے نیچے چھپا دیا اور اس پر کافی سامان رکھ دیا کہ نظر نہ آ سکے۔

پھر حضرت عثمانؓ نے خود دربار نبویؐ میں حاضر ہو کر اس کی جان بخشی کی سفارش کی۔ جو نامنظور ہوئی، الحاد و زاری کے بعد اپنے حکم دیا کہ ۳ روز تک اسے مدینہ سے نکال دیا جائے۔ اسے سواری، سامان سفر، طعام وغیرہ اور تمام وہ چیزیں جن کی سفر میں ضرورت پیش آتی ہے مثل شکیزہ، ڈول رسی وغیرہ کے زودی جلائے حضرت عثمانؓ نے تیسرے دن اسے ضروری سامان کے ساتھ اپنے ناقہ پر مدینہ سے روانہ کر دیا۔ مدینہ سے نکل رہا تھا کہ ناقہ ہلاک ہو گیا۔ پیدل چلتے چلتے پیر پھول گئے۔ آخر ماحوتوں اور گھٹنوں سے چلتے لگا آخو عاجز آ کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ دربار نبویؐ میں یہ خبر بھی پہنچ گئی اور آپؐ نے امیر المومنینؓ کو اور بروایت زید کو حکم دیکر روانہ کیا جنہوں نے اس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت عثمان کو یہ گمان ہوا کہ مغیرہ بن عاص (جو ان کا چچا تھا) کے ان کے گھر میں مخفی ہونے کی خبر حضور کو رقبہ نے پہنچائی ہے۔ انہیں بار بار زرد کو کوب کرتے رہے۔ آخر اتنی زرد کو کوب کی کہ وہ رسول کے گھر پہنچ کر وفات پا گئیں۔ ان کی میت صبح کو دفن ہونے والی تھی۔ اسی رات حضرت عثمان نے ان کی کینز سے ہمبستری کی۔ جب صبح کو جنازہ اٹھا تو حضرت عثمان بھی شامل ہو گئے مگر یہ بات حضور کو ناگوار تھی۔ آپ نے بار بار فرمایا کہ اس جنازہ میں وہ شامل ہو سکتا ہے۔ جس نے اس رات ہمبستری نہ کی ہو۔ کئی بار فرمانے کے بعد جب حضرت عثمان حضور کا مقصد سمجھ گئے تو درد شکم کا بہانہ کر کے رخصت ہو گئے۔ حضور نے غاندیڑ پٹھانی اور انہیں دفن کیا۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری ص ۶۶۸۔ اصابہ جلد ۳ ص ۲۷۳ طبع مصر
ہیں تو قطعاً یہ امید نہیں کہ یہ روایت صحیح ہو۔ لیکن اگر اسے صحیح تسلیم کر لیا جائے تو ایک باپ کیونکر یہ گوارا کر سکتا ہے کہ جس کی ایک دختر اس طرح دنیا سے اٹھی ہو وہ اس کے بعد دوسری بیٹی بھی اس کے حوالہ کر دے۔

حضرت خدیجہ کا عقد اور نبات رسول

مقدمہ و کتب میں ہے کہ حضرت خدیجہ بنت خویلد کا عقد اولاً عتیق بن عامر فخر دمی سے ہوا۔ ان سے ایک دختر پیدا ہوئی۔ ان کے بعد ابو مالہ بن زرارہ اسیدی تھیں۔ ان سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام عبد مہک تھا۔ ابو مالہ نے مکہ میں انتقال کیا۔ ان کے بعد آنحضرت سے عقد ہوا جب ان کی عمر چالیس سال اور آنحضرت کی عمر ۲۵ سال تھی۔

علامہ شبلی کی تحریک کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت خدیجہ کا عقد اولاً ابو مالہ

نیمھی سے ہوا۔ ان سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام ہند تھا۔ اس کے انتقال کے بعد شقیق بن عامر مخزومی سے عقد ہوا۔ ان سے ایک دختر پیدا ہوئی اس کا نام بھی ہند تھا۔ اس نے خدیجہ کی کنیت ام المند ہو گئی تھی۔ ان کی ایک بہن ہالہ تھیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور حضرت خدیجہؓ کے بعد زندہ رہیں۔

آنحضرتؐ کو حضرت خدیجہؓ سے چید محبت تھی۔ وہ عقد کے بعد پچیس برس یعنی پینٹھ سال کی عمر تک زندہ رہیں اور جب تک وہ زندہ رہیں۔ آنحضرتؐ نے کسی اور عورت سے عقد نہیں کیا۔ حضرت خدیجہؓ کی رحلت کے بعد آپ کا یہ معمول تھا کہ جب کوئی مالور ذبح ہوتا خدیجہؓ کی ہم نشین عورتوں کو تلاش کر کے ان پر تقسیم فرماتے تھے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے خدیجہؓ کو نہیں دیکھا مگر مجھے جس قد مان پر رشک آتا تھا اتنا کسی پر نہیں آتا تھا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرتؐ ہمیشہ خدیجہؓ کا ذکر غیر فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے اس کا شکوہ بھی کیا تو فرمایا کہ مجھے خدا نے ان سے محبت عطا کی ہے۔

ان کے انتقال کے بعد ایک مرتبہ ہالہ نے دروازہ پر آواز دے کر اجازت طلب کی۔

ران کی آواز خدیجہؓ کی آواز سے مشابہ تھی م آواز سن کر خدیجہؓ یاد آگئیں اور آپ جھپک اٹھے۔ پھر فرمایا ہالہ ہوں گی۔ حضرت عائشہؓ موجود تھیں یہ حالت دیکھ کر بولیں کہ آپ کیا ایک بڑھیا کو یاد کیا کرتے ہیں جو مر چکی اور خدا نے ان سے اچھی بیدیاں آپ کو دے دیں صحیح بخاری میں یہ روایت یہیں تک ہے لیکن استیعاب میں ہے کہ آنحضرتؐ اس کے جواب میں فرمایا کہ ہرگز نہیں جب لوگوں نے میری نکذیب کی تو انہوں نے میری نصرت کی۔ جب لوگ کافر تھے۔ تو وہ اسلام لائیں

جب میرا کوئی نہیں تھا تو انہوں نے میری مدد کی۔

(سیرۃ النبی جلد ۲ صفحہ ۳۲۴)

حضرت خدیجہ رسول کے گھر میں باکرہ آئیں

احمد بلاذری اور الواثق سم نے اپنی کتابوں میں اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے شافی میں اور ابوجعفر نے تلخیص میں بیان کیا ہے کہ جب حضرت خدیجہ کا عقد آنحضرت سے ہوا تو وہ باکرہ تھیں۔

رمنا تب ال الی طالب جلد اول و ۱۹ طبع بمبئی ۱۳۵۲ھ مرآۃ العقول جلد اول ۱۳۵۲ھ

ان دونوں قسم کی ہم معنی روایات متفقہ کتب میں پائی جاتی ہیں۔ بظاہر ان میں اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر چشم بصیرت سے دیکھا جائے تو اختلاف نہیں ہے۔ اس لئے کہ کسی کتاب میں آپ کا عقد عتیق یا ابوالہ کے ساتھ ہونے سے انکار نہیں ہے۔ خواہ عتیق سے پہلے عقد ہوا ہو یا ابوالہ سے۔ البتہ یہ امر بعید از عقل نہیں ہے کہ قدرت نے باعجاز یا خصوصیات نبوی سے خدیجہ کو ان دونوں شوہروں سے یکے بعد دیگرے عقد کے باوجود محفوظ رکھا ہو۔ اور وہ اس قابل نہ ہوں یا قادر نہ ہو سکے ہوں۔ اور خدیجہ کو باکرہ رسول کے گھر پہنچا دیا ہو۔ اس لئے کہ حضرت خدیجہ ہی وہ معلمہ ہیں جنہوں نے سب عورتوں بلکہ مردوں سے پہلے اسلام قبول فرمایا اور اپنی ساری دولت جس میں وہ اس زمانہ میں وجہ و مزید تھیں۔ تبلیغ و نشر و اشاعت دین پر قربان کر دی اور انہی کی نسل سے ذریت کا وہ مقدس سلسلہ جاری ہونے والا تھا۔ جس پر ملت اسلام کے قیام و دوام کا دار و مدار تھا اور جو رب العزت کی بشارت۔

اَنَا اعطيتُكَ الْكُشُورَ ہم نے تم کو کثیر اولاد عطا کی ہے۔
 کی تفسیر میں کر دینا میں قائم ہو سکے رہا۔ بالکل اسی طرح جیسے حضرت حلیمہ کا ایک
 پستان خشک رہا اور ان کا اپنا فرزند دوسرے پستان سے دودھ پیتا رہا
 لیکن جب آنحضرت ان کی آغوش میں آئے اور انہوں نے اس پستان سے
 دودھ پلانا چاہا جس سے ان کا فرزند دودھ پیتا تھا تو آپ نے دوسرے پستان
 کی طرف رخ کر لیا جو خشک تھا کئی مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ آخر وہ خاموش ہو گئیں اور
 آپ نے خشک پستان منہ میں لیا تو فوراً دودھ جاری ہو گیا۔ یعنی قدرت نے
 ان کے لئے اس پستان کو محفوظ رکھا تھا۔
 استغناء از سرکار ناصر الملة اعلیٰ الله مقامہ مجتہد مکہ و وجوہ
 استغناء

سوال

جناب ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ آیا باکرہ تھیں یا بیوہ تھیں اگر باکرہ
 تھیں تو اس کا ثبوت کس کتاب میں ہے۔ حوالہ مکمل تحریر فرمائیں۔ اگر بیوہ تھیں
 جیسا کہ مشہور ہے تو جناب معصومہ کا نورانی مادہ ایسے لفظ میں رہنے سے کوئی
 نقص تو لازم نہیں آتا۔

الجواب

وَاللّٰهُ التَّوْفِیْقُ قَوْلُ اصْحَابِیْ ہے کہ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کا کوئی شوبہ
 سوائے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ تھا۔ اس امر کا ثبوت
 کتاب البدع المحدثہ سے بخوبی ہوتا ہے۔ نا صریحین معنی عنہ بقلمہ -

نبات رسول کے متعلق تین قسم کے روایات

اس میں شک نہیں کہ نبات رسول کے متعلق تین قسم کے روایات تاریخ میں ملتے ہیں۔ ایک یہ کہ زینب و ام کلثوم و رقیہ یہ تینوں لڑکیاں آنحضرت کی صلبی لڑکیاں تھیں۔ دوسرے یہ کہ وہ خدیجہ کی لڑکیاں تھیں۔ ان کے پہلے شوہر سے تیسری یہ کہ وہ ہالہ خواہر خدیجہ کی لڑکیاں تھیں۔ جب ان کے شوہر نے انتقال کیا تو وہ مع اپنی لڑکیوں کے اپنی ہمیشہ خدیجہ کے گھر آگئیں اور اس گھر میں ان لڑکیوں نے پرورش پائی۔ اس لئے آنحضرت کو باپ اور خدیجہ کو ماں کہا گیا اور وہ ان کی لڑکیاں مشہور ہو گئیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان تینوں قسم کی روایات میں مطابق قرآن اور شایان شان رسول اسلام کون سی قسم ہے۔ اگر حضرت خدیجہ باکہ رسول اسلام کے گھر آئیں۔ جیسا کہ خدیجہ کی عظمت اور رسول اسلام کی خصوصیت کا تقاضا ہے تو پھر ان لڑکیوں کا بطور خدیجہ سے پہلے شوہروں سے ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ علامہ شبلی نے ان کا خدیجہ کے پہلے شوہروں سے ہونا تحریر فرمایا ہے۔

اب دو صورتیں رہ گئیں۔ یا وہ صلب رسول سے تھیں اور یا دختران ہالہ خواہر خدیجہ تھیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ وہ صلب رسول سے تھیں تو یہ حکم قرآن کے صریحاً خلاف ہے اس لئے کہ یقیناً ان دختران کا نکاح ابوالعاص اور عتبہ و عقیق پسران ابولہب سے ہوا ہے اور قرآن مجید میں صحت یہ حکم موجود ہے ولان تکلموا المشرکین ابداً مشرکین سے کبھی نکاح نہ کرنا۔

وہ رسول جس نے ولادت سے بعثت تک کبھی کوئی عمل آنے والے قرآن کے خلاف نہیں کیا بلکہ وہ

کنفت بنیاء و آدم ربین الماء
والطین میں اس وقت بنی تھا جب آدم
پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔

اور بمقتضائے
وعلماک ما علم متکون متعلم وہ آپ کو پڑھا دیا تھا۔

انہیں علم قرآن حاصل تھا۔ وہ کیونکر اپنی لڑکیوں کا نکاح کافروں سے کر
سکتے تھے۔ اور اس کا ذکر گھر میں جس سے آخر تک قبول اسلام
کی توقع نہ تھی۔ لہذا اب صرف یہی ایک سورت باقی رہ گئی کہ وہ بالہ خواہر خدیجہ
کی لڑکیاں تھیں اور چونکہ اس گھر میں پرورش پائی اس لئے وہ دختران رسول
کہی گئیں۔

پھر شامی حکومت کے دور میں جہاں اور مزادوں و روایتیں گڑھی گئیں وہاں
ان دختران کو حضور کی صلیبی لڑکیاں مشہور کر دیا گیا تاکہ اس ذریعہ سے اموی
خلیفہ کو بھی عظمت حاصل ہو جائے اور امیر شام اس طریقہ سے اپنی منہ اور
تخت حکومت کے استحقاق کو اور زیادہ مضبوط کر سکے جیسا کہ عنقریب نظریں
کو معلوم ہوگا کہ امیر معاویہ بھی اپنے آپ کو صہر رسول کہا کرتے تھے۔

امیر شام کا صہر رسول ہونے کا دعویٰ

اور امیر المؤمنین کا دندان شکن جواب

لفظ صہر (داماد) اس قدر عام ہو گیا تھا کہ امیر معاویہ بھی اپنے آپ کو صہر رسول

سمجھنے لگے تھے۔ بسا کہ انہوں نے ایک خط میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو لکھا ہے کہ میرے بہت سے فضائل ہیں۔ میرا باپ جاہلیت میں مشرکین کا سردار تھا۔ اور اسلام میں اس نے ملک کی حفاظت کی اور میں صہر رسول اور مومنین کا مامون اور کاتب وحی ہوں۔

یہ دیکھ کر امیر المومنین نے خادم کو حکم دیا کہ لکھ دے کہ۔ اسے حمزہ عم رسول کا دل چاہنے والی بندہ کے فرزند تو اپنے فضائل پر فخر کر سکتا ہے۔ سن محمد النبی اخی وصہوی و خنۃ سید الشہداء وصی و بنت محمد سکنی و عوسی و منوط لحدیہ بدھی و لجمی خدا کے رسول محمد میرے بھائی اور خیر ہیں اور سید الشہداء حمزہ میرے چچا ہیں۔ محمد کی دختر میری عروس اور گھر والی ہے۔ ان کا گوشت میرے گوشت و خون سے وابستہ ہے۔

یہ جواب پڑھ کر معاویہ نے کہا کہ یہ خط بچاڑ ڈالو کہیں اہل شام نہ پڑھ لیں۔ ورنہ وہ علی کی طرف مائل ہو جائیں گے۔
 (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۵۲ طبع حیدر آباد دکن۔ نقائس المنن شاہ علی حیدر طبع سجنور صفحہ ۱۱۴)

کتنا کھلا ہوا موقع تھا کہ معاویہ امیر المومنین کو جواب دینا کہ آپ کو رسول کی دامادی پرنا ز ہے۔ اگر ان کی ایک بیٹی آپ کے گھر آئی تو دو بیٹیاں میرے چچا زاد بھائی عثمان کے گھر آئی جتنی اگر وہ یہ جواب دے دیتا اور واقعا وہ رسول کی بیٹیاں جتنی تو امیر المومنین کو خاموش ہو جانا پڑتا۔ مگر معاویہ جرات کیوں کر کرتا۔ جبکہ ان دختران کی کوئی اصلیت نہیں رعایا سے منوالینا اور بے اور شاہوں سے بات کرنا اور بے جا بلوں کو دھوکہ دے دینا اور بے اور

سبیل سلیمہ

امام حق کے سامنے دروغ بروئے تو بہت مشکل ہے۔ انہیں معلوم تھا کہ مجازی و مادی حقیقی و مادی کے مقابلہ میں نہیں پیش کی جاسکتی۔ جن کی شان میں حضور کا یہ ارشاد ہے۔

فاطمہ بضعتہ منی من اذہا فاطمہ میرا حصہ ہے جس نے انہیں اذیت کی
فقد اذنی ومن اذانی فقد اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے
مجھے اذیت دی۔

اذی اللہ ومن اذی اللہ اس نے خدا کو اذیت دی اور جس نے
فقد کفر۔ خدا کو اذیت دی وہ کافر ہے۔
فرماتے ہیں۔

رضاء فاطمہ رضاء اللہ فاطمہ کی رضا مندی خدا کی رضا مندی
وسخط فاطمہ وسخط اللہ ہے۔ اور فاطمہ کی ناراضگی خدا کی
ناراضگی ہے۔

مولوی عبدالرسول حنفی شارح مآقا عامل نے کیا خوب کہا ہے۔
انکہ برکردہ زمین عصمت آمد پرودہ وار۔ بغیر از اس دیگر یہ باشد بضعتہ منی اور
نیت جائز نام پاکش بر زبان اور دہم۔ گروہن سازم و صواژہ پختہ بجا
اصل ان یکتا گوہر گزینے او صاف شان۔ عقل کل پتہ و بدو اور تحیر انکا
محمد بن سیرین جو اہل سنت کے امام محدث اور مفسر ہیں فرماتے ہیں کہ
و مادی بغیر تو درنگنا اگر عثمان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بھی
قرابت ہوئی تو امیر المومنین اس سے انکار کر کے اپنے اشعار میں یہ نہ
فرماتے جو فرمایا ہے۔

عثمان کو خطاب کر کے فرماتے ہیں

فان كنت بالقربى فاجتنبهم: فغيرك اولى بالنبي واقرب
 وان كنت بالشورى ملكك امورهم فكيف بهذا والمشهور غيب
 اگر تم اترے رسول میں تھے تو ان کے دشمنوں سے جھگڑتے کیونکہ نبیؐ
 سے زیادہ قریب و نزدیک ہوتا ہے اور اگر تم شوریٰ کی وجہ سے ان امور
 کے مالک بنے ہو۔ تو اب یہ کیا حال ہے کہ سب مشیر غائب ہیں
 (ریاض الشہادت)

کسی امر کی تحقیق کے چار معیار اہل سنت کی نظر میں

علماء اہل سنت اس امر پر متفق ہیں کہ کسی امر کی تحقیق کے چار طریقے ہیں
 کتاب۔ سنت۔ اجماع۔ قیاس۔ جو امر ان چار طریقوں میں کسی ایک طریقہ سے
 ثابت ہو جائے وہ قابل تسلیم ہے۔

ظاہر ہے کہ نبات رسول کا ثبوت قرآن مجید سے ممکن نہیں ہے اہل حدیث
 رسولؐ تو ان میں بھی ایک شاہزادی کے سوا دوسری کا ذکر موجود نہیں ہے کتب
 حدیث میں نبات رسولؐ کا ذکر ہے مگر یہ تصریح نہیں ہے کہ وہ حضورؐ کی
 صلی و خیران تھیں۔ حدیث ہے کہ خود حضرت عثمان نے رسولؐ کی صلی و خیر سے
 عقد کا دعویٰ نہیں کیا۔ جیسے حضرت علی مرتضیٰؓ دعویٰ فرماتے رہے ہیں۔
 روایات کے عظیم اختلاف کے بعد اجماع کا دعویٰ بھی ممکن نہیں ہے۔
 اب صرف ایک طریقہ باقی ہے یعنی قیاس تو خاتون جنت کی صرف یہ
 چند خصوصیات جن کا ذکر سابق میں کیا جا چکا ہے۔ ان میں سے کسی ایک میں

بھی یہ دخترانِ خاتونِ جنت کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ نہ ان کے صفات و کمالات و معجزات میں نہ ان کے عبادات و اخلاق و عادات میں نہ پاکیزہ سیرت میں نہ عصمت و طہارت میں نہ وجوبِ عودت میں۔ نہ رسول کی محبت میں نہ آیاتِ قرآن میں نہ احادیثِ رسول میں کسی منزل پر بھی انکا خاتونِ جنت پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

حدیث ہے کہ سرورِ کائناتؐ نے فدک ہبہ کیا تو صرف خاتونِ جنت کو خلافتِ اول کے دور میں اپنے حق کا بھرے دربار میں مطالبہ کیا تو صرف خاتونِ جنتؑ نے اپنی میراث کا مطالبہ کیا تو صرف خاتونِ جنتؑ نے۔ حتیٰ نہ ملنے پر ناراض ہوئیں تو صرف خاتونِ جنتؑ ناراض ہو کر اپنے جنازہ پر نہ آنے کی وصیت کی تو صرف خاتونِ جنتؑ نے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے فدک واپس کیا تو صرف خاتونِ جنتؑ کی اولاد کو۔ حالانکہ زینب کی دختر امامہ موجود تھیں۔

رسولؐ کا کعبہ و دن کا انتظام کیا تو صرف خاتونِ جنتؑ کے مشور اور رسولؐ کے واحد و ابدانے۔ نہ ان کے سوا کوئی بعضۃ الرسولؐ قرار پاسکی۔ اور نہ سیدۃ النساء اہل الجنۃ کی سند حاصل کر سکی۔ نہ کسی کی سوار ہی میدانِ حشر میں اس شان سے نکلے گی جس طرح خاتونِ جنتؑ کی سوار کی گزریگی۔

رسولؐ اسلام کی اکلوتی بیٹی

مذہبِ عالم کی نظر میں

عام طور پر یہ مشہور کیا جاتا ہے کہ رسولؐ اسلام کی چار بیٹیوں پر تمام مذاہب کا اتفاق ہے اس لئے زینب و رقیہ و ام کلثوم کے دختران

رسولؐ ہونے سے انکار اور وحدتِ بنتِ رسولؐ کے دعویٰ کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس لئے ذیل میں چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں تاکہ اندازہ ہو جائے کہ محققین کی نظر میں دخترِ رسولؐ کے دعویٰ کی کیا حقیقت ہے اور حضورؐ کی صلیبی دخترِ صرفِ خاتونِ جنت ہیں۔

و محققین شیعہ کائناتِ رسولؐ سے انکار

(۱) سابق میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ ابو مخنف مقلدِ امیر المؤمنینؑ ہیں لکھتے ہیں کہ زینبِ حضورؐ کی صلیبی دختر ہیں۔

(نور الاخبار فی تاریخ النبی والافخار ص ۱۸ طبع بیروت ۱۳۵۷ھ مصنف مولانا مرزا علی نقی)

(۲) اس کی تائید کرتا ہے کتابِ انوار اور کتابِ بدع محدثہ کا بیان کہ زینبِ رقیہ و ام کلثوم بالہ خواہرِ خدیجہ کی لڑکیاں تھیں (مناب آل ابی طالب - علامہ شہر آشوب جلد اول طبع بیروت ۱۳۱۷ھ)

(۳) بعض کہتے ہیں کہ رقیہ اور زینب خواہرِ خدیجہ کی لڑکیاں تھیں۔ ان کی ماں بالہ بنتِ نوفلہ تھیں (تذکرۃ الائمہ علامہ علی دم طبع ایران ص ۲)

(۴) علماءِ خاصہ و عامہ کا خیال یہ ہے کہ رقیہ و ام کلثوم خدیجہ کی لڑکیاں ہیں دوسرے مشہور سے - آنحضرتؐ نے ان کی پرورش کی مٹی آپ کی صلیبی لڑکیاں نہ تھیں ان بعض نے کہا ہے کہ وہ بالہ خواہرِ خدیجہ کی لڑکیاں تھیں (حیات القلوب جلد ۲)

(۵) زینبِ رقیہ - ام کلثوم بالہ کی لڑکیاں تھیں (جانشینانِ محکم ص ۱۵۲)

(۶) رقیہ و ام کلثوم زینبِ ابوالہند تھیں کی لڑکیاں تھیں جو بناتِ رسولؐ مشہور ہیں

اسمانے دوسری شادی بالہ خواہرِ خدیجہ سے کی - کچھ مدت کے بعد ابوالہند تھیں مر گیا۔ بالہ ان لڑکیوں کو لے کر خدیجہ ابیکریٰ کے پاس چلی آئیں - رقیہ و ام کلثوم کی

شادی عقیدہ معتقد اور زینب کی شادی ابوالعاصی مشرکوں سے ہوئی۔ عتبہ و عقیق کے بعد یہی دو کیاں عثمان صاحب کے نکاح میں آئیں (تحفۃ العوام حاشیہ)
 (۷) کہا گیا ہے کہ رقیہ بنت رسول اللہ صلعم سے عثمان نے عقد کیا اور کہا گیا ہے کہ وہ پروردہ تھی اور یہ صحیح ہے۔ اسی بنا پر رقیہ کو عدا میں بنت رسول اللہ کا مجاز ہے جیسے قرآن مجید میں آذر کو ابراہیم کا باپ مجازاً کہا گیا ہے حالانکہ آذر ابراہیم کا باپ نہ تھا کیونکہ انبیاء کفر اباء و غیر اہماء سے محفوظ ہوتے ہیں (حاشیہ زاد المعاد سید العلماء علیہ السلام)
 (۸) اختلاف روایات کی وجہ سے علاء نے اس امر میں اختلاف کیا ہے۔ رقیہ و ام کلثوم کو رسول خدا صلعم کی صلیبیاں تھیں یا پروردہ تھیں۔

(انوار النہایۃ علامہ نعمۃ اللہ جزائری ص ۱۳۵)

(۹) ابراہیم و قاسم ماریہ قبیلہ سے تھے اور ان دونوں کے لقب طیب و طاہر تھے اور بعض کہتے ہیں کہ طیب و طاہر دو صاحبزادے تھے اور بیٹی سیدہ نساء العالمین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تھیں اور زینب و رقیہ و ام کلثوم میں اختلاف ہے کہ آیا صلب پیغمبر سے تھیں یا نہ تھیں (تحفۃ احمدیہ جلد دوم مطبوعہ بستان رقیہ لکھنؤ ص ۲۵۵ ج ۵ ص ۱۳۰)

(۱۰) حضرت فاطمہ زہرا و قاسم و عبد اللہ از حضرت خدیجہ و ابراہیم ماریہ قبیلہ سے اور رقیہ و ام کلثوم و زینب میں اختلاف ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں ہیں نیز کہ پیغمبر کی صلیب اولاد (مولانا سید محمد تقی صاحب قبلہ موم مجتہد لکھنوی ص ۱۱۰)
 (۱۱) حضرت فاطمہ زہرا و قاسم و عبد اللہ حضرت خدیجہ سے ابراہیم ماریہ قبیلہ سے اور رقیہ و زینب و ام کلثوم میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ رقیہ و زینب و ام کلثوم و زہرا ان ہالہ خواہر حضرت خدیجہ سے تھیں نہ کہ دختران رسول (رقصہ و حالات رسول عدد اول کتاب اعمال الصالحین ص ۱۶۴ طبع ۱۳۴۳ھ مصنف مولوی سید

محمد مصطفیٰ بن سید محمد اصغر علیہ سید العلماء سید حسین صاحب مجتہد فرزند غفران مآب
 (۱۲) رقیہ وزینب و ام کلثوم دختران ہلکہ ہمیشہ خدیجہ الکبریٰ ہیں اور رسول پاک نے
 ان کی پرورش کی اس وجہ سے دختران رسول مشہور ہوئیں و حجرہ سادات (۳۷)
 (۱۳) واضح ہو کہ جمیع علماء و فرقہ امامیہ اثنا عشریہ متفق اللفظ ہیں کہ بجز فاطمہ زہرا کے
 کوئی اور انحضرت کی نہیں تھی (اعلام الوری سید مرتضیٰ علم الہدی) و کلینی و شیخ
 مفید و ابن بابویہ و علامہ باقر مجلسی اس بات پر متفق ہیں کہ اکثر علماء امامیہ کہتے ہیں۔
 رقیہ وزینب و ام کلثوم یہ لڑکیاں سیدہ عالم خدیجہ کی نہیں ہیں بلکہ دختران خواہر خدیجہ
 ہیں اور بعد وفات ابوبند ان کے باپ کے بچاے گئے ان کی ماں ہلکہ نے پرورش کیا اور بعض
 ربات کے قائل ہیں چونکہ ان لڑکیوں کی ماں اور باپ کے انتقال کے بعد رسول خدا
 خدیجہ الکبریٰ نے انہیں پرورش کیا اس سبب سے یہ رسول خدا کی لڑکیاں مشہور ہوئیں
 جیسا کہ احقاق الحق و منہاج الفضائل میں لکھا ہے۔ و تحفۃ الانساب ج ۱
 مؤلفہ سید محمد صاحب نوگامی مطبوعہ اثنا عشری پریس لکھنؤ)

(۱۴) بعض میگویند کہ رقیہ وزینب دختران خواہر خدیجہ بودند۔ مادر ایشان ہلکہ بنت
 خویلد بود۔ (تذکرۃ اللہ علامہ مجلسی ج ۲ طبع ایران ص ۲)

نرحسبہ۔ بعض کہتے ہیں کہ رقیہ وزینب خدیجہ کی بہن ہلکہ بنت خویلد کی لڑکیاں
 (۱۵) قد اختلف العلماء باختلاف الروایات مختلف ہونے کی وجہ سے علماء نے
 الروایات فی انہما رقیہ و ام کلثوم اس امر پر اختلاف کیا ہے کہ وہ دونوں
 ہلکہ بنت النبی صلی اللہ علیہ رقیہ و ام کلثوم آیا۔ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی دختر تھیں۔ خدیجہ سے
 (۱۶) یونکہ وہ ایک ماذکر فی کتاب اس کی تائید کرتا ہے۔ وہ حبس کا ذکر کرتا ہے۔

الانوار والبدیع کا نشانیق ہالہ
افت خدیجہ - ہالہ خواہر خدیجہ کی لڑکیاں تھیں -

(مرآۃ العقول مجلسی جلد اول ص ۳۰۲ مناقب علامہ شہر آشوب طبع بمبئی ص ۸۶)

(۱۷) اگر آپ کی صلیبی و خمران ہر تین قوم گزرا کفار سے نکاح نہ کرتے جیسا کہ مجدد
سرہندی کہتے ہیں۔ حضرت رسول قبل از بعثت کسی ایسے فعل کے ترکیب نہیں
ہوئے جو فی الحقیقت برا تھا جیسا کہ شراب و سرور و زنا و غیرہ۔ بت پرستوں سے
بیزاری قلت ابراہیمؑ ہے (مکتوبات جلد ۳ ص ۳۶)

قال جعفر الصادق نکاحنا و ماءکم ولا ہم تمہارے خون میں کھو میں رشتوں
نکاحنا منہ و حکم قتال الفجادی میں کھو نہیں ہیں۔

ہا ونا قتد جت شک فاطما
فقال لہ ابو عبد اللہ علیہ السلام

انک کفو فی حسبک فی قومک
پس اس سے ام جعفر صادق علیہ السلام

وکی اللہ عنہ و جبل صا ثنا
عن الصادق و ہی اوساخ
ابیدی الناس فیکون ان فشرک

فیما فضلنا اللہ بہ من لم یجعل
لہ مثل ما جعل اللہ لنا

کے اٹھ کا میل ہے لہذا ہم اس فضیلت
میں جو خدا نے میں ملایا ہے ان کو شریک
کرنے سے کراہت کرتے ہیں جنہیں
ہمارا طرح پر شرف نہیں ملا ہے۔

پس خارجی یہ کہتا ہوا اٹھ کہ خدا کی قسم
میں نے ایسا مرد کبھی نہیں دیکھا۔

فقام الخادجی ۰ هو ليقول قال الله
ما اريت من مثله

د فروع کافی جلد ۲ کتاب النکاح باب الکفر

چار دہشتروں کا عقیدہ بدعت ہے :- علامہ حسن بن علی طبری تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بدعت یہ

ہے کہ رقیہ وزینب جو عثمان کی زوجہ تھیں وہ نہ دختر رسول تھیں اور نہ دختر خدیجہ بلکہ وہ ابو ہند کی اڑکیاں تھیں جو بنی تمیم سے تھیں۔ ہالہ بنت خویلد غوامہر خدیجہ ان کی زوجہ تھیں ان سے رقیہ اور زینب پیدا ہوئیں۔ ابو ہند نے اس وقت انتقال کیا جب ہالہ عمل سے تھیں۔ اس کے بعد اڑکا پیدا ہوا جس کا نام ہندر رکھا گیا۔ ابو ہند کے فوت ہونے کے بعد ہالہ پریشان حال تھیں۔ خدیجہ انہیں اپنے گھر لے آئیں اور یہی ہالہ حضرت خدیجہ سے رسول اسلام کے رشتہ کا ذریعہ قرار پائیں اور حضور کا مقدمہ اس عقد کے بعد ہالہ نے انتقال کیا چونکہ یہ بچے قیم تھے اس لئے انحضرت اور خدیجہ نے کمال شفقت و محبت سے ان کی پرورش کی یہاں تک کہ مشہور ہو گیا کہ یہ خدیجہ کے بچے ہیں اور کچھ لوگ انہیں رسول اسلام کی اولاد کہنے لگے۔

چونکہ ناز و جاہلیت کا یہ رواج تھا کہ جو شخص کسی قیم کی پرورش کرتا تھا اسی کی طرف وہ بچے منسوب کر دیے جاتے تھے۔ حدیہ ہے کہ اگر غلام خریدتے تو وہ غلام بھی اپنے مالک کی طرف منسوب کر دیئے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ غلام کا مولیٰ۔ حالانکہ مولیٰ ایسا لفظ ہے کہ جو فرزند، باپ۔ چچا زاد مالک غلام اور اس کے مانند کئی معنوں میں بولا جاتا ہے۔ کامل بہائی تالیف حسن بن علی بن محمد بن علی بن حسن طبری۔ جز اول ص ۶۵۷ طبع قم

انہوں نے اس کتاب کے ص ۲۶۹ پر تحریر فرمایا ہے کہ امیہ ایک روحی غلام تھا جسے عبداللہ بن عمر نے پرورش کیا تھا وہ ان کا فرزند مشہور ہو گیا۔ ورنہ وہ نہ ان کی اولاد سے تھا اور نہ اس کی اولاد کا قریش سے کوئی تعلق ہے۔

کیا ان حوالوں اور فتوؤں کے بعد بھی یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ شیعوں کے نزدیک مذکورہ دختران آنحضرتؐ کی صلیی دختران مانی جاتی ہیں۔ جب کہ سیرت ابن ہشام نے ہند اور زینب کو ابو ہالہ کی لڑکیاں بتلایا ہے اور تحفۃ العوام حاضری نے یہ ہر سہ دختران ابو ہند کی بتلائی ہیں جو ان کی پہلی زوجہ سے تھیں اور تحفۃ الانساب نے انہیں یہ سہ بتلایا ہے یعنی یہ بالہ کی دختران بھی نہیں تھیں بلکہ ان کے شوہر ابو ہند کی پہلی زوجہ سے ہیں اور باب روایت غور فرمائیں کہ تاریخ میں بالہ کے شوہر کا نام ہند اور ابو الہند کی دختر کا نام ہند و زج ہے۔ جب نہیں کہ انہیں ناموں کے اشتباہ کی بنا پر یہ روایت تیار ہو گئی کہ حضرت خدیجہؓ کے پہلے شوہر کا نام ابو ہالہ اور فرزند کا نام ہند تھا۔ ورنہ درحقیقت نہ کوئی عقیقہ یا ابو ہالہ تھا اور نہ ہند۔ ابو الہند وہی ہے جو بالہ کا شوہر تھا اور ہند وہی دختر ہے جو ابو الہند کی پہلی زوجہ سے تھی اور یہ بیویوں کی لڑکیاں بالہ کی نہیں بلکہ ابو الہند کی ہیں جو ان کے باپ کی وفات کے بعد بالہ کے ذریعہ رسول اکرمؐ کے گھر میں پرورش پاتی رہیں اس جرم میں خدیجہؓ ام الہند مشہور کر دی گئیں اور ہر سہ دختران، دختران رسولؐ مشہور ہو گئیں جو کنان میں دو کا عقد حضرت عثمانؓ سے یکے بعد دیگرے ہوا۔ اس لئے شام کی حکومت نے ان پر بنات رسولؐ ہونے کی پختہ لہر لگا دی۔ اب ہر مؤرخ سنی و عوامی شیعہ حکومت کے زور سے مجبور تھا کہ انہیں بنات رسولؐ ضرور کہے۔ ورنہ قابل تعذیر ہو گا۔

مندرجہ بالا ثبوت اور شہادتوں کے علاوہ یہ وہ حقیقت ہے جس سے وہ لوگ بھی انکار نہیں کر سکے جو اہل بیتؑ کے درست وارث تھے۔

محققین اہل سنت کا بنات رسولؐ سے انکار

ذیل میں کتب اہل سنت سے چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) ترجمہ فتح البیان رئیس احمد صاحب جیفری حاشیہ ص ۵۵۵ فٹ نوٹ طبع لاہور
ایک گروہ کا خیال ہے کہ یہ بیٹیاں جناب خدیجہؓ سے متعلق تھیں اور پیغمبر کی طرف
اسکا طعن منسوب تھیں جیسے نزدیک ہر ایک فرزند رسولؐ کتا تھا۔ چنانچہ قرآن نے کہا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ جَانِبِهِ

(۲) بروای محمد حیات خلیلی کتب سنی حاشیہ البرادہ ص ۷۱

وہ خود تحریر کرتے ہیں:-

اسرونی ان کتب علیہ تعلیقاً
یؤیدل العزاشی ومن کل جہتہ
لیضوق العواشی

کتب الجہاد سے اس باب میں جہاں جنگ بدر میں ابوالہی بن ابی سہل بن
عبدالغزی بن عبدالمطلب بن عبدمناف کے گروہ نے پران کی زوجہ زینبؓ نے کو اون بند
دریہ کے واسطے روانہ کیا تھا اس کے حاشیہ ص ۲ پر لکھتے ہیں۔

قوله فی منہ ابوالہی المعاص بن
المہدیج بن عبد العزاشی
بن عبد الشمس بن عبدمناف
زوج زینب امہا ہالہ بنت
خویلد اخت خدیجہ من اللہ

(۳) نجات الدین بن ہمام الدین۔ حبیب ایسٹرمہ جہد و سوم جلد اول طبع بیہی

صاحب اعلام الورعی و بعضے دیگر از صاحب اعلام الورعی اور بعض دیگر مسک
ساکنان مذہب امامیہ و اعتقاد امامیہ پر چلنے والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت
المنت کہ حضرت خیر البیہ را خیر البریہ و سرور کائنات کی سیدنا
غیر از سبیل فی النساء، دخترت نبودہ کے سوا کوئی دختر نہ تھی۔ زینب اریترہ
ذنیب و رقیہ و ام کلثوم دیا تب آنحضرت بودہ اندام کلثوم آنحضرت کی پروردہ تھیں۔
(۴) سیرت ابن ہشام حاشیہ از المعاد ابن قیم ص ۳۴ مطبع میمنہ مصر
آنحضرت سے قبل خدیجہ ابوالہ کے مقدین تھیں جن سے ہند اور زینب
پیدا ہوئے۔

(۵) سیرت النبوی لابن ہشام ص ۲۹۳ جلد ۴ مطبع مصر
کانت قبلہ عند ابی ہالہ بن مالک وہ اس سے قبل ابوالہ کے عقد میں تھیں۔
بن احمد بن اسید فولد لہ ہند جو مالک بن احمد بن اسید کا فرزند تھا
من ابی ہالہ و زینب بنت ابی ہالہ ہند اور زینب پیدا ہوئے۔

(۶) تاریخ خمس جلد اول دیار بکری ص ۳۹ مطبع مصر
ثم خلعت علیہا بعدہ ابوہالہ ان کے بعد ان کا ابوالہ سے عقد ہوا
فولدت لہ ولدا یقال لہ ہند ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسے ہند
دینتا یقال لہا ہالہ و زینب کہتے تھے اور لڑکی پیدا ہوئی جسے ہالہ
و کانت تنکئی ام ہند و سندعی زینب کہتے تھے اور ان کی کنیت ام
الطاہرۃ ہند تھی اور ظاہر ہے کہ لڑائی جاتی تھیں

(۷) تاریخ خمس دیار بکری ص ۴۹ جلد اول مطبع مصر
اما المجادیتان المذکورتان فی اولاد لیکن وہ دو لڑکیاں جن کا آنحضرت
خدیجہ قبل رسول اللہ سے قبل اولاد خدیجہ سے لڑکے پیدا ہوئے

كان لعلي ما شئت من مؤمن قاطع عليّ من جوتم حيا بر كمال علم موجود وعاو
 في العلم وكان له التقدم في الاسلام وده بيلے مسلمان تھے اور رسول خدا کے
 والصمود لرسول الله والعقل في السنة واما تھے اور حدیث کے سمجھنے والے
 والنجوة في الحديث والهدى في المال اور جنگ کے لئے ماہر اور مال کے
 سخاوت کرنے والے تھے۔

(۱۳) صواعق محرقة ص ۱۱۱

وفات رسول کے بعد جمیع عام میں جن میں ابو بکر و عمر و عثمان موجود تھے۔ علی رضی
 نے فرمایا لوگو! تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں کوئی ایسا ہے جو نجد سے زائد سینبر
 کا قربت وار ہو اور جس کو انہوں نے اپنا نفس قرار دیا ہو اور اس کے بیٹوں کو اپنا
 بیٹا کہا ہو۔ اور اس حضرت کی بیٹی جس کی زوجہ ہو۔ سب نے کہا کہ یا علی ۲ آپ
 کے سوا ہم میں سے کسی کو یہ فخر حاصل نہیں ہے۔

(۱۴) احسن الانتحاب فی ذکر معیشۃ سیدنا ابی تراب مؤلفہ شاہ علی حیدر کاکڑی
 اگر غور سے دیکھا جائے تو خاصان الہی میں انبیاء اللہ کے بعد حضرت امیر المؤمنین
 امام المتقین باب اولیت خاتم دور خلافت شیخ المساجرین والانصار قسیم الجنۃ والنعار
 نفس الرسول زوجه البتول سید فی الدنیا والاخرۃ کاسراضنام الکعبۃ رایتہ المہدی
 امام الاولیاء المنصور بنصر من کنت مولاه فہذا علی مولاه والمنصور بنصر ما انتجاہ لیکن
 اللہ انتجاہ۔ باب مدینۃ العلم والعلوم والمعارف والعلم۔ سید العرب۔ صدیق اکبر
 فاروق اعظم۔ سیدنا ابی الحسنین و ابی تراب رضی رسولہ و اخیرہ و ولی الملک علی مرتضیٰ
 حیدر المسجد الاعجاب کرم اللہ وجہہ کاشمل طنا غیر لیکن ہے۔

(۱۵) تحقیق سید و سادات طبع کراچی محمود احمد عباسی ص ۲۸۵

خلافت عباسیہ کے دم توڑنے کے زمانہ ہی سے ابن بناتہ کے مصنف خطبات

ملک شام کے علاوہ حجاز میں بھی مروج ہو گئے۔ حجاز میں حسینی شرفاء ملک کی حکومت علی ابن بطوطہ نے سفر مکہ کے حالات کے ضمن میں نماز جمعہ کی کیفیت بیان کی ہے اور لکھا ہے کہ خلیفہ سیاہ عمامہ اور سیاہ لباس زیب تن کر کے اس طرح آتے کہ دو دوزن ان کے ساتھ ہوتے۔ سیاہ جھنڈے لئے ہر دو جانب کھڑے ہتے خطبہ میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ صحابہ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دوزن بچھا کے اور دونوں کو اسوں اور ایک صاحبزادی فاطمہ زہراؑ اور ان کی والدہ خدیجہؑ کے نام لیتے اور رضا الہی کی دعا کرتے۔ ان بزرگوں کے نام کے ساتھ باغیہ آمیز مروج سرائی کا تصور بھی اس زمانہ کے لوگوں کو نہ تھا۔

(۱۶) تحقیق سید و سادات محمود احمد عیسیٰ طبع کراچی ص ۲۸۵۔

تآخرین میں مولوی اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ کے دوازدہ ماہی خلیفوں میں حضرات حسنینؑ اور ان کی والدہ ماجدہ کی سرداری اہل جنت کی حدیثیں اور حضرت عباسؑ اور ان کی اولاد کی دعائے حضرت ترمذی کے حوالہ سے نقل کر دی گئی ہیں

(۱۷) شرح ابن ابی الحدید معترلی

۱۸ زینب و ام کلثوم کا متاسر بیتہ زینب و ام کلثوم اس حضرت کی پروردگار سے شکوہ کیا۔
حقین ان کی لڑکیاں نہ تھیں۔

(۱۸) اعمال جنتہ البقیع میں حضرت ابراہیم بن رسول اللہ کی زیارت اور ان کی والدہ کی نماز کا ذکر ہے۔ لیکن زینب و ام کلثوم کا ذکر نہیں ہے۔

(۱۹) علی کا رسول کی اکلوتی بیٹی کا شوہر ہونے کے لحاظ سے بھی سختی خلاف ہونا۔
درازا پالاجی فارایط قرآن جان ڈیون پورٹ لکچر محمد لاہور علی ص ۲۴ فیصلہ مشہور
بمقدمہ مسٹر جسٹس ارنو ستر اردنگ۔

مسٹر میسٹر

حضرت عمرؓ کی گواہی :- حضرت عمرؓ کا کہنے سے کہ وہ تین خصوصیات جو حضرت علیؓ کو حاصل ہیں اگر مجھے ان میں سے ایک بھی حاصل ہو جاتی تو میرے لئے سرخ اذیتوں سے بہتر مٹی ایک خیر میں مٹا جو حضورؐ کے اعلان لا اظہار الا یہ عداۃ اس جلا کو اس اذیتوں سے بہتر مٹی ایک خیر میں مٹا جو حضورؐ کے اعلان لا اظہار الا یہ عداۃ اس جلا کو اس اذیتوں سے بہتر مٹی ایک خیر میں مٹا

وہ رسولہ و بحیۃ اللہ و رسولہ یوحیٰ حتی یفقی اللہ علی یریدہ کے بعد مجھے دلی سکھائی ہوئی کہ : دوسرا صحن مسجد سے میرا دروازہ بھی بند کر دیا گیا مگر علیؓ رضی اللہ عنہ کا دروازہ بند نہ ہوا تیسرا فاطمہؓ بنت رسولؐ سے ان کا عقد (تہنیک النکاح طبع مصر ۱۳۱۴ برہان قاطع ص ۲۱۴)

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں :- داماد رسولؐ کا خیر عقد رسولؐ پر

(سوائے عمرؓ)

بنت عبد کنی دمری

در ترجمہ سوائے عمرؓ (ص ۲۲۰)

وہ رسولؐ میری زبیر ہے

امام شافعیؒ کا ارشاد

الی صالی ما دحتی متی : اجنب فی حب ہذا الفقی

فضل من دعت فاطمہ فیہ : دنی عنیوہ ہل فی ہل فی

کب تک اور کہاں تک مجھے اس جوان کی محبت سے روکا جائے گا کیا فاطمہؓ زہراؓ جیسی روح بان کے سوا کسی کو قسیب ہوئی ہے اور کیا سورہ دہران کے سوا کسی اور کی شان میں نازل ہوا ہے۔

حسان بن ثابتؓ صحابی رسولؐ کا مندرجہ ذیل

کلام شاعر ہے کہ داماد رسولؐ کون ہے

اور کون نہیں

حسان بن ثابتؓ داماد رسولؐ کی شان میں

یا قوم من مثل علی وقد : سوت علیہ الشمس من غائب

اخبار رسول اللہ صہ : دالہ لا یعدل للمصاحب

اے قوم علیؑ کے مثل کون ہو سکتا ہے۔ وہ ہیں کہ آفتاب مغرب سے ان کے لئے پٹا وہ رسول اسلام کے بھائی بھی اور داماد بھی ہیں۔ ظاہر ہے کہ بھائی بھائی ہے اور ساتھی ساتھی ہے دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

غیر مسلمین کی گواہی وحدث نبوت رسول پر :- ایک یہودی نے جب اسلام قبول کیا تو بتلایا کہ ہم سے

موسیٰ بن عمران نے یہ عہد لیا ہے کہ جب آخری زمانہ آنے کا تو وہ بزرگ تشریف لائیں گے جن کا نام احمد و محمد ہوگا۔ وہ آخری پیغمبروں گے ان کے بعد کوئی نہیں ہوگا۔ ہاں ان کے بعد بارہ صحابہ ہوں گے جن کا پہلا ان کا چچا زاد بھائی اور داماد ہوگا (ینابیع المودت ص ۴۴)

کریم الوہی کی عظیم الشان پیش گوئی

اس کی ایک پیغمبری دوجی ہوا رسول الہیؑ ہوا اس کا رانی سرک بھرتول

شعر نمبر ۶ کرم شاستر۔ مہانت اور الہی۔ (ماخوذ از معارف اسلام) تحقیق انیس حکیم سید محمود گیلانی دام غفرلہ و علام۔ سرپرست ادارہ تحقیقات حیدری معراجکے (جوان) ضلع سیالکوٹ۔

حامیان بنات رسولؐ کے اعتراضات اور انکار

کہا جاتا ہے کہ اگر بنات رسولؐ کی کوئی اصلیت نہیں ہے تو خالص کتب شیعہ میں بنات رسولؐ کا ذکر کیوں کیا گیا ہے۔

جواب :- سائل کو اچھی طرح معلوم ہے کہ حضور بنی اکرمؐ کے بعد بنی امیہؓ

بنی عباس کا دور حکومت رہا اور اس زمانہ میں ہر حکومت مذہب کے نام پر بنائی جاتی تھی اس لئے ہر بادشاہ وقت کو خلیفہ کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا ورنہ اہلسنت کے مذہب میں خلفاء راشدین صرف چار ہیں۔

بلکہ اس وقت سے آج تک اس خطہ زمین پر امیر المومنین کے پانچ سال کے علاوہ ہمیشہ مخالفین اہل بیت کی حکومت رہی۔ خصوصاً امیر معاویہ کے زمانہ میں حدیثوں کی ٹھیک سال قائم کر دی گئی تھی اور ایک ایک حدیث وضع کرنے پر ہزاروں کوم دینا انعام میں دیئے جاتے تھے اور معاویہ کو خصوصی طور پر حکومتی کو اہل بیت کے مقابلے میں حضرت عثمان کا تفوق اور بلندی ثابت کی جائے تاکہ اس ذریعہ سے وہ بلندی حاصل کر سکیں۔ اس لئے حکومت کے منشاء کے مطابق انہیں دختران رسول مشہور کیا گیا اور مؤرخین بھی کچھ لکھتے رہے ہیں۔

دوسری جانب شیعوں کے قتل عام کا سلسلہ جاری تھا۔ جس اور جلاوطنی معمولی بات تھی۔ حجر ابن عدی، رشید صحری، یثیم قمار و غیرہ دوست داران اہل بیت کے بلا جرم قتل کے واقعات تاریخ میں موجود ہیں۔ اور یہ تقلید تھی ان مظالم کی جو حضرت ابوذر غفاری صحابی رسول پر کئے جاتے رہے۔ کوئی شخص اہل بیت کا نام نہیں لے سکتا تھا۔ ہر عمر پر حضرت امیر المومنین علیہ السلام پر حکماً سب و شتم کیا جاتا تھا اور یہ سلسلہ عمر بن عبد العزیز کے دور حکومت تک جاری رہا۔ کئی کئی قید خانوں میں بھی لائیں۔ ایسے نازک دور میں شیعوں، مدینین و مؤرخین نے سلسلہ تالیفات شروع کیا۔ اس لئے وہ مجبور تھے کہ جب مذہب کی جو روایت مل جائے اسے درج کر لیں اور مفصل آنے والی نسلوں پر چھوڑ دیں اگر وہ ایسا نہ کرتے تو ان کتابوں کی تصنیف و تالیف اشاعت ہی ممکن نہ ہوتی۔

متاخرین میں جن حضرات نے اسے قابلِ توجہ نہیں سمجھا اور اس حقیقت پر

غور نہیں کیا۔ وہ نقل و نقل کرتے رہے اور جو علماء کے یہ حقائق پیش نظر تھے انہوں نے اس کی جاسخ پڑتال کی اور ان روایات پر نظر دوڑائی جو سرکارِ مذہب کے پابند نہیں رہے تھے انہوں نے صاف لکھ دیا کہ حضور ختمی مرتبت کی صلیبی و خلیجی و غیرتیکہ صرف ایک ہی باقی پروردہ تھیں۔

کما جاتاہے کہ اصول کافی جو مذہبِ شیعہ اصول کافی اور بنات رسول :- کی معتبر کتاب ہے اس میں بنات رسول کا ذکر بکوان کے نام موجود ہیں۔

جواب :- اصول کافی من حدیث کی کتاب ہے اس میں احادیث ہی احادیث و صحیح کئے ہیں۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی طرح اس میں تاریخ درج نہیں ہے۔ مگر جن مقام پر بنات رسول کا ذکر ہے اس سے قبل جلی سرخی سے باب تاریخ کھا گیا ہے اس کے ذیل میں بنات رسول کے ذکر سے قبل آنحضرتؐ کی ولادت اور وفات بھی درج ہے اور ولادت و وفات کی تاریخ ۱۱ لاکھ کی دیکھا تاریخیں درج ہیں جو اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق ہیں۔ در نہ عت شیعہ کی نظر میں آپ کی تاریخ ولادت با سعادت ۱۱۸۰ لاکھ اور تاریخ وفات ۱۸ صفر ہے۔ اس باب تاریخ میں جو کچھ درج ہے سب اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق ہے جسے کوئی شیعہ تسلیم نہیں کرتا۔

لہذا عین ممکن ہے کہ حکومت کے ذریعے اس میں باب تاریخ کا اضافہ کر کے اہل کے مسلمات درج کر دیے گئے ہوں یا خود مؤلف نے حکومت کی تسکین کے لئے اہل سنت کے عقائد الگ باب کے ذیل میں درج کر دیے ہوں کہ حکومت بھی مخالفت نہ کرے اور آنے والی نسلیں بھی یہ سمجھ لیں کہ یہ اہل سنت کے عقائد ہیں جنہیں الگ باب میں درج کر دیا گیا ہے۔ اس لئے اس کی الگ سرخی دے کر حدیث سے الگ کر کے اس پر باب تاریخ لکھ دیا گیا ہے۔

هو الذي يصلي عليكم وملائكته
يغفر لكم من الظلمات
الى النور۔

خدا وہی ہے جو تم پر حضور بھی درود بھیجتا
ہے اور اس کے ملائکہ بھی تاکہ تم کو ظلمات
سے نکال کر نور تک پہنچا دے۔

تفسیر کثافت میں اس آیت کے ذیل مذکور ہے کہ اس آیت کے بموجب ہر مومن پر درود بھیج سکتے ہیں مگر بچوں کو روافض نے اسے اماموں پر درود بھیجنے کا شعار بنالیا ہے اس لئے ہم نے ہر مومن پر درود بھیجنا ترک کر دیا ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد رب العزت ہے :-

دَلِّبُوا لَكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَ
 الْجُوعِ وَ لِقَافٍ مِنَ الْأَمْوَالِ
 وَالْأَنْفُسِ وَ الثَّمَرَاتِ وَ لِيُثَبِّرَنَّ
 الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ
 مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ
 وَأَنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ أُولَئِكَ
 عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ
 وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ
 الْمُتَّقُونَ

ہم تمہیں غمزدہ نہ کرنا چاہتے ہیں کہچھ خوف اور
 مجھ اور مالوں اور جانوں اور اور مالوں کی
 کمی سے اور ان مجھ کرنے والوں کو خوشخبری دے
 کہ جب ان پر مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں
 کہ ہم خدا کی طرف سے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف سے
 ہے ان لوگوں پر ان کے رب کی جانب
 سے صلوات بھی ہے اور رحمت بھی اور یہی
 لوگ کامیاب ہوں گے۔

جن کا استمان یا گیا ہو اور وہ ظلم پر بھی صابر و شاکر رہے ہوں وہ بھی درود کے مستحق ہیں۔ مندرجہ بالا آیت میں رقیہ و ام کلثوم پر درود بھیجا گیا ہے مگر ان کی بہن زینب کا ذکر نہیں ہے اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جن پر ظلم کیا جائے اور وہ صبر کریں وہ صلوات کے حقدار ہو جاتے ہیں۔

رہا یہ کہ انہیں بنت رسول اللہ کیوں لکھا گیا ہے تو وہ بالکل درست ہے اس لیے کہ وہ حضور کی پروردہ بیٹیاں تھیں۔

زاد المعاد میں ہے کہ ماہ رمضان میں ہر دن خاص کر جمعہ کے دن یہ دعا پڑھی جائے

خداوند! تو صلوات بھیج اپنے نبی کی دختر

رقیہ پر اور اس پر رحمت کر جس نے اس

کے بارے میں تیرے نبی کو اذیت دی

خداوند! درود بھیج اپنے نبی کی دختر

ام کلثوم پر اور اس پر رحمت بھیج جس نے

اس کے بارے میں تیرے نبی کو اذیت

پہنچائی۔

اللهم صلي على رقية بنت

نبيك والعن من اذى نبيك

فهيما . اللهم صلي على ام

كلثوم بنت نبيك والعن

من اذى نبيك فهيما

زاد المعاد کی اس دعا کا ماخذ کتاب الاقبال ہے اور کتاب الاقبال میں اس

کا کوئی نسخہ درج نہیں ہے اس لیے اس پر اعتبار کرنا مشکل ہے۔

حياة القلوب: مجلسی اور بنات رسول :- میں رسول اسلام کی چار بیٹیاں

زینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ زہرا کیوں درج ہیں۔

جواب :- حياة القلوب میں آنحضرت کی اولاد اس ترتیب سے درج کی گئی

ہے۔ طاہر۔ قاسم۔ فاطمہ۔ ام کلثوم۔ رقیہ۔ زینب۔ اس ترتیب ہی سے

اندازہ ہو جانا ہے کہ اس روایت کی کیا حیثیت ہے اس لئے کہ اس پر سب مؤرخین کا اتفاق ہے کہ حضورؐ کی پہلی اولاد یا قاسم ہے یا زینب۔ بلکہ بعض مؤرخین نے زینب کو آنحضرتؐ سے قبل ابوہریرہ کی دختر بیان کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام ہارم بھی تھا جس کی وجہ سے باپ کی کنیت ابوہریرہ ہو گئی۔ اسی لئے حضورؐ کی کنیت ابوہریرہ ہے۔ کیونکہ ہمیشہ کنیت فرزند اکبر کے نام سے ہوتی ہے۔ مگر اس روایت میں قاسم سے پہلے بلکہ سب سے پہلے طاہر کا نام ہے۔ حالانکہ متعدد راویوں نے ان کی دلاوت بعثت کے بعد بتلائی ہے اور اسی کتاب کے اسی باب میں یہ بھی درج ہے کہ طیب و طاہر عبداللہؓ کا لقب ہے کیونکہ وہ بعثت کے بعد متولد ہوئے تھے۔ اور اسی کتاب میں ایک مشہور روایت یہ بھی ہے کہ قاسم عبداللہؓ سے پہلے پیدا ہوئے۔ اور یہ بھی ہے کہ عبداللہؓ قاسم سے پہلے پیدا ہوئے اور یہ بھی ہے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ دو ذیل کسی میں مکہ معظمہ میں انتقال کر گئے اور اسی باب میں یہ بھی ہے کہ آپؐ کے پانچ فرزند تھے۔ قاسم۔ عبداللہؓ۔ طیب۔ طاہر خدیجہؓ سے اور ابراہیم ماریہ قبیلہ سے۔

پہلی روایت میں یہ امر بھی حیرت انگیز ہے کہ اولاد رسولؐ اس ترتیب سے درج کی گئی ہے۔ طاہر۔ قاسم۔ فاطمہ زہراؓ۔ ام کلثوم۔ رقیہ۔ زینب۔ حالانکہ اس پر تمام مؤرخین کا تقریباً اتفاق ہے کہ زینب اکبر بنات عقیق جنہیں آخر میں درج کیا گیا ہے اور اکثر راویوں نے حضرت فاطمہ زہراؓ علیہا السلام کو اصغر بنات لکھا ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ بعثت کے بعد پیدا ہوئیں مگر راویوں نے ان کا نام سب لڑکیوں سے پہلے لکھا ہے اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ راوی کو خود حقیقت کی خبر نہیں ہے اس نے صرف سرکاری دختران کی فہرست پوری کر دی طاہر ہے کہ مشہور اس روایت کو کہا جاسکتا ہے جو اس جماعت میں مشہور ہو

جو اکثریت میں ہے اس سے بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ روایت اہل سنت سے
 ماخوذ ہے۔

افسوس یہ ہے کہ کسی روایت میں راویوں کے نام درج نہیں ہیں ورنہ ہم
 فن رجال کی کسوٹی پر کس کو بنیاد دیتے کہ کن کن راویوں کا کیا کیا مذہب تھا
 اور وہ کس گھر سے آئی ہیں۔

اس باب میں یہ بھی درج ہے کہ فاطمہ زہرا کا عقد علی مرتضیٰ سے ہوا اور زینب
 کا عقد ابو العاصی بن ربیعہ اموی سے اور ام کلثوم کا عثمان بن عفان سے۔ اور چونکہ
 وہ شخصیت سے قبل انتقال کر گئیں لہذا جنگ بدر کے موقع پر رقیہ کا عقد عثمان
 سے ہوا حالانکہ جب زینب کا عقد ابو العاصی سے ہوا۔ اسی دور میں رقیہ و ام کلثوم کا
 عقد عقبہ و عتیق پسران ابولہب سے ہوا تھا۔ اسے بیان کرنا چاہیے تھا۔ پسران
 ابولہب کے طلاق کے بعد بیعت کے بعد ان کا عقد کیے بعد دیگرے عثمان بن عفان
 سے ہوا ہے وہ بیٹوں عقد بیعت سے قبل مشرکین سے ہوئے تھے عقبہ و
 عتیق سے ان دونوں لڑکیوں کے عقد کا ذکر کرنے سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ
 راوی کو حقیقت کی کوئی خبر نہیں ہے۔ صرف سرکاری دستخط کی ضرورت گننانے
 کے لئے یہ روایت گڑھی ہے۔

اسی باب میں عامہ و خاصہ یعنی سنی اور شیعہ علماء کا یہ اعتقاد بھی درج ہے کہ قید
 ام کلثوم دونوں خدیجہ کے پہلے شوہر سے تھیں آنحضرتؐ کی دختر نہ تھیں البتہ آپ
 نے ان کی تربیت کی تھی۔

اور یہ قول بھی درج ہے کہ یہ ہالہ غامہ حضرت خدیجہ کی لڑکیاں تھیں وہ اپنے
 شوہر کے انتقال کے بعد انہیں لے کر خدیجہ کے پاس آ گئیں اور وہیں پرورش پائی
 اسکا باب میں یہ بھی درج ہے کہ ابو العاصی شوہر زینب جنگ بدر میں مشرکین

کی جانب سے جنگ کرنے آیا۔ گرفتار کیا گیا۔ یہ خبر سن کر زینب نے ان کی رہائی کے لئے مکہ سے وہ قلاوہ روانہ کیا جو حضرت خدیجہ نے انہیں دیا تھا۔ حضور نے اصحاب سے فرمایا کہ انہیں رہا کر دیا جائے۔ وہ رہا ہو کر مکہ معظمہ چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد واپس آکر اس نے اسلام قبول کیا۔

اسی باب میں حضرت عثمان کے وہ مظالم بھی درج ہیں جو انہوں نے رقیہ پر کئے جن کی وجہ سے انہوں نے انتقال کیا۔ جن کا تصور کر کے دل دہل جاتا ہے۔

مؤرخین کا تقریباً اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عثمان مقد کے بعد اپنی زوجہ کو ہجرت حبشہ کے موقع پر پہلے لے گئے۔ وہاں سے واپس آکر انہوں نے انتقال کیا اس کے بعد دوسری دختر سے آپ کا عقد ہوا۔ مگر سند صحیحہ بالا باب میں یہ درج ہے کہ حضرت عثمان کی پہلی زوجہ رخصتی سے پہلے انتقال کر گئی اگر یہ درست ہے۔ تو

تیرہ چودہ سال بعد دوسری دختر سے عقد ہونا اور اتنے عرصہ تک اس گھر میں بیٹھا رہنا کسی صاحب عقل کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ اس سے بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ

حیاء القلوب کے اس باب میں غور و فکر اور تحقیق کے بغیر سنی روایات درج کر دی گئی ہیں۔ اگر اس کتاب کے ص ۱۷ تا ص ۲۳ مطبوعہ نو لکھنؤ

کا مکمل مطالعہ کیا جائے تو یہ سب تفصیلات نظر آجائیں گی اور یہ بھی اندازہ ہو جائے گا کہ مؤلف کو جو روایات جس گھر سے ملتی رہیں وہ جسے کرتے رہے اس میں

ان کی رائے یا عقیدہ کا تعلق نہیں ہے ان کا عقیدہ تو خصوصاً حضرت عثمان کے متعلق وہ ہے جسے ہم نقل کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتے۔ ان روایات کے صحیح یا

غیر صحیح ہونے کا فیصلہ ناقد بصیر کا کام ہے۔ رہا یہ کہ اس مسئلہ میں علامہ علی بن ابی حمزہ کا فیصلہ اور عقیدہ کیا تھا۔ وہ ہم سابقہ کتاب کی معتبر ترین کتاب مرآة العقول سے بیان کر چکے ہیں۔ جو لوگ وہاں نقل روایات مندرجہ کے باوجود آنکھیں

بندر کے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ جلاء العیون میں چار بیٹیاں ہیں۔ علامہ مجلسی کا یہ عقیدہ ہے انہیں چاہئے کہ مراۃ العقول میں علامہ مجلسی رحمہ کا عقیدہ اور آخری فیصلہ پڑھ کر اپنی عقول کا علاج کر لیں۔

ناسخ التواریخ اور نبات رسولؐ :- کما جاتا ہے کہ ناسخ التواریخ میں بھی حضورؐ کی چار دختران تحریر کی گئی ہیں۔

جواب :- ناسخ التواریخ کے مقدمہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ مؤلف نے خود تحریر کر دیا ہے کہ انہوں نے بیشتر روایات کتب اہلسنت سے اخذ کر کے اس میں درج کی ہیں۔ خصوصاً طبری سے۔ ظاہر ہے کہ کتب اہلسنت میں اسی دور سے حضورؐ کی دختران کی سرکاری تعداد چار ہے۔ زریب۔ رقیہ۔ ام کلثوم اور فاطمہ زہرا علیہا السلام۔ لہذا مؤلف ناسخ التواریخ نے کتب اہل سنت میں جو تعداد پائی وہ درج کر دی ہے۔

نسخ البلاغۃ میں دامادی عثمان کا ذکر :- کما جاتا ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ان الفاظ میں حضرت عثمان کو داماد رسولؐ فرمایا ہے۔

جیسا کہ نسخ البلاغۃ میں درج ہے۔

وَبَلَغْتُ مِنْ صُحْبِهِ مَا لَمْ يَسْلَا
ثم ان کی دامادی سے وہاں پہنچے جہاں وہ
دو ذی البرکۃ و عمر نہیں پہنچتے تھے۔

جواب :- یہ خطبہ اس وقت فرمایا جب کوفہ و بصرہ و مصر کے آئے ہوئے و خود نے بار بار حضرت عثمان سے احتجاج کے بعد اور مروان بن حکم کے بارے میں حضرت عثمان کے وعدوں اور وعدہ خلافیوں سے تنگ آکر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو اپنا سفیر بنا کر اقام حجت کے لئے حضرت عثمان کے پاس بھیجا ہے۔ چنانچہ آپ نے

عثمان کے پاس جا کر ان کا پیغام ان الفاظ میں پہنچایا ہے ۔
 الناس من وراہی وقد استسفرونی لوگ میرے پیچھے ہیں اگر انہوں
 نے مجھے اپنا سفیر بنا کر بھیجا ہے ۔ یعنی وہ یہ کہتے ہیں ۔ اس کے بعد آپ نے جو کچھ
 فرمایا وہ آپ کا کلام نہیں بلکہ ان لوگوں کا پیغام تھا جسے آپ نے عثمان کے سامنے
 نقل فرمایا ہے اس لئے اس کلام کی ذمہ داری آپ پر عائد نہیں ہوتی ۔

اگر یہ کہا جائے کہ اگر اس کی کوئی اصلیت نہ تھی تو ان لوگوں نے انہیں داماد کیوں
 کہا ۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان لوگوں کو یہ تو معلوم ہی تھا کہ آنحضرت کی پروردہ
 لڑکیاں ان کے گھر آئیں اس لئے انہوں نے اپنا مقصد ان الفاظ میں ادا کیا ہے
 کہ شیعیان کے زمانہ میں بھی اس قدر زیادتیاں نہیں ہوں گی جیسی تمہارے دو میں ہو رہی ہیں ۔
 حالانکہ نسلت من صہوہ مسلمینا لا تم نے آنحضرت کی ایک
 قسم کی دامادی بھی حاصل کی جو وہ دونوں حاصل نہ کر سکے تھے ۔

یعنی تمہیں ان کی بنسبت آنحضرت سے زیادہ قرب حاصل ہوا ہے پھر بھی تمہارا یہ
 حال ہے ورنہ یہ ممکن ہی نہیں کہ حضرت عثمان کو وہ امام داماد رسول کتا جو بار بار
 اپنی وحید و فرید دامادی رسول کا اعلان کرتا رہا ہے جیسا کہ گذشتہ آپ کے اشعار
 اور ان تقریروں سے واضح ہے جو آپ خلفاء ثلاثہ و دیگر اصحاب کے رو برو کرتے رہے ہیں
 بلکہ حضرت عمر خود غبطہ کرتے رہے ہیں کہ جو دامادی علی رضی اللہ عنہ حاصل ہوئی وہ انہیں
 نصیب نہ ہو سکی ۔

خود حضرت امیر المومنین ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں میرے کچھ مخصوص نام ہیں
 جو شخص یہ نام رکھے گا وہ جنت سے دور ہو جائے گا ۔

ان میں سے ایک نام صہ نبی ہے ۔ جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے
 هو الذی خلق من المساکین بشراً وہ خدا وہ ہے جس نے (ہاکنہ) پانی

فجعله نسباً ومهرا سے ایک بشر کو خلق کیا پس اسے نسب

عجی قرار دیا اور داماد بھی۔
فرماتے ہیں کہ میں ہی رسول کا رشتہ دار اور میں ہی داماد رسول ہوں (معانی القرآن)
صاحب تفسیر قرطیب المجید نے ابن یسرین متوفی سنہ ۳۸۰ھ سے روایت کی ہے
کہ یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں ہے۔

اگر نبی و خضر بہ عثمان راو
علی و خضر بہ عمر فرستاد
کما جاتا ہے کہ علامہ نور اللہ شوسری
نے یہ تحریر کر کے خود تسلیم کر لیا ہے
اگر حضرت عثمان سے دختر رسول ملی
شادی ہوئی تھی

جواب :- اس جلد میں صرف شرط دان (خود شاہد ہے کہ حقیقت اس کے
خلاف ہے جبکہ قرآن مجید میں اس کی مثال موجود ہے۔ جب حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی بت شکنی کے بعد لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ بت کس نے توڑے
ہیں۔ کیا آپ نے توڑے ہیں تو جواب دیا۔

بل نعلم کب یومہم ہذا فا۔ سئلوہم
ان کائنوا ینطقون
بلکہ یہ ان کے بڑے نے کیا ہے۔
ان سے سوال کر لو اگر یہ بولتے ہوں۔

ظاہر ہے کہ وہ نہیں بول سکتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے
جواب میں یہ فعل ایک امر محال پر معلق کر دیا ہے۔

اسی طرح علامہ نور اللہ شوسری نے ان لوگوں کو جواب دیا ہے جن کا خیال
تھا کہ معاذ اللہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی دختر ام کلثوم کا عقد حضرت عمر
سے کر دیا تھا اور فرمایا کہ اگر رسول نے اپنی دختر عثمان کو دی ہے تو علی نے بھی اپنی دختر عمر
کے پاس بھیجی ہے یعنی نہ وہ صحیح تھا اور نہ یہ درست ہے۔

ساتھ ہی ساتھ آپ نے اس جواب سے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی عظمت ظاہر فرمائی ہے کہ ان کی شان بالکل ویسی ہی ہے جیسی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جیسی ان کی عزت ہے ویسی ان کی عزت ہے۔ جیسے بنی کی دختر کا عقد غیر کفو سے نہیں ہو سکتا اسی طرح علی کی دختر کا عقد غیر کفو سے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ نے دختر فرمایا ہے دو دختر یا دو دختر ان نہیں فرمایا۔ حالانکہ حضرت عثمان سے دو لڑکیوں کا عقد ہوا تھا۔

ایک عبرت ناک واقعہ کی طرف اشارہ :- علامہ نور اللہ شوستری نے جس طرح یہ فرمایا تھا کہ اگر بنی دختر یہ عثمان داد۔ اس کی جزا میں یہ نہیں فرمایا کہ علی دختر یہ عمر داد۔ بلکہ یہ فرمایا ہے کہ علی دختر یہ عمر ستاد۔ داد اور فرستاد میں لفظی فرق کے علاوہ اس سے ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ وہ یہ کہ جب حضرت عمر نے ام کلثوم سے عقد کا پیغام دیا تو حضرت علی نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ

اشھاء الصغیرۃ وہ کمسن ہے۔

یہ سن کہ حضرت عبداللہ بن عباس کے ذریعہ پیغام دیا گیا کہ وہ یہ دختر نہ دیں گے تو وہ ان کا گھر جلا دیں گے اور ان پر ایسی تہمت لگائیں گے کہ وہ منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں اس کے بعد آپ نے یہ کہہ کر دختر کو عمر کے پاس بھیج دیا کہ اس سے دریافت کر لو۔ اگر وہ خود راضی ہو۔ جب وہ لڑکی گئی تو عمر نے اس کی پنڈلی پر ہاتھ پھیرا۔ اس پر دختر کو غصہ آگیا اور کہا اگر تو حاکم نہ ہوتا تو جواب دیتی۔ اور بعض روایات میں ہے کہ طمانچہ مار دیا۔ (احصا جلد ۴ ص ۹۶ طبع مصر)

کس قدر افسوس ہے کہ ایسے جیسا سوز اور شرمناک واقعہ کہ ام کلثوم کے عقد

کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے۔ جس میں حضرت علی سے زیادہ حضرت عمر کی توہین کی گئی ہے اور جب ان دونوں کی عزت ہی ختم ہو جائے اور یہ ثابت ہو جائے کہ وہ پابند شریعت نہ تھے تو خلافت خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔

(۱) حضرت عمر کے پیغام کے جواب میں حضرت علی کا یہ جواب کہ وہ کس نے معصوم عتقا یا غلط اگر صحیح تھا یعنی وہ واقعتاً کھن عتقیں۔ تو کس لڑکی کو اپنے عقد کا اختیار ہی نہیں بھیرا نہیں عمر کے پاس کیوں بھیجی گیا۔ اور اگر وہ بالغ عتقیں تو آپؐ نے اسے صغیرہ کیوں کہا۔ نیز ایک بالغ لڑکی کو نامحرم کے پاس بھیجنا کب جائز ہے

(۲) حضرت عمر نے جب خاتونِ بنت سے عقد کا پیغام دیا تھا تو حضورؐ نے یہ مذکر کیا تھا کہ وہ کس نے جس لڑکی کی مال کسٹی کی وجہ سے عقد میں نہ آ سکے وہ کیونکر عقد میں آ سکتی ہے (۳) اگر واقعاً حضرت عمر نے یہ دیکھی دی ہے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کا گھر جلا دیں گے اور ان پر تہمت لگائیں گے پھر دختر کو گود میں بٹھاتا یا اس کی ہڈی پر ہاتھ پھیرنا اگر درست ہے تو کیا اس کے بعد بھی وہ خلیفہ رسولؐ کہے جاسکتے ہیں۔

حالانکہ یہ حقیقت کے بالکل خلاف ہے یہ واقعہ اس مکتوم کا ہے۔ جو اپنی مال اسنادتِ عیسیٰ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں آئی اور یہاں پرورش پائی یہی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پروردہ بھی یہی وہ مکتوم ہے جس نے اپنے فرزند زید کے ساتھ ایک ہی دن انتقال کیا اور ایک ہی دن نماز جنازہ کے بعد دن کی گئیں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میری لڑکیاں جعفر طیار کے لڑکوں کے لئے ہیں۔ (اصابہ جلد ۴ ص ۹۲ طبع مصر)

حضرت جعفر طیار کے شہادت کی خبر پانے ہی جب آنحضرتؐ ان کے گھر شریف لے گئے تو جعفر طیار کے بچوں کو گود میں لے کر سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا علی رضی اللہ عنہ کی لڑکیاں جعفر طیار کے لڑکوں کے لئے ہیں امیر المؤمنین علیہ السلام نے اسی وصیت پر عمل فرمایا اور حضرت زینب کا عقد عبداللہ سے اور حضرت ام کلثوم کا عقد محمد بن جعفر سے کر دیا (حیوة الصلوٰۃ)

ام کلثوم بنت علی کا عقد عون بن جعفر سے ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد محمد بن جعفر سے ہوا اور
میدان کربلا میں موجود تھیں (اصحاب جلد ۴ ص ۹۴ طبع مصر)
علامہ نور اللہ شوستر نے اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جیسے وہ دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم
بلکہ آپ کی پرورہ تھی اسی طرح یہ دختر علیؑ ان کی صلیبی نہیں بلکہ ان کی پرورہ تھی جو اس کا حال ہے
وہی اس کا حال ہے اگر وہ اس کی رسولؐ اسلام نے عثمان کو دیدی تو یہ اس کی امیر المؤمنینؑ نے عمر کے پاس پیش کی
عقد ام کلثوم کا مسئلہ اس قابل ہے کہ اس موضوع پر مستقل رسالہ لکھا جائے اگر زندگی نے ہمت
دی تو ان شاء اللہ وہ بھی منظر عام پر آجائے گا۔

کہ قرآن مقدس میں نبات رسولؐ کی حقیقت

عام طور پر لکھا جاتا ہے کہ اگر حضرت نبی اکرمؐ کی چار نباتات نہ تھیں تو قرآن عظیم میں خداوند عالم
نے یہ حکم کیوں دیا ہے۔

یہاں ایسا الہی مثل لائن واجبات و اے رسولؐ اپنی بیویوں اور لڑکیوں اور زمین کی
نباتات و نسوان المؤمنینؑ میں عیض من جلاہت عورتوں سے فرمادیں کہ چادریں اور مٹھریاں کریں۔
حالانکہ زبان عربی میں ایک لڑکی کو نبات اور کم سے کم تین لڑکیوں کو نبات کہا جاتا ہے اس آیت
میں نبات کو رسولؐ اسلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ حایان نبات رسولؐ اس آیت کو ام زین
دلی قرار دیتے ہیں اگر عوام اس آیت کو دلیل میں پیش کریں تو تعجب نہیں مگر تعجب ان اہل علم پر ہے جنہیں یہ خبر
نہیں کہ نزول آیت کے وقت وہ نبات موجود بھی تھیں اس آیت میں داخل کیا جا رہا ہے یا نہیں۔
مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت شہد میں نازل ہوئی ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر زاہدی، تفسیر
دارک۔ مدارج النبوة و فقرہ اول، روضۃ الاحباب، تاریخ طبری وغیرہ۔

اور تیسرے سیدہ حمیمہؓ انتقال کیا اور زینبؓ نے سیدہ حمیمہؓ میں دفات پائی اور ام کلثومؓ نے سیدہ
میں انتقال کیا۔ آریہ حجاب ان تینوں لڑکیوں کی حلت کے بعد نازل ہوئی ہے اس کے باوجود ان
لڑکیوں کو اس آیت میں داخل کرنا کس قدر اصول اور دیانت کے خلاف ہے۔

بلکہ جب ہم کہتے ہیں کہ پیش کردہ بات رسولِ آریہ تطبیق میں کیوں داخل نہیں ہیں تو جواب دیا جاتا ہے کہ یہ آیت مسیحیوں میں نازل ہوئی ہے اور وہ یوں لوگ ہیں اس سے قبل انتقال کر چکی تھیں انہیں معلوم نہیں کہ آریہ جناب آریہ تطبیق کے بعد صرف یہی نازل ہوئی، جب وہ بات آریہ تطبیق کے وقت موجود تھیں تو کہہ جناب کے نزول کے وقت کیونکر موجود ہو سکتی تھیں۔

لہذا یہ ثابت ہو گیا کہ پیش کردہ بات کا اس آیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اب یہ سوال ہو سکتا ہے کہ جب نزولِ آیت کے وقت حضورؐ کی ایک ہی دختر نکاح فرمادی گئی تو پھر اس آیت میں لفظ نیت ہونا چاہیے تھا لفظ نبات کیوں استعمال کیا گیا ہے۔

جواب نمبر ۱۔ **احترام بقول:** یہ دستور ہر زبان میں ہے کہ جب کسی کا احترام مقصود ہو تو اگرچہ وہ ایک ہوا اس کے لئے صیغہ جمع استعمال کیا جاتا ہے جیسے زبان اردو میں ایک مخاطب کے لئے "تو" اور بہت سوں کے لئے "تم" وضع کیا گیا ہے مگر احترام کے لئے ایک کو تم یا آپ مخاطب کیا جاتا ہے۔ اسی طرح پنجابی میں ایک مخاطب کے لئے "توں" اور بہت سوں کے لئے "تساں" یا "تسیں" وضع کیا گیا ہے مگر احترام کے لئے ایک مخاطب کو "تساں" یا "تسیں" کہہ کر خطاب کیا جاتا ہے اسی طرح زبان پشتو میں ایک مخاطب کے لئے "دوت" اور بہت سوں کے لئے "دوتا" وضع کیا گیا ہے مگر اکثر ایک شخص کو احترام کے لئے "دوتا" کہہ کر خطاب کیا جاتا ہے اسی طرح زبان فارسی میں ایک کے لئے "تو" اور بہت سوں کے لئے "تم" وضع کیا گیا ہے مگر اکثر احترام کے لئے ایک شخص کو "شما" کہہ کر خطاب کیا جاتا ہے۔ زبان عرب میں بھی ایسا ہی دستور ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ انا اعطینک انکوثر ہم نے آپ کو کثیر اولاد عطا کی۔

۲۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدس ہم نے اس کو شبِ قدر میں نازل کیا ہے۔

۳۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون

۴۔ انا معنی نبی بھی املوثی و کتبنا ما ہم ہی مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور زندہ کر کے

قد سواوا ثمارهم وكل شئ
 اخصنا لا في اصنام صبين
 اور ہم ہی ان کے اعمال اور آثار لکھتے ہیں اور لکھیں گے
 اور ہم نے ہر شئی گن کے جمیع کردی ہما ہا مدین میں
 ان سب آیتوں میں خداوند عالم نے اپنے لئے صیغہ جمع استعمال کیا ہے حالانکہ وہ وحدہ لا شریک
 ہے اصول کے لحاظ سے۔

آیت ۱ میں اعطیناک کی بجائے اعطینتکے ہونا چاہیئے اور آیت ۲ میں انزلنا کی بجائے نزلتہ
 ہونا چاہیئے تھا اور آیت ۳ میں انا نحن کے بجائے ائی اور نزلنا کی بجائے نزلتہ اور پھر انا
 کے بجائے انا لمانظرون کی بجائے لحاظ ہونا چاہیئے تھا اور آیت ۴ میں انا نحن نبی کے
 بجائے انا احمی اور نکتہ کے بجائے اکتبہ اور اخصنا ہ کے بجائے اخصتہ ہونا چاہیئے
 رب العزت نے ان آیات میں اپنے لئے واحد کے بجائے جمع کا صیغہ اپنی عظمت ظاہر کرنے کے لئے
 استعمال فرمایا ہے حالانکہ وہ صرف واحد نہیں بلکہ احد ہے اس کے لئے صیغہ جمع کا استعمال
 اس کی وحدانیت کے بظاہر منافی ہے اگر یہ کہا جائے کہ خدا نے اپنے لئے صیغہ جمع استعمال
 کیا ہے مگر کسی مخلوق کے لئے استعمال نہیں فرمایا اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے تو ملاحظہ ہو۔
 استموا و یسکروا اللہ ورسولہ و
 الذین امنوا الذین یقیمون
 الصلاة و یؤتون الزکوٰۃ و ہم من اکھون
 جو ایمان لائے نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔

اس آیت میں الذین - امنوا - یقیمون - یؤتون - صم - و اکھون - چھ جگہ جمع کے
 صیغے اور ضمیر استعمال کیا گیا ہے حالانکہ سرادھرت علی مرتضیٰ میں ملاحظہ ہوں تفاسیر اہل اسلام
 کیا اس کے بعد بھی تعجب ہو سکتا ہے کہ ان کی زوجہ کے لئے جو وحیدہ فریہ و فخر رسول مقبول
 تھیں۔ ان کے لئے احترام و تکریمات یعنی جمع استعمال کیا گیا ہو جس کی تعظیم کے لئے خود رسول
 اسلام کھڑے ہو جایا کرتے تھے بظاہر ہے کہ رسول اسلام کا کوئی قول اور کوئی فعل امر خداوندی کے
 بغیر نہیں ہو سکتا اپنی زحمت کی تعظیم بھی امر خداوندی سے فرماتے تھے جس کے حکم سے وہ تعظیم فرماتے تھے

اگر اس نے ان کے احکام میں سنت کی بجائے بنات نازل فرما دیا ہے تو کیا تعجب ہے۔
جواب: محرمات ابدی میں بنات کا ذکر :-

عزمت علیکم امھاتکم وبناتکم (مسلمانوں کو عزت تم پر حرام کی گئیں تمہاری
 وافواتکم و عھاتکم و مائیں (دادی نانی وغیرہ سب) اور تمہاری بیٹیاں
 خالاتکم و بنات الاخ و (پوتیاں لڑائیاں وغیرہ) اور تمہاری بہنیں اور تمہاری
 بنات الاخت و امھاتکم پھر صھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور
 اللاتی اس ضمن میں امھاتکم و عھاتکم تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور
 من المراضع و امھات تمہاری رضاعی (دودھ شریک) بہنیں اور تمہاری
 نسائکم و بناتکم اللاتی بیٹیوں کی مائیں (داساں) اور وہ (داد جڑی)
 فی صھوسکم من نسائکم (رکیاں جو دگیا) تمہاری گود میں پرورش پا چکی ہیں
 اللاتی و قلمتہ بہت (اور ان عورتوں کے پیٹ) سے پیدا ہوئی ہیں
 وان لم تکنوا و ان قلتم جن سے تم ہم بستی کر چکے ہو یاں اگر تم نے
 بہت مثلا جناح علیکم (صرف نکاح کیا ہو) ہم بستی نہ کی ہو تو داہنہ آن
 و جلا مثل انبا و کم مادہ جو رکیوں سے نکاح کرنے میں (تم پر کچھ گناہ نہیں
 الذین من اصلا بکم اور تمہارے صلیبی لوگوں (دوتوں نواسوں وغیرہ) کی
 وان تجمعوا بین الاختین بیٹیاں (بہنیں) اور دو بہنوں سے ایک ساتھ
 الا ما متد سلف ات نکاح کرنا مگر جو جو چکا (وہ محرم ہے) بیشک
 اللہ کان غفوراً رحیماً خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے اور شہر وار کوڑیں
 والمحصنات من النساء مگر وہ عورتیں جو دھما دیں کفار سے) تمہارے
 الا ما ملکت ایمانکم قبضہ میں آجائیں (حرام نہیں) (یہ) خدا کا تحریری

کتاب اللہ علیکم وَاٰھلِکُمْ وَاٰھلِکُمْ حُکْم دے جو تم پر فرض کیا گیا ہے اور ان
 ماحول و فی الحکمہ ۱۵: ۲۰ عورتوں کے سوا (اور عورتیں) تمہارے لئے جائز ہیں
 (مسلمانوں) حرام میں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور چھ بھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں
 اور بھانجیاں اور وہ عورتیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور دودھ بہنیں اور جو رُود کی مائیں دسائیں
 خوشامتنیں) اور جو رُود کی بیٹیاں جو تمہاری پردہ نشین ہیں جن سے تم صحبت کر چکے لیکن اگر تم
 نے ان سے صحبت نہیں کی تو کچھ گناہ نہیں تم پر دان کی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں (اور تمہارے لطفے
 سے جو بیٹے ہیں ان کی بیٹیاں دنہ لے پاک کی بیٹی کو وہ حلال ہے) اور وہ بہنوں کا اکٹھا
 کرنا (نکاح میں) مگر جو گزر چکا اس کا گناہ اب تم پر نہیں، بلکہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور
 (حرام ہیں تم پر) خداوند والی عورتیں مگر جن کے تم مالک ہو جو یا یہ حکم ہے اللہ کا تم کو ان کے
 سوا اور عورتیں تم کو حلال ہیں (وہ الذل زمان طبع کی لانی پر ہیں لاہور)

ان آیات میں حرام عورتوں کی ستر فہرست مائیں اور بیٹیاں ہیں اس کے بعد بہنوں بھائی بھینجوں
 بھتیجیوں بھتیجیوں، خالائیں، خوشامتنوں، ملاوہ جلاوہ کیوں، دودھ پلانے والی ماؤں اور
 دودھ شریک بہنوں، بہنوں اور وہ بہنوں سے اکٹھا نکاح اور خاندانی عورتوں کی حرمت کا ذکر ہے
 اور آخر میں یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ ان کے سوا سب عورتیں حلال ہیں ان سے نکاح کر سکتے ہیں مگر اسی
 فہرست میں نہ نانیوں کا ذکر ہے نہ دادیوں کا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ حلال ہیں۔ یہی جواب دیا
 جائے گا کہ ماؤں میں نانیوں جی داخل ہیں اور دادیاں بھی۔ اسی طرح اس فہرست میں پوتیوں کا ذکر ہے
 نہ نواسیوں کا کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ حلال ہیں یہی جواب دیا جائے گا کہ پوتیاں نواسیاں جی میں شامل ہیں
 لہذا اس کے بعد کیا آئی حکایات سمجھیں یہیں آجسکی کہ آیہ حجاب میں لفظ نبات سے مراد رسول
 اسلام کی تین بیٹیاں ہیں۔ حضرت فاطمہ زہرا، حضرت زینب، حضرت ام کلثوم۔ کہہ ضرور کی
 دختر ہے اور وہ نواسیاں ہیں۔ ایک صاحب قس و شہر کے مجھے کے لئے اس قدر کافی تھا
 مگر اب بھی سمجھیں نہ آئے تو آیہ مباہلہ کے یاد نہیں ہے۔

جواب۔ آیہ مباہلہ میں ابناء رسول :- فقل تعالوا نمدع اہباءنا و

ابناءکم و نساءکم و اولادکم و انفسکم و انفسنا و انفسکم قسم۔ نتبھل فتجعل لعنة الله علی اکابرہ
 کمدے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو ہم اپنی عورتوں کو تم اپنی عورتوں کو آؤ ہم اپنی
 ذاتوں سے شریک ہوں تم اپنی ذاتوں سے بھر خدا کے سامنے گڑ گڑائیں درویش اور عاجزی سے دعا
 کریں اور چھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں (وحد الزمان) طبع گیلانی پریس۔ لاہور۔

تو کہو دھچکا میداں میں آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو آؤ ہم اپنی عورتوں کو
 دبلائیں اور تم اپنی عورتوں کو آؤ ہم اپنی جانوں کو دبلائیں اور تم اپنی جانوں کو اور اس کے بعد ہم سب
 مل کر خدا کی بارگاہ میں گڑ گڑائیں اور چھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں (مولانا فرمان علی)

تقاضیہ لعنت ہوں یا کتب حدیث سب میں درج ہے کہ آنحضرتؐ بیٹوں کی جگہ حضرت حسن و
 حسین اور ساری جگہ حضرت فاطمہ زہرا کو اور انفس کی جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ السلام کو لے گئے تھے۔
 ملاحظہ ہو صحیح مسلم باب التفسیر

ظاہر ہے کہ رسول اسلام کا کوئی فعل نشاء قدرت کے سوا نہیں ہو سکتا۔ قدرت کا نشاء یہی تھا
 کہ ابناؤ کی جگہ حسن و حسین کو انساؤ کی جگہ فاطمہ زہرا کو انفس کی جگہ علی رضی اللہ عنہ کو لے جائیں۔ چنانچہ آپؐ نے میدان میں
 جانے کے بعد دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے عرض کیا

اللھم ھو لک اھل بیعتی خلاد نذا بھی میرے المیہت میں۔

جب حضورؐ ابناؤ کی جگہ امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کو لے گئے اور یہی نشاء الہی تھا تو کیا یہ
 دونوں رسول کے خزانہ تھے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ وہ آپؐ کا ذخیرہ کے خزانہ اور آپؐ کے نواسے تھے مگر
 خداوند عالم نے انہیں ابناؤ رسول فرمایا ہے جب حضورؐ کے یہ دونوں نواسے زبان وحی میں ابناؤ رسول قرار
 پائے تو ان کی حقیقی بیعتیں زینب ام کلثوم بنات رسولؐ تھیں یا نہیں۔ یہ ہیں وہ بنات رسولؐ جن کیلئے

قدرت نے فرمایا ہے۔ یا ایہا النبی قد لا ذوا جدک و بناتک و نساء المؤمنین یدہن
 اے رسولؐ اپنی بیویوں اور بیٹیوں کی عورتوں سے خواتین کے چادریں اور چھوٹی لائیں۔
 ظاہر ہے کہ نزولِ آیت کے وقت آنحضرتؐ کا ازار احمر بھی موجود نہیں اور یہ بنات بھی اوسا
 مؤمنین بھی۔ اس کے بعد کس قدر تعجب اور نا اچھی ہے کہ اس آیت میں ان لوگوں کو شامل کیا جائے جو اس آیت کے
 نزول سے قبل حیات کر چکے تھے اسے ضد کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے عیسیٰ اللہ من ذالک

اس کے بعد شیعوں کی اس کتاب کا حوالہ دے کر نبات رسول کے نام پیش کئے جہاں گئے اس کا جواب یہی ہو گا کہ اس کی ذمہ داری ان مؤرخین پر نہیں بلکہ ان ظالم حکومتوں پر ہے جنہوں نے انہیں مجبوراً اپنی مرضی کا پابند کر دیا تھا اور یہی آپس کے مؤرخین میں ایسے بھی ہیں جنہوں نے اسے اہمیت نہ دی اور غور و فکر سے کام لیا تو نقل و نقل کرتے چلے آئے اس لئے کہ انہیں یقین تھا کہ رشتوں ناتوں سے یہ خلاف عمل کتنی بے اور نہجیات اخروی حاصل ہو سکتی ہے۔ ابھی چند سال کی بات ہے کہ صدر الہدایہ خاں نے اپنی سوائے حیات تیار کر لی تھی اور اسے اردو و انگریزی میں بڑی دھوم دھام سے شائع کر لیا تھا اور پھر پاکستان کے روزِ اول سے اپنے ہند تک جو کاغذ نے گزرتا وہیں جس میں نے انجام دیئے تھے وہ سب ناموں نے اپنے کارناموں کی فہرست میں درج کر دیئے۔ آخر صاحبان علم و عقل دفعہ موجود تھے مگر اپنی جگہ سر پیٹ کر رہ گئے یہ کوئی نہ کر سکا کہ ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا یا اس کی تردید کرتا۔ دو ٹوٹا یہی ارباب اقتدار اپنے ذاتی اغراض کے ماتحت کیا عرض کیا جائے کہ کیا کیا کرتے رہے لیکن اگر قدرت خود ہی جی کی محافظہ نہ ہوتی تو آج صحیح اسلام کا نام و نشان نہ ملتا اگر تاریخ میں یہ الٹ پھیر کیا جاتا تو آج اسلام کے تہمت فرختے کیوں ہوتے۔ اس قدغن کے باوجود ایسے باہمت اور پیچھے لوگ بھی تھے جو نبات رسول کے مسئلے میں پروے چاک کرتے رہے آخر انہیں جبر کرنے کے بعد حقیقت مکمل کر سامنے آگئی اور اہلسنت کے مندرجہ ذیل علماء نے نبات رسول کی غلطی اعلان کر دی یا جیسا کہ ہماری مندرجہ فہرست میں علماء اہلسنت کی تحریریں اس پر شاہد ہیں اور جو روایات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد حضرت امیر المومنین کا اعلان ہو خود حضرت عمر کا اقرار اس کے بعد حسان بن ثابت اور امام شافعی کا اعلان اس کے خلاف ہے

خلاصہ کلام :- اس رسالہ میں مندرجہ آیات قرآن اور متعدد احادیث رسول میں سے چند احادیث رسول جن کا خصوصی تعلق خاتون کی وحدت سے ہے۔ تاہم نبات بھی ان خصوصیات میں کس کو ان کا یہ قسم شریک تسلیم نہیں کرتے ان کے علاوہ جو علماء دشینہ اور علماء اہل سنت ہر سہ نبات کے نبات رسول چھوڑنے کے قابل ہیں ان میں سے جو چند جو اپنے دوحہ کئے گئے ہیں ان پر ایک مرتبہ پھر نظر ڈال کر یہ دینی چوڑی کہ ہر سہ نبات کا قرآن میں ہونا ثابت ہے ان علماء دشینہ اور علماء اہلسنت کی فہرست درج ذیل ہے۔

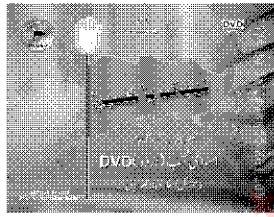
علماء و شیعہ :- (۱) مناقب آل ابی طالب - علامہ مشہر آشوب علیہ الرحمۃ (۲) مراۃ العقیل - حیاۃ العکرم
تذکرۃ الامارۃ - علامہ علی بن علی علیہ الرحمۃ (۳) احقاق الحق - علامہ نور اللہ شوشتری رحمہ - انوار فرائد - علامہ نعمۃ اللہ

جزا نری (۵) فروغ کافی۔ علامہ محمد عتیق۔ جینی علیہ الرحمۃ (۶) اہلکام۔ درعی۔ علامہ طبری علیہ الرحمۃ (۷)
 کامل بہائی۔ علامہ سید حسن بن علی علیہ الرحمۃ (۸) تذکرۃ الائمہ۔ علامہ علی علیہ الرحمۃ (۹) تحفۃ احمد سید
 علامہ سید ابوالحسن مجتہد (۱۰) حاشیہ زاد المعاد۔ سید العلماء علیہ الرحمۃ (۱۱) تحفۃ العوام۔ علامہ سید
 علی حاشی علیہ الرحمۃ (۱۲) کتاب انوار و بدیع متحدہ بحوالہ مناقب علامہ شہر آشوب (۱۳) نورالخبار
 مولانا مرزا علی نقی صاحب (۱۴) تحفۃ الانساب۔ مولانا سید محمد نواز (۱۵) مجمع البحرین۔ فخر الدین علی
 (۱۶) اعمال صالحین۔ مولانا سید محمد مصطفیٰ علیہ سید العلماء سید حسین بن مغفران آپ علیہ الرحمۃ (۱۷)
 خطوط۔ مولانا سید محمد نقی صاحب قبلہ مجتہد (۱۸) منہاج الفضلین (۱۹) شجرۃ سادات (۲۰)
 جانشینان محکم۔ علامہ اعلیٰ سلسلہ (۲۱) سیرۃ النبیر حاشیہ زاد المعاد۔ ابن ہشام (۲۲) حبیب السیر فیہ الدین
 (۲۳) تاریخ مجلس۔ دیار کربلا (۲۴) تاریخ الخلفاء۔ علامہ حبیب الدین سیوطی (۲۵) صواعق محرقة۔ علامہ
 ابن حجر مکی (۲۶) ینایح المؤدۃ۔ علامہ شیخ سلیمان خضی بنی قندوزی (۲۷) شرح منہج البلاغہ۔ ابن ابی
 الحدید عسکری (۲۸) وسیلۃ النجات۔ علامہ محمد بن فرح علی (۲۹) مکتوبات۔ جید و سرہندی (۳۰) حاشیہ سلین ابو داؤد
 مولانا محمد حیات سیحلی (۳۱) حاشیہ منہج البلاغہ طبع لاہور۔ رئیس احمد جعفری (۳۲) سید و ساما۔ محمد احمد عباس
 گراچی (۳۳) حسن الانتخاب۔ شاہ علی احمد کاکڑی (۳۴) ذخائر العقبیٰ۔ حبیب الدین احمد عبد الطبری۔
 (۳۵) السیر الختم فی مقدم کلمہ۔ محمد انشا اللہ صدیقی (۳۶) نورالخبار فی تاریخ النبی والارواح۔ ابو حفص لوط
 بن کبیر (۳۷) ابرہان قاطع۔ حضرت عمر کا مزار (۳۸) صواعق محرقة۔ حضرت علی کا اعلان و امامی (۳۹)
 کنز العمال۔ نفاثر المنہج۔ حضرت علی کے اعلان و امامی پر معاویہ کی خاموشی (۴۰) تفسیر در معشور۔ سیوطی
 فدک صرف مناقب جنت کے نام (۴۱) روایئے صادقہ۔ حافظ خان بہادر نذیر احمد تفسیر فدک کا اقترا (۴۲) سلمان بن
 ثابت کا مزار (۴۳) امام شافعی کا مزار غیر مسلمین کی گواہی۔ ابوالرحمن فارینڈ (۴۴) ینایح المؤدۃ
 یہودی کی گواہی اپنی کتاب سے (۴۵) گریانی کی پیشین گوئی۔ وما علینا الا البلاغ
 مجھے امید ہے کہ اس مختصر کے مطالعہ کے بعد براہِ دان اسلام اس بے بنیاد مسئلہ کی
 آڑ لے کر تفریقِ بین المسلمین سے استرازا کریں گے اور قرآنی معیار ان کو حکمِ خدا سے انصاف ہی
 کو مشعل راہ قرار دیتے رہیں گے

مرزا یوسف حسین خضی عنہ
 (حیدری پولیس لاہور)

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان



۷۸۶
۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں اور کئی

DVD
Version

لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad

Sindh, Pakistan.

www.sabeelesakina.page.tl

sabeelesakina@gmail.com

www.ziaraat.com

NOT FOR COMMERCIAL